کلامِ ظفر

(1908ء تا 1982ء)

حضرت مولانا ظفر محمد ظفر

کلامِ ظفرؒ

(نئے اضافوں کے ساتھ)

منظوم کلام

حضرت مولانا ظفر محمد ظفرؒ

نام کتاب:	کلامِ ظفرؒ
مجموعہ کلام:	حضرت مولانا ظفر محمد ظفرؒ

طبع اول:	1980ء
طبع دوم:	2010ء
طبع سوم:	2015ء

In der Spitz.15 54516 Wittlich Germany

E_mail:asifbaloch786@ymail.com

E_mail:zafar@t-online.de

انتساب

اپنی بہت ہی پیاری والدہ محترمہ اور بے حد شفیق بھائیوں
مکرم منصور احمد ظفر صاحب، مکرم ناصر احمد ظفر صاحب
اور مکرم مبارک احمد ظفر صاحب و ہمشیرہ محترمہ کے نام جن
کی بے پایاں محبت اور بے پناہ شفقت، میرا سب سے
قیمتی اثاثہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ

طاہر احمد ظفر

فہرست

نمبرشمار	عنوان	صفحہ
1	اظہارِتشکّر	1
2	یہ خوشنما پھولوں کا گلدستہ ہے تبصرہ: حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ)	2
3	پیش لفظ: حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر	3
4	حضرت مولانا ظفر محمد صاحب ظفؔر تعارف اور جماعتی خدمات (ایڈیشن اول)	4
5	تعارف (ایڈیشن سوم)	12
6	حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد پر عربی نظم لکھنے کی توفیق	14
7	حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زبان مبارک سے آپ کا ذکر خیر	16
8	پرنسپل جامعہ احمدیہ ملک سیف الرحمٰن صاحب کا ایک خط	20
9	طلبا جامعہ احمدیہ سے خطاب	21
10	حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد کا ایک مکتوب	24
11	حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی طرف سے ذکر خیر	26
12	مکرم مولانا ظفر محمد صاحب ظفؔر کا کلام (ازطرف پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب)	27
13	حضرت مولانا ظفر محمد صاحب ظفؔر کی یاد میں (ازطرف محمد نواز مومن صاحب)	33
14	حکیم نیّر واسطی (ستارۂ خدمت) کے خطوط	51
15	محترم مولانا ظفر محمد صاحب کی یاد میں (ازطرف مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری)	59

نمبرشمار	عنوان	صفحہ
16	**منظومات**	61
17	خدا تعالیٰ	63
18	لَااِلٰہَ اِلَّا اللہ	65
19	نعت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم	67
20	نعت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم	71
21	نعت خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم	75
22	مقام احمد صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ فاتحہ کے آئینہ میں	78
23	نعت رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم	82
24	خطاب بہ حضرت خاتم النبیین ﷺ	84
25	در مدحِ قرآنِ کریم	85
26	نذرانۂ عقیدت بحضور امامِ آخر الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام	87
27	حضرت بانی جماعت احمدیہ کی تصویر دیکھ کر	90
28	چودھویں کے چاند کو دیکھ کر	92
29	در مدح حضرت مصلح موعودؓ	94
30	خدا حافظ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی یورپ کو روانگی)	97
31	تیرے بغیر رُوحِ جماعت اُداس ہے	99

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
32	درمدح حضرت مصلح موعودؓ	101
33	رودِ چناب پر حضرت مصلح موعودؓ کی سَیر	104
34	حضرت مصلح موعودؓ کا ایک پیغام پڑھ کر	106
35	حضرت امیر المومنین سے التجا	109
36	دیارِ افریقہ (1970ء) حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی پہلی بار افریقہ روانگی	111
37	اَھلًا وَّ سَھلًا وَّ مَرحَبًا: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی افریقہ سے کامیاب مراجعت پر	113
38	خوش آمدید: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی افریقہ سے کامیاب مراجعت پر	115
39	میں کون ہوں؟	117
40	عزمِ وفا	119
41	جذباتِ ظفر	121
42	میری آرزو ''عالم باعمل و عاشق قرآن بنوں''	123
43	مقامِ توکّل اور دُعا	125
44	زندگی	127
45	دارِ فانی	130
46	شمع کے حضور پروانے	131
47	ربوہ ہے وہ چٹان جو ٹکرایا مٹ گیا	134

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
48	بعض مظلوم احمدیوں کی زبان سے جن کا بائیکاٹ کیا گیا	136
نمبر شمار	عنوان	صفحہ
49	اِس کا ہے نام کُفر تو کافر ہیں احمدی!	138
50	مشکل ہے	141
51	ترانۂ ناصرات	142
52	احمدی خاتون کے نام۔ اپنی بیگم کی زبان سے	144
53	بعض یورپین لیڈیز کو برقعے میں دیکھ کر (بزبان اہلیہ ام)	146
54	مقبول جہاں۔ قادیان	147
55	ایک دوست کو فراقِ قادیان میں روتے دیکھ کر	149
56	درویشانِ قادیان کے نام	151
57	طلبا جامعہ کے نام	153
58	سرچشمۂ مسرّت	155
59	نَحنُ اَنصَارُ اللّٰہ	159
60	سُورۂ جمعہ کا پیام دورِ حاضر کے مُسلم کے نام	161
61	آسمانی نوشتے	165
62	اپنے خالق کے حضور	167
63	مجھ کو تو خدا میرا نظر آتا ہے ہر جا	169
64	عالم سے دور بیٹھے ہیں عالم کے درمیاں	171
65	''وہ بھی نشاطِ رُوح کا ساماں نہ کر سکے''	173

66	زندگیٔ جاوداں	175
نمبر شمار	**عنوان**	**صفحہ**
67	مردِ راہ داں	177
68	حوالات کی رات	179
69	دعوتِ مشاعرہ کے جواب میں	181
70	دل بھی اپنا پاک کر اَے بندۂ حرص و ہوا	183
71	جبر و قدر	187
72	اُستاذی المکرّم حضرت مولوی سیّد محمد سرور شاہ صاحب کی یاد میں	189
73	حضرت سیّدہ سارہ بیگم صاحبہ کی وفات پر	192
74	حَبَّذَا! اَے حافظ روشن علی!	194
75	حضرت مولانا ابُو العطاء مرحوم کی وفات پر	197
76	امام مسجد لندن مکرم و محترم مولوی فرزند علی خان صاحب کی یورپ سے قادیان واپسی پر	199
77	عزیزم طاہر احمد ظفر سلمہ اللہ کی پیدائش پر	201
78	خدا حافظ (عزیزم منیر نواز ابن چودھری شاہ نواز کی امریکہ روانگی کے موقع پر)	203
79	خضر حیات خان کے استعفاء دینے پر	206
80	سیاستِ احرار	208
81	اَحرار کی باطل توقعات کا مومنانہ جواب	210
82	”کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے“	213

83	سیاحت کشمیر (1938ء)	215
نمبر شمار	**عنوان**	**صفحہ**
84	کراچی 1964ء	217
85	غزل	218
86	ورثۂ داؤد	220
87	رُباعی	221
88	نصرت الٰہی	222
89	**ابتدائی کلام کے چند نمونے**	223
90	”بسکہ دُشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا“	225
91	خطاب بہ ساقی	227
92	بارگاہِ ایزدی میں مُسلم کی فریاد اور اُس کا جواب	228
93	مَیں احمدی ہوں اور مجھے اِس پہ ناز ہے	232
94	تحریضِ عمل	234
95	جلسہ سالانہ قادیان کا روح پرور نظارہ	236
96	**متفرقات**	239 تا 246
97	**فارسی کلام**	247
98	**مقامِ محمد ﷺ**	249

99	نعت النبی ﷺ	251
100	بر رُوئے خاك شجرۂ راحت خِلافت است	253
نمبرشمار	عنوان	صفحہ
101	مانندِ آفتاب در خشد اِمام ما	255
102	”ہر گز نمیرد آنکه دِلش زنده شُد بعشق“	257
103	شراب رُوح پرور بخش ساقی (مصرع اول فارسی، مصرع ثانی عربی)	260
104	اِقبالؔ کی ایک فارسی غزل عَربی لباس میں	266
105	عربی کلام	269
106	قَصِیْدَةٌ عَرَبِیَّةٌ ۔فِی مَدْحِ الْقُراٰنِ الْکَرِیْمِ	271
107	قَصِیْدَةٌ عَرَبِیَّةٌ ۔فِی مَدْحِ الْقُراٰنِ الْکَرِیْمِ	274
108	ترجمہ اَشعار سیّدنا حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ	277
109	بمناسبة وُرُوْدُ سَیِّدِنَا اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِقَرْیَةِ اَحْمَد نغر (وَقْتَ الْمَسَاءِ)	279
110	اَلتَّرْحِیْبُ. استقبالیه قصیده بِوُرُوْدِ اَمِیْرِالمؤمنین بَعْدَ سَفَرِهٖ اِلٰی بِلَادِ اَوْرُبَّا	283
111	الدعا بحضرة الباری فی حق سیدنا خلیفة المسیح الثانی	288
112	صَوْتُ السَّمَآءِ	291
113	خیر مقدم حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب	300

114	وَمَنْ کَانَ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ سَیَغْلِبُ اَلْجَوَابُ مِنْ قِبَلِ الْاِسْلَامِ	307
نمبرشمار	عنوان	صفحہ
115	”اِمْتِنِیْ فِی الْمَحَبَّةِ وَلْوِدَادِ وَکُنْ فِیْ هٰذِهٖ لِیْ وَالْمَعَادِ“	316
116	ذِکْرُ نَصْرِ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ	322
117	اَلتَّرْحِیْب ۔بِفَخَامَةِ مُعَمَّرَ الْقَذَافِی رَئِیْسِ مَمْلُکَةِ لِیْبِیَا	329
118	ایک عرب عیسائی پادری کے خط کے جواب میں	334
119	صَلُّوْا عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ	335
120	فِیْ ذَمِّ الْاَحْزَابِ الْمُسْتَعْمِرَةِ الْجَائِرَةِ	338
121	فِیْ رَجُلٍ مُتَکَبِّرٍ سَبَّ اِمَامَنَا	344
122	حضرت مولانا جلال الدّین صاحب شمسؔ کی بلادِ شام سے واپسی پر	346
123	فِیْ ذِکْرٰی ۔مَوْلٰنَا جَلَالِ الدِّیْن شَمْسؔ المرحوم	349
124	التَّرْحِیْبُ بِفَخَامَةِ رَئِیْسِ الْجَمْهُوْرِیَّةِ الْعَرَاقِیَّةِ آنریبل صدر جمہوریہ عراق کو خوش آمدید	351

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اظہارِ تشکّر

مکرم ومحترم حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا مَیں بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے باوجود گوناگوں مصروفیات کے میرے کلام کو دیکھا اور اس پر تبصرہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

ایسے ہی مَیں مکرم ومحترم شیخ محمد احمد صاحب مظہرؔ امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع فیصل آباد کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے باوجود پیرانہ سالی اور کمزوریٔ صحت کے میرے کلام کو دیکھنے کی تکلیف گوارا فرمائی اور پیش لفظ تحریر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

علاوہ ازیں مَیں محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب کا بھی بہت ممنون ہوں کہ جنہوں نے اپنی بے حد مصروفیات کے باوجود اس کتاب کی کتابت اور طباعت کے فکر سے مجھے بے نیاز کر کے خود ہی اس کا اہتمام وانتظام فرما دیا۔ صاحبزادہ صاحب موصوف کی امداد کے بغیر جلسہ سالانہ سے پیشتر اس کی اشاعت میرے لئے ناممکن تھی۔ محترم صاحبزادہ صاحب کے اس غیر معمولی تعاون کا مَیں شکر گزار ہوں۔ **فجزاہ اللہ احسن الجزاء**

یہ خوشنما پھولوں کا گلدستہ ہے

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

”مَیں نے شروع سے آخر تک یہ تمام کلام پُر لطف اور پُر مغز پایا ہے۔ ممکن نہیں کہ انسان اس پر محض سرسری نظر ڈالتے ہوئے گزر جائے۔ کئی مقامات پر ٹھہر کر اطمینان سے اسی طرح لطف اندوز ہونا پڑتا ہے جیسے حسین قدرتی مناظر انسان کے قدم تھام لیتے ہیں۔ ایک بھی نظم ایسی نہیں جو بے مقصد شاعری یعنی شاعری برائے شاعری کے ضمن میں آتی ہو اور حقیقت اور خلوص سے عاری ہو۔ زبان بھی نہایت سلیس اور ہلکی پھلکی ہے سوائے اس کے کہ معانی کا وفور مشکل عربی اور فارسی الفاظ کے استعمال پر مجبور کر رہا ہو۔ طرزِ بیان نہایت دل نشین۔ فارسی اُردو اور عربی پر برابر دسترس! ماشاء اللہ۔ یہ مجموعۂ کلام علم وفضل کا ایک مرقع اور ایک خوشنما پھولوں کا گلدستہ ہے جسے آپ کے خلوص اور ایمان نے ایک عجیب تازگی اور مہک عطا کر دی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی عمر، صحت علم اور عمل میں برکت دے اور حقیقی اور دائمی مسرتیں عطا فرمائے اور اولاد کی طرف سے بھی آپ کو آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی طمانیت نصیب ہو۔“

خاکسار

مرزا طاہر احمد

17 مارچ 1358 ہش

پیش لفظ

محترم مولانا ظفر محمد صاحب سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ کی نظموں کا یہ مجموعہ احباب کی خدمت میں پیش ہے۔ یہ نظمیں وقتاً فوقتاً سلسلۂ حقّہ کے اخبارات و رسائل میں شائع ہوتی رہی ہیں اور بفضلِ خدا مقبولِ خاص و عام ہو چکی ہیں۔

محترم مولانا ظفر محمد صاحب اُردو کے بہت خوش گو شاعر ہیں۔ علاوہ ازیں انہیں عربی اور فارسی نظم لکھنے کا بھی ملکہ ہے اور یہ بات خاکسار نے خاص طور پر دیکھی کہ باوجود ایک اعلیٰ شاعر ہونے کے وہ سراپا عجز و انکسار ہیں اور نام و نمود سے بے نیاز۔

محترم ظفر محمد صاحب کا اسلوبِ کلام، سلاست اور روانی، محاورہ اور بندش کی خوبی اور فنِ شاعری کے لحاظ سے ایک قابلِ قدر تصنیف ہے اور بہت سی نظمیں اپنی خوبی کے لحاظ سے سہلِ ممتنع ہیں۔

یہ مجموعہ سلسلے کے لٹریچر میں ایک قیمتی اضافہ ہے اور احباب اس مجموعے کو انشاء اللہ دلکش اور مفید پائیں گے۔ نظموں میں دینی پہلو کو مدّنظر رکھنا اور بے جا مبالغہ سے بچنا جماعت کے شعراء کا ایک امتیاز ہے جو اس مجموعے میں بھی نمایاں ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا ظفر محمد صاحب کو جزائے خیر دے اور ان کے اس مجموعہ کلام میں برکت عطا فرمائے۔

حضرت مولانا ظفر محمد صاحب ظفرؔ تعارف اور جماعتی خدمات

(ایڈیشن اوّل)

خدا تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ جس نے اِس ناچیز کو والدم بزرگوار محترم ظفر محمد صاحب ظفرؔ کا متفرق کلام جمع کر کے شائع کرنے کی توفیق بخشی۔

مَیں نے چاہا کہ اِس مجموعۂ کلام کے ساتھ محترم والد صاحب کے مختصر حالاتِ زندگی بھی بغرضِ تعارف شائع کر دیئے جائیں۔ سو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مختصر کوائف سپردِ قلم ہیں۔

آپ 9/اپریل 1908ء کو بستی مندرانی میں پیدا ہوئے۔ یہ بستی ضلع ڈیرہ غازیخان کے مشہور قصبہ تونسہ شریف کے جنوب مغرب کی جانب چار پانچ میل کے فاصلہ پر کوہ سلیمان کے دامن میں واقع ہے۔

آپ کے والد بزرگوار حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب مندرانی رفیق حضرت مسیح موعود زمیندار تھے۔ آپ اپنے علاقہ میں اپنے علم و فضل کی بدولت مشہور تھے۔ آپ عربی اور فارسی زبان کے عالم تھے۔ فارسی زبان میں فی البدیہہ اشعار کہتے تھے۔ اُن کا ایک مجموعۂ کلام تھا مگر افسوس کہ وہ ضائع ہو گیا۔ آپ مثنوی رومی کا درس دیا کرتے تھے۔ سفید ریش پٹھان اور بلوچ آپ کے شاگرد تھے۔ آپ کے اُستاد حضرت حافظ میاں رانجھا صاحبؒ ایک صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے آپ سے فرمایا:

''حافظ صاحب! مَیں اِس دارِ فانی سے گُزر جاؤں گا اور آپ زندہ ہوں گے کہ امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے۔ انکار نہ کرنا۔''

چنانچہ آپ نے سابقہ روایات کے پیشِ نظر جہاد کی غرض سے تلوار خرید رکھی تھی۔

1901ء میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آواز آپ تک پہنچی تو آپ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور جو نمازی آتا اُسے کہتے حضرت امام مہدی علیہ السلام آ گئے ہیں۔ لہٰذا اُن کی بیعت کے لئے اپنا نام لکھوا دو۔ سو ہر نمازی نے اپنا نام لکھوا دیا اور اُسی سال آپ کو پہلے تحریری پھر 1903ء میں اپنے تمام ساتھیوں سمیت قادیان جا کر دستی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی بیعت کا اعلان 24 ستمبر 1901ء الحکم کے صفحہ 12 پر موجود ہے۔ اس طرح یہ چھوٹی سی بستی حضرت بانی جماعت احمدیہ کے غلاموں کا گہوارہ بن گئی۔ اِن بزرگوں کے حالات ''الفضل'' میں شائع ہو چکے ہیں۔

آپ نے اپنے چوتھے فرزند یعنی ہمارے ابّا جان کو بعمر 13 سال قادیان بھجوا دیا۔ آپ 23 مارچ 1921ء کو قادیان پہنچے اور مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ آپ کی ذہانت کا یہ حال تھا کہ ایک سال میں دو جماعتوں کا امتحان دیا اور حافظہ اس پایہ کا تھا کہ جو کچھ پڑھتے زبانی یاد ہو جاتا۔ غالباً 1923ء میں صاحبزادہ میاں ناصر احمد صاحب موجودہ امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور اس طرح ابّا جان کو آپ کے ہم جماعت ہونے کا شرف حاصل ہو گیا۔ 1929ء میں والد صاحب بیمار ہو گئے۔ آپ کے اساتذہ نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ اِس سال مولوی فاضل کا امتحان نہ دیں لیکن آپ نے کہا مجھے اجازت دے دیں میں انشاء اللہ تعالیٰ فیل نہیں ہوں گا۔ چنانچہ آپ مولوی فاضل میں اچھی پوزیشن لے کر کامیاب ہو گئے۔ اور حضرت میاں صاحب بھی نہایت شاندار پوزیشن لے کر کامیاب ہو گئے۔ 31-1930ء تک والدِ محترم جامعہ احمدیہ میں داخل رہے۔ جہاں سے آپ نے رسالہ ''جامعہ احمدیہ'' کے دو شمارے نکالے جن میں سے ایک سالانہ نمبر دسمبر 1930ء تھا جو بے حد مقبول ہوا۔ جامعہ احمدیہ سے مبلغین کلاس پاس کرنے کے بعد 17 جولائی 1931ء کو آپ کا نکاح صوبیدار میجر حضرت ڈاکٹر ظفر حسن صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی

صاحبزادی محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ سے ہوا۔ ہماری امّی جان ایک فرشتہ سیرت، نیک فطرت اور دعا گو خاتون ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کا سایہ تا دیر ہمارے سر پر قائم رکھے۔ آمین

محترم والد صاحب جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بہاولپور میں بطور مبلغ متعین کئے گئے۔ حضرت مولانا غلام احمد صاحب اختؔر جو کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ سجادہ نشین کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے اُن دنوں بہاول پور میں مقیم تھے۔ ایک دن اُنہوں نے آپ سے کہا۔ ''مولوی صاحب آپ قادیان سے تشریف لائے ہیں مجھے ایک فتویٰ دیں۔ اس وقت میری عمر اسّی سال ہے۔ کیا مَیں روزہ رکھوں یا نہ؟'' آپ نے جواب دیا۔ ''آپ کے چھوٹے بچے کی عمر کتنی ہے؟'' انہوں نے جواب میں کہا ''سال ڈیڑھ سال ہے۔'' اِس پر آپ نے کہا ''آپ ضرور روزے رکھیں۔'' اِس جواب پر حضرت اختؔر صاحب مرحوم بہت ہنسے اور فرمایا ''آپ نے مجھے مار ڈالا ہے۔''

بہاولپور میں آپ تھوڑا عرصہ ہی رہے تھے کہ آپ کو مدرسہ احمدیہ قادیان میں مُعلّم مقرر کر دیا گیا۔ 1934ء میں آپ حضرت مصلح موعودؓ کے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری اور 1935ء میں پہلے سیکرٹری نیشنل لیگ قادیان مقرر ہوئے۔ 1937ء میں بطور ناظم کارِ خاص حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کی زیرِ نگرانی کام کرتے رہے۔ حضرت میاں صاحب کو آپ سے بہت پیار تھا اور آپ پر بہت مہربان تھے اور کبھی کبھی آپ کے گھر پر تشریف بھی لاتے تھے۔ آپ 1938ء تک نصرت گرلز ہائی سکول میں بھی پڑھاتے رہے۔

آپ اِن تمام کاموں کے ساتھ ساتھ دار القضاء میں بطور قاضی کے فرائض بھی سر انجام دیتے رہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو طالب علمی کے زمانہ میں ہی قاضی مقرر کر دیا تھا اور اِس کی وجہ یہ تھی کہ ایک دفعہ مدرسہ احمدیہ، ہائی سکول اور جامعہ احمدیہ کے طلباء نہر پر گئے وہاں جا کر لڑکوں میں کچھ کشمکش ہو گئی۔ اس کی تحقیق کے لئے ایک لڑکا ہائی سکول سے، ایک جامعہ احمدیہ سے اور آپ کو مدرسہ احمدیہ سے لیا گیا۔ آپ کو اِس سہ رُکنی کمیشن کا صدر مقرر کیا گیا۔

آپ نے تحقیق کے بعد جو فیصلہ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں پیش کیا حضور اُس سے بے حد خوش ہوئے اور فرمایا ''دُنیا کا کوئی قاضی اِس سے بہتر فیصلہ نہیں دے سکتا۔'' یہی وجہ تھی کہ بعد میں حضور نے آپ کو مستقل قاضی مقرر فرما دیا۔

ایک دفعہ بٹالہ کے دو دوستوں کا قضیہ قادیان دارالامان میں آیا۔ پہلے کچھ عرصہ دفاتر میں چلتا رہا پھر قضاء میں آیا۔ پہلے ایک قاضی نے فیصلہ کیا، پھر دو قاضیوں نے فیصلہ کیا، پھر تین قاضیوں کے بورڈ میں پیش ہوا جس میں آپ بھی شامل تھے۔ دفاتر اور جملہ قاضیوں کا فیصلہ مدعی کے حق میں تھا لیکن آپ نے اُن سب فیصلوں سے اختلاف کیا اور الگ اپنا فیصلہ لکھا۔ اِس پر حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں اپیل ہوئی۔ حضور نے اِسی ضمن میں جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کو جو بعد میں ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوئے لاہور سے بُلوایا اور آپ کا فیصلہ دکھایا۔ محترم شیخ صاحب نے آپ کے دیئے ہوئے فیصلہ کی تائید فرمائی اور حضور نے اسی فیصلہ کو نافذ فرما دیا۔ اِس فیصلہ کے پڑھنے کے بعد محترم شیخ صاحب موصوف نے فرمایا کہ مَیں اِس نوجوان کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ آپ جب شیخ صاحب موصوف سے ملے تو اُنہوں نے آپ کو مبارکباد اور داد دی۔

مارچ 1939ء میں آپ کو اپنے وطن ضلع ڈیرہ غازی خان جانا پڑا اور مارچ 1944ء تک آپ وہیں رہے۔ اِس عرصہ میں آپ نے ادیب فاضل، مُنشی فاضل اور ایف اے کے امتحانات پاس کئے۔ 1944ء میں آپ کو جامعہ احمدیہ میں پروفیسر لگا دیا گیا۔ آپ 1956ء تک جامعہ احمدیہ میں پڑھاتے رہے۔ پھر آنکھوں کی تکلیف کے باعث درس تدریس کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔ اور قضاء میں وکالت شروع کر دی۔ کسی کا وکیل بننے سے پہلے آپ خود تسلّی کر لیتے تھے کہ آیا مؤکّل حق پر ہے یا نہیں اور اگر کسی کو حق پر نہ پاتے تو اُس کی وکالت کرنے سے انکار کر دیتے تھے۔

آپ 1964ء تا 1966ء کراچی میں رہے اور وہاں مکرم و محترم چودھری احمد مختار

صاحب امیر جماعت کراچی کی خواہش پر حضرت بانی جماعت احمدیہ کی عربی کُتب کا اُنہیں اُردو میں ترجمہ کر کے دیا۔ واپس آ کر آپ نے ایک کتاب بعنوان ''معجزات القرآن'' تصنیف فرمائی (جو کہ 2001ء میں چھپ چکی ہے۔) جس کی بعض اہم اور بزرگ ہستیوں نے بہت تعریف فرمائی جن میں حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب، حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ اور حضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ صوبائی امیر خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ آپ کی دیگر کتب کی تفصیل (1) ''حروفِ مُقطّعات کی حقیقت'' (2) ''قرآن زمانے کے آئینہ میں'' (3) ''ہمارا قرآن اور اس کا اسلوب بیان'' یہ تینوں کتب ابھی تک طبع نہیں ہو سکیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کچھ عرصہ کے بعد شائع ہو جائیں گی۔ (4) ''سوانح صوفیا'' (شائع شدہ 1951ء)

1975ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے محترم مولانا صادق صاحب کو سورۃ کہف کی اردو تفسیر جو حضرت مصلح موعودؓ نے لکھی تھی۔ اُس کا عربی میں ترجمہ کرنے کا ارشاد فرمایا ساتھ ہی ابا جان کو بھی ان کی مدد کے لئے مقرر کیا گیا۔

آپ کا زیادہ تر لگاؤ قرآنِ شریف سے ہے اور قرآنِ شریف ہی کے بارے میں مضامین لکھواتے رہتے ہیں جو وقتاً فوقتاً ''الفضل'' میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

آخر میں آپ کی زندگی کے چند ایسے واقعات پیش کرتا ہوں جو آپ کی ذہانت، فراست، راست بازی اور توکّل علی اللہ کے آئینہ دار ہیں۔ کافی عرصہ پہلے کی بات ہے آپ نے ایک دفعہ ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص مسمریزم کی قوت ودیعت کی ہوئی ہے لیکن میں نے کبھی اس کی مشق نہیں کی۔ پھر آپ نے اپنے بچپن کے دو واقعات سنائے۔ پہلے دونوں واقعات مسمریزم ہی سے متعلقہ ہیں۔

(1) آپ نے بتایا جب میں دس گیارہ برس کا تھا تو پہاڑ کے دامن میں ایک بہت بڑے پتھر پر میری نظر پڑی میں اس کے پاس کھڑا ہو کر اُسے دیکھنے لگا اور دل میں خیال آیا کہ

اگر اس کو اس طرح چیرا جائے تو یہ خراس کے دو پاٹ بن جائیں گے اور اِس تصور کے بعد میں آگے چلا گیا۔ چند لمحوں کے بعد جب میں واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی پتھر بعینہٖ اسی طرح چیرا پڑا تھا جس طرح میں نے تصور کیا تھا۔

(2) **مسمریزم کا دوسرا واقعہ:** ایک دفعہ 14، 15 سال کی عمر میں ایک سُنسان ویرانے میں سے گزر رہے تھے کہ ایک خانہ بدوش قوم کا ایک بھیانک اور خونخوار کتا آپ کی طرف دو فرلانگ کے فاصلہ سے لپک کر آیا۔ کُتّے کے مالک نے زور سے آواز دی کہ بھاگ جاؤ ورنہ یہ تمہیں کھا جائے گا۔ مگر بھاگنا بے سود تھا۔ آپ کُتّے کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہو گئے اور کُتّا دو تین گز کے فاصلہ پر آ کر یکدم رُک تو گیا مگر زور سے غُرّاتا اور دُم مارتا رہا اور آپ آنکھ جھپکے بغیر ٹکٹکی لگا کر اُسے گُھورتے رہے۔ ایک دو منٹ کے بعد کُتّے نے چیخ ماری اور پیچھے گر پڑا اور جب گھر کی طرف بھاگنے لگا تو بار بار چیخ مار کر مُنہ کے بل گر پڑتا تھا۔

(3) ایک دفعہ آپ اپنی ایک رشتہ دار خاتون کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ سامنے سے ایک بارہ تیرہ سال کا لڑکا دُور سے آتا ہوا نظر آیا۔ آپ نے اُس خاتون سے کہا۔ میں نے ایک نظارہ دیکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اِس لڑکے نے آپ سے مذاق کیا ہے اور مَیں نے اسے تھپڑ مارا ہے۔ اُس خاتون نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کچھ دیر کے بعد جب وہ لڑکا قریب آیا تو اُس نے خاتون سے مذاق کیا اور آپ نے اِس پر اُسے تھپڑ لگا دیا۔

(4) ایک رات قادیان میں ایک احمدی کے گھر سے بہت سے قیمتی زیورات کی چوری ہو گئی۔ آپ بٹالہ جانے کے لئے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو وہاں ایک شخص نے آپ کی طرف دیکھا اور آپ نے اُس کی طرف دیکھا تو آپ کو یقین ہو گیا کہ یہی شخص چور ہے۔ آپ نے پولیس کو اِطلاع دے دی۔ چنانچہ بعد میں چوری ثابت ہو گئی اور وہ شخص قید ہو گیا۔

(5) پاکستان بننے پر جب ہندوستان میں مسلمانوں کا قتلِ عام شروع ہو گیا اور قادیان کے گرد و نواح میں بھی خطرہ لاحق ہو گیا۔ مرکز نے آپ کو کسی کام کے سلسلہ میں ملتان ڈویژن

جانے کا حکم دیا۔ آپ نے درخواست دی کہ مجھے اجازت دی جائے مَیں اپنے بیوی بچوں کو بھی ساتھ لے جاؤں۔ اِس پر اجازت تو مل گئی لیکن مشکل یہ پیش آئی کہ آپ کے پاس اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لے جانے کے لئے کرایہ نہ تھا۔ لہٰذا آپ ساری رات نوافل پڑھتے رہے اور رو رو کر دُعائیں کرتے رہے اور جب صبح کی نماز کا وقت قریب ہونے کو تھا تو آپ کو سجدہ میں زور سے ایک آواز آئی ''ھُوَ الَّذِیْٓ اَحْیَاکُمْ بَعْدَ مَآ اَمَاتَکُمْ'' یعنی خدا نے تمہیں مَوت کے بعد زندگی بخش دی۔ چنانچہ جب صبح ہوئی آپ نے اپنے بیوی بچوں سے کہا کہ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیریت پاکستان پہنچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کرایہ کا بھی انتظام کر دے گا۔ پھر تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ آپ دروازہ پر پہنچے تو ایک شخص نے آپ کو پچاس روپے دیئے اور کہا یہ رقم حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ نے آپ کو بھیجی ہے اور فرمایا ہے اگر مزید ضرورت ہو تو اَور بھی منگوا لیں اور اس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ساری مشکلات حل کر دیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

(6) ایک دفعہ آپ حکیم نیّر واسطی صاحب کے پاس بیٹھے تھے اور طب کے موضوع پر باتیں ہو رہی تھیں کلونجی کی بات چھیڑی تو آپ نے کہا کہ اس کے نام کے اندر ہی اس کی افادیت بیان ہے۔ حکیم صاحب نے دریافت کیا وہ کیا؟ اس پر آپ نے کہا کہ یہ لفظ کُل اور نجا سے مرکب ہے یعنی کھا اور بیماری سے نجات پا جا۔ حکیم صاحب مرحوم نے اس نکتے پر بڑی تحسین کی اور دیر تک جھومتے رہے۔

ہمارے والد محترم اپنی طبیعت کے لحاظ سے ایک خوش مزاج، سادگی پسند، نام و نمود سے متنفّر، دنیا طلبی سے بے نیاز، مستغنی مزاج اور بچوں سے پیار کرنے والے بزرگ ہیں۔ ایک دفعہ مالی تنگی کے ایّام میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے بیس روپے مانگے۔ اللہ تعالیٰ نے بیس روپے تو دے دیئے لیکن ساتھ ہی خواب میں ایک ایسا نظارہ آپ کو دکھایا جس کا مقصد یہ تھا کہ مجھ سے یہ چیز کیوں مانگتے ہو؟ مجھ سے میرا فضل مانگو۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ مَیں نے ہمیشہ، خواہ

حالات سازگار ہوں یا ناسازگار ہوں آپ کو خوش وخرم اور مطمئن دیکھا ہے۔

آپ اپنے خطباتِ جمعہ اور درسوں میں حُسنِ معاملہ، حسنِ اخلاق اور تربیتِ اولاد پر بے حد زور دیتے ہیں۔

آج کل آپ بینائی کی کمزوری کے باعث قرآن شریف کی تلاوت سے محروم ہیں لیکن اس کمی کو پورا کرنے کے لئے آپ نے پورے قرآن مجید کے کیسٹ رکھے ہوئے ہیں جنہیں آپ باقاعدگی سے دیر تک سُنتے رہتے ہیں۔

آپ یتیموں، غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کی جستجو میں رہتے ہیں اور جہاں تک ممکن ہو اُن کی مدد کرتے ہیں۔ آپ کا اپنے رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے سلوک بھی قابلِ رشک ہے۔

بالآخر ہماری دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے اور ہم آپ کی دعاؤں سے مُستفیض ہوتے رہیں۔ آمین ثم آمین

خاکسار

طالبِ دُعا

مبارک احمد ظفر

احمد نگر

نزد ربوہ۔ ضلع جھنگ

مؤرخہ 25/ماہ ذُوالحجہ 1400 ہجری قمری بمطابق 4/ماہِ نبوت 1359 ہجری شمسی و 4/نومبر 1980ء

تعارف

(ایڈیشن سوم)

خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے خاکسار کو والد محترم حضرت مولانا ظفر محمد صاحب ظفر مرحوم کے کلام کو نئے اضافوں کے ساتھ شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ **الحمد للّٰہِ عَلیٰ ذَالِکَ**

پہلا ایڈیشن 1980ء میں جبکہ دوسرا 2010ء میں شائع ہوا پہلے دونوں ایڈیشن میرے بڑے بھائی مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کو شائع کرنے کی توفیق ملی۔ اس سلسلہ میں انہوں نے خاصی عرق ریزی کی اور بڑی محنت و محبت سے ابا جان کے کلام کو یکجا کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ان کی جزا بن جائے۔ آمین **اللھم** آمین۔

نئے ایڈیشن میں محترم والد صاحب کے بارے میں خلفاء سلسلہ احمدیہ اور چند بزرگان کی آراء اور ذکر خیر کو بھی شامل کیا گیا ہے اور بعض اعلیٰ اہل علم شخصیات کا بھی ذکر ہے جن کا والد صاحب سے علم و ادب اور شاعری کے حوالہ سے گہرا اور دیرینہ تعلق رہا ہے۔

محترم والد صاحب کی وفات جو کہ 23/اپریل 1982ء میں ہوئی اُن کی وفات پر **اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْر** کے حوالہ سے چند خطوط بھی شامل ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت ہماری والدہ صاحبہ اور ہم سب بہن بھائیوں کے ساتھ تقریباً نصف گھنٹہ قصر خلافت میں تعزیت کی۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) نے جو کہ اُس وقت ناظم وقف جدید تھے اپنے تعزیتی خط میں تحریر فرمایا:

’’حضرت مولوی صاحب مرحوم سے میرا بہت گہرا ذاتی تعلق تھا اور بہت ہی شفقت فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ سلسلہ کا ایک مخلص خدا ترس، خدا رسیدہ عالم گزر گیا جو سب جماعت کا نقصان ہے محض آپ کا نہیں۔‘‘

مزید برآں میں اپنے بھتیجے مکرم آصف احمد ظفر صاحب ابن برادرم محترم ناصر احمد ظفر صاحب کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ جنہوں نے جماعت کے پرانے اخبارات اور رسائل سے حضرت ابا جان کا کچھ ایسا کلام تلاش کیا ہے جو اس سے قبل ''کلامِ ظفر'' کی زینت نہیں بنا تھا۔ کچھ ایسی نظموں کو بھی مکمل کیا جو ''کلامِ ظفر'' میں شامل تو تھیں لیکن نامکمل تھیں نیز فارسی حصہ میں پہلے سے موجود فارسی نظموں کے تراجم کے علاوہ نئی شامل ہونے والی عربی نظموں کے بھی تراجم کروائے۔ اور یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ ممکن حد تک تمام نظموں کے حوالہ جات درج کر دیئے جائیں۔ نیز نظموں کی ترتیب کو بھی پہلے سے بہتر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ عزیزم آصف نے پہلے دو ایڈیشنوں کی کمی کو دور کیا اور پروف کی غلطیوں کی نشاندہی کی اور بڑی محنت ،شوق اور توجہ کے ساتھ اس کی تیاری اور تکمیل کی اللہ تعالیٰ اُسے بے بہا فضلوں سے نوازے۔ آمین

علاوہ ازیں خاکسار اپنی اہلیہ محترمہ جو کہ جرمن احمدی ہیں اور الحمدللہ جماعتی خدمت کی بھی توفیق پا رہی ہیں اُن کے لئے اور اپنی اولاد کے لئے بھی خصوصی طور پر دعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور ان کو اپنے بزرگوں کی نیک روایات کو برقرار رکھنے والا بنائے۔ اور مجھے ابا جان کی ان دعاؤں کا حقیقی وارث بنائے جو انہوں نے اپنی ایک نظم میں میرے متعلق کی ہیں۔ (آمین) اللہ تعالیٰ والد صاحب مرحوم کی ساری اولاد اور سارے خاندان کو ہمیشہ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اور ہمیشہ احمدیت کے پرچم کو بلند سے بلند تر کرنے والے ہوں۔ آمین

آخر پر میں مکرم و محترم پروفیسر محمد سلطان اکبر صاحب اور عطاء الکریم منظور صاحب مربی سلسلہ کے غیر معمولی تعاون کا بے حد شکر گزار ہوں۔ کہ جنہوں نے کچھ عربی اور فارسی نظموں کے تراجم کر کے دیئے نیز خاکسار مکرم محمد مقصود احمد صاحب مربی سلسلہ کا بھی شکر گزار ہے کہ جنہوں نے بڑی محبت اور محنت کے ساتھ سارے کلام کو دیکھا اور اپنی قیمتی آراء سے نوازا۔ فجزا ھم اللّٰہ احسن الجزاء.

خاکسار

طاہر احمد ظفر

(28 فروری 2015ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد پر عربی نظم لکھنے کی توفیق

یہ نظم (اردو) جس کا پہلا شعر ''فلک سے آئی صدا لا الہ الا اللّٰہ'' ، مکرم عبدالمنان صاحب ناہید کی ہے جو جلسہ سالانہ 1980ء کے موقع پر ربوہ میں پڑھی گئی تھی۔ اُس جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے سیرالیون کے وزیر مملکت اور سیرالیون مسلم کانگرس کے سربراہ آنریبل الحاج سنوسی مصطفیٰ جنہوں نے 27 دسمبر 1980ء کو دوسرے سیشن میں احباب جماعت سے خطاب بھی کیا۔ حضور نے ان کو جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے مدعو کیا تھا۔ (وہ احمدی نہیں تھے)

(بحوالہ الفضل 3؍جنوری 1981ء)

جس وقت نظم مذکورہ پڑھی گئی تو وزیر موصوف بھی سُن رہے تھے۔ موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے اِس اُردو نظم کو عربی منظوم کلام میں ڈھالنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ جس پر حضور نے بوقت ملاقات جنوری 1981ء کے پہلے ہفتہ میں میرے بڑے بھائی مکرم مبارک احمد ظفر صاحب سے ارشاد فرمایا ''اپنے ابّا سے کہیں کہ عبدالمنان صاحب ناہید کی اُردو نظم جو جلسہ سالانہ پر پڑھی گئی ہے اُس کا عربی منظوم تیار کریں۔'' لہٰذا والد صاحب محترم نے ناسازی طبع کے باوجود ارشاد کی تعمیل شروع کر

دی۔ 13 جنوری 1981ء کو بھائی جان کی طرف سے لکھے گئے دعائیہ خط پر اپنے دستِ مبارک سے حضور نے یہ نوٹ تحریر فرمایا ''دعا۔ اور میری نظم عربی ترجمہ'' اور یہ خط واپس بھجوا دیا۔

خاکسار کے پاس یہ خط اب بھی موجود ہے۔ جب مذکورہ عربی نظم مکمل ہو گئی جس میں والد صاحب نے مزید اشعار بھی شامل کئے اور حضور کی خدمت میں پیش کی گئی تو حضور نے بڑی خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ عربی منظوم نے مفہوم کو مزید اُجاگر کیا ہے۔ مذکورہ عربی نظم 1989ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوائی گئی محررہ 18 جنوری 1989ء میں لکھے گئے خط میں حضور نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور لکھا......محترم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر کی ماشاء اللہ یہ بڑی اچھی کوشش ہے......
محترم مولانا ظفر محمد صاحب کی کوئی اور عربی نظمیں یا عربی مضامین ہوں تو وہ بھی یہاں بھجوا دیں یہاں سے اُنہیں انشاء اللہ عربی رسالہ میں شائع کیا جائے گا......لہٰذا یہ نظم اُردو مکرم عبدالمنان صاحب ناہیدؔ کی ہے اور ''صوتُ السماء'' عربی منظوم خاکسار کے والدِ محترم مولانا ظفر محمد صاحب ظفرؔ کا ہے۔

طاہر احمد ظفر

نوٹ: مذکورہ عربی نظم ''صَوْتُ السَّمَآء'' صفحہ 291 پر موجود ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک سے آپ کا ذکرِ خیر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے درس القرآن (حروف مقطعات) مورخہ 10 جنوری 1987ء میں فرمایا جو کہ انگریزی میں تھا اور ساتھ ہی اس کا اُردو میں ترجمہ بھی نشر ہوا۔ وہ پیش خدمت ہے۔

''......احمدی سکالر مولوی ظفر محمد صاحب تھے (جنہیں) مقطعات پر تحقیق کرنے کا بڑا شوق تھا اور بڑی محنت سے اُن پر تحقیق کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مقطعات کی رُو سے اُنہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث تیسرے خلیفہ ہوں گے...... یہ منع ہے کہ کسی ایک خلیفہ کی موجودگی میں کسی دوسرے خلیفہ کا نام لیا جائے اُنہوں نے ایک کاغذ پر لکھا اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو ہی دے دیا) اور ساتھ ہی نصیحت کی کہ میری وفات کے بعد اس کو پڑھیں یا پھر جب میں آپ کو کہوں گا پڑھیں اور بعد میں ثابت ہو گیا یہ پیشگوئی صحیح تھی۔ ایک دن وہ میرے پاس وقف جدید کے دفتر میں آئے اور میری طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور کہنے لگے میں نے چوتھے خلیفہ کا نام بھی معلوم کر لیا ہے لیکن میں آپ کو بتاؤں گا نہیں...... میں نے کبھی بھی اس کے متعلق نہیں سوچا اور

نہ ہی اس پر کبھی توجہ دی جب اُن کی وفات ہوگئی...... جب میں خلیفہ بنا تو مجھے اُن کی بات یاد آئی میں نے اُن کی اولاد میں سے خاص طور پر بڑے بیٹے سے کہا کہ اُن کے کاغذات میں دیکھیں۔ اُنہوں نے بتایا کہ ایک ڈائری وہ ہمیشہ اپنے پاس رکھا کرتے تھے لیکن وہ ہمیں مل نہیں سکی۔ ہوسکتا ہے وہ کہیں پڑی ہوئی ہو۔ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ کس صورت کے کون سے حروف مقطعات ☆ میں سے اُنہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ چوتھے خلیفہ کون ہوں گے۔ اب مجھے یاد آتا ہے کہ جب وہ میرے پاس آئے تھے تو اُن کی آنکھوں کی ایک چمک تھی ایک روشنی تھی اور اس سے بھی جو میرا نظریہ ہے تقویت پکڑتا ہے کہ واقعی اس میں آنے والے زمانے کی پیشگوئیاں ہیں جو آنے والے وقت میں پوری ہوتی رہتی ہیں۔''

(درس القرآن 10 رجنوری 1987ء سورۃ آل عمران)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے شعراء کے ...... پروگرام مورخہ 15 مارچ 1994ء میں فرمایا:

''...... مولوی ظفر محمد صاحب ظفر مرحوم مغفور اُردو، عربی ......(فارسی) میں بہت اعلیٰ پایہ کا کلام تھا۔ آپ کا میرے ساتھ اگرچہ طالب علمی اور استاد کا رشتہ تو نہیں رہا لیکن مجھ سے تعلق بہت گہرا تھا۔ وقف جدید میں اکثر آکر بیٹھتے تھے اور قرآن کریم کے اوپر بھی بہت عبور تو کسی کو نہیں ہوسکتا مگر قرآنی مطالب کو سمجھنے کا شوق بہت تھا اور کئی دفعہ بڑے اچھے نکتے نکال کرلاتے تھے......ایک عجیب درویش انسان تھے۔ مولوی ظفر محمد صاحب ظفؔر اِن کا بھی ذکر خیر اس مجلس میں چلے کبھی۔ اِن

☆ حروف مقطعات کے ضمن میں والدِ محترم کی کتاب ''معجزات القرآن'' شائع ہو چکی ہے۔

کے اشعار کے نمونے بھی ہوں تو اچھی بات ہے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی اطفال کے ساتھ ملاقات مورخہ یکم مارچ 2000ء کے موقع پر حضور نے فرمایا:

''......ظفر محمد صاحب ظفر......کی ایک غزل الفضل میں چھپی تھی اور اُس پر نوٹ تھا مدیر صاحب کا کہ ان کی ایک ہی غزل ہے تو میں سمجھا وہ کہتے ہیں ان کی ایک ہی نظم ہے۔ یعنی انہوں نے کبھی نظم کہی ہی نہیں تو میں نے اُن سے پوچھا یہ کیا آپ کر رہے ہیں ان کی تو بہت نظمیں ہیں۔ اُردو میں بھی ہیں، فارسی میں بھی ہیں، عربی میں بھی ہیں تو پھر انہوں نے بتایا کہ وہ نظمیں ساری دینی نظمیں ہیں۔ جو غزل ہے وہ کوئی نہیں یعنی غزل میں تو کچھ دنیا کی باتیں کچھ دین کی سب آجاتی ہیں تو میں نے کہا اچھا اب مجھے سمجھ آئی ہے۔ انہوں نے تیار کی ہے ایک غزل وہ جو الفضل میں چھپی تھی۔ وہ اب ظہیر سنائیں گے۔

سوچتا ہوں کہ تجھے یاد کروں یا نہ کروں
دل ترے پیار سے آباد کروں یا نہ کروں

تو مری جان بھی ہے دشمنِ ایمان بھی ہے
جان و ایمان کو برباد کروں یا نہ کروں

عشق کے دام میں آزار بھی آرام بھی ہے
دل کو اِس دام سے آزاد کروں یا نہ کروں

تجھ کو تیری ہی قسم جانِ جہاں تُو ہی بتا
تیری مہجوری میں فریاد کروں یا نہ کروں

تُو ملے یا نہ ملے یہ تو ہے تقدیر کی بات
تیری تصویر سے دل شاد کروں یا نہ کروں

چشمِ اغیار سے چُھپ چُھپ کے کہیں رو رو کر
دلِ افسردہ کی امداد کروں یا نہ کروں

میں تو ہر لمحہ تجھے یاد کئے جاتا ہوں
یونہی کہتا ہوں تجھے یاد کروں یا نہ کروں

یاد میں اُس کی جو شیریں سے بھی شیریں ہے ظفرؔ
زندہ پھر قصۂ فرہاد کروں یا نہ کروں

’’جزاکم اللہ بہت اچھے! حبذا! ماشاء اللہ! بہت اچھا۔کلام بھی بہت اعلیٰ درجہ کا ہے۔فصاحت و بلاغت کا کمال ہے۔اس میں کئی جگہ تو بہت اونچے شعر ہیں۔شیریں اور فرہاد والا۔شیریں فرہاد کی محبوبہ تھی اور شیریں سے شیریں ہے زیادہ۔تو شیریں سے بھی بڑھ کر شیریں ہے۔...... بہت مزے کا کلام ہے۔ ماشاء اللہ سارا کلام میں نے اِن کا دیکھا ہے۔بہت اچھا کلام ہے۔شاباش جزاکم اللہ‘‘

(یہ غزل عزیزم ظہیر نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ناقل)

ملک سیف الرحمٰن صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کا
ایک خط بہ سلسلہ تقسیم انعامات سالانہ سپورٹس جامعہ احمدیہ

مکرم محترم مولانا ظفر محمد صاحب۔احمد نگر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امسال جامعہ احمدیہ کی سالانہ کھیلیں انشاء اللہ العزیز 29، 30، 31رصلح (جنوری) 1980ء کو منعقد ہو رہی ہیں۔31رصلح (جنوری) کو اڑھائی بجے تا ساڑھے تین بجے آخری کھیلیں اور تقسیم انعامات کی تقریب ہوگی۔شمولیت کے لئے درخواست ہے نیز تقسیم انعامات کے لئے حضور کی خدمت میں درخواست کی گئی ہے۔حضور نے شرف قبولیت فرمالی تو جامعہ احمدیہ کے لئے عین سعادت اور خوش بختی ہوگی۔بصورت دیگر آپ سے یہ بھی درخواست ہے کہ اس روز جامعہ میں تشریف لاکر اور انعامات تقسیم کر کے طلبہ کو اپنے برمحل خطاب سے مستفید ہونے کا موقع بخشیں. جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

والسلام

خاکسار

(ملک سیف الرحمٰن)

2جنوری 1980ء

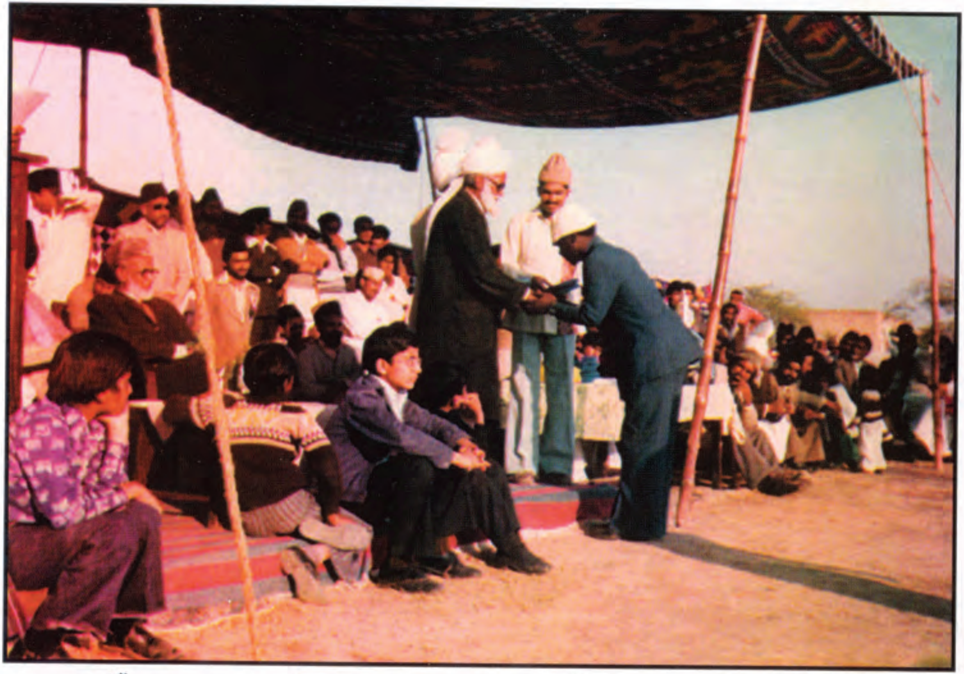

جامعہ احمدیہ کی سالانہ سپورٹس کی اختتامی تقریب کے موقع پر محترم ظفر محمد صاحب ظفر سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ انعامات تقسیم کر رہے ہیں۔
مکرم یوسف خالد صاحب آف سیرالیون (ویسٹ افریقہ) انعام وصول کر رہے ہیں۔ (31 جنوری 1980ء)

طلباء جامعہ احمدیہ سے خطاب

اگر طالب علم شریعت کا پابند نہیں تو وہ علم سے محروم ہو جائے گا

جامعہ احمدیہ کی سالانہ کھیلوں کی اختتامی تقریب سے
مہمان خصوصی مولانا ظفر محمد ظفر کا خطاب

(ربوہ جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل اور سابق استاد جامعہ محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب نے کہا کہ اگر طالب علم شریعت کا پابند نہیں تو وہ علم سے محروم ہو جائے گا۔ وہ یہاں 31 جنوری (1980ء) کی شام کو جامعہ احمدیہ کی سالانہ کھیلوں کے اختتام پر مہمان خصوصی کی حیثیت سے خطاب کر رہے تھے۔ (روزنامہ الفضل ربوہ۔6 فروری 1980ء)

انہوں نے جامعہ احمدیہ کے طلباء سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ اگر عمل نہیں تو کچھ نہیں کیونکہ جو کتابیں آپ پڑھتے ہیں وہی دوسرے لوگوں نے بھی پڑھی ہوئی ہیں لیکن اگر آپ ان پر برتری حاصل کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ آپ کا اس پر عمل بھی ہے اس لئے کوشش یہ کریں کہ جو پڑھیں اس کو اپنا لیں۔ انہوں نے کہا کہ نفس امّارہ کو مارنا آسان نہیں یہ آہستہ آہستہ مرتا ہے۔ اس کے لئے ہمیں ہر بات میں اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔ اس کی مثال دیتے ہوئے مولانا محترم نے کہا کہ آپ کھانا کھاتے ہوئے بسم اللہ نہیں پڑھتے تو

آپ کمزور ہیں اگر کھانے کے بعد الحمد للہ نہیں کہتے تو کمزور ہیں۔ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے اگر دعا نہیں پڑھتے تو کمزور ہیں۔ انہوں نے طلباء کو نصیحت کی کہ وہ یہ یاد رکھیں کہ ہر کام کا دارومدار ضمیر اور نیت پر ہے۔ انہوں نے بتایا کہ انہیں خوشی ہے کہ انہیں بڑے بلند پایہ اساتذہ سے جن میں حضرت حافظ روشن علی صاحب اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب وغیرہم شامل تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت حافظ روشن علی صاحب کا اتنا احترام ہے میرے دل میں کہ آپ لوگ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ وہ ایک چلتی پھرتی لائبریری تھے اور جس کے مقابلے پر آتے اسے منٹوں میں خاموش کرا دیتے۔ مولانا ظفر صاحب نے طلبائے جامعہ کے لئے دعا کی کہ فرشتے آپ کے دل و دماغ کو روشن کریں اور آپ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں۔

بعد ازاں محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب پرنسپل نے طلباء اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور درخواست کی کہ احباب کرام جامعہ کے طلباء اور اساتذہ کے لئے دعا کریں کہ وہ اپنے فرائض بہتر سے بہتر طور پر ادا کر سکیں۔

اس کے بعد مہمان خصوصی محترم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر نے انعامات تقسیم فرمائے اور دعا کے بعد تقریب کا اختتام ہوا۔

اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اور اس کے بعد جامعہ کے استاد مولانا جلال الدین قمر صاحب نے مہمان خصوصی محترم مولانا ظفر محمد صاحب ظفرؔ کا تعارف کروایا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا ظفر صاحب کی پیدائش سے ایک دن قبل ان کی والدہ مرحومہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک تالاب سے ایک کٹورہ پانی کا بھر کر لائی ہیں جس کی تعبیر یہ کی گئی کہ ان کا ہونے والا بچہ زیور علم سے آراستہ ہوگا۔ اسی طرح بچپن میں ان کے والد مرحوم نے انہیں فرمایا کہ مبارک ہو تم پڑھ جاؤ گے۔ یہ پوچھنے پر کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ مولانا ظفر صاحب کا حافظہ غضب کا ہے۔ آپ نے

ایک دفعہ ایک گھنٹہ میں قرآن کریم کے نو۹ رکوع یاد کر لئے اور مولوی فاضل کے امتحان کے لئے منطق کی مشہور کتاب شرح سلم العلوم کے ۱۴۰ صفحات زبانی یاد کر لئے۔ تعلیمی امور میں آپ کی محنت اور انہماک کا یہ عالم تھا کہ آپ نے دیوانِ مُتنبّی جو کہ ایک ضخیم اور مشکل کتاب ہے از خود مولوی ذوالفقار کی اردو شرح کی مدد سے صرف سات دن میں ختم کر لی۔ مولانا ظفر صاحب فارسی، عربی اور اردو تینوں زبانوں میں روانی سے اشعار کہتے ہیں۔ جلال الدین قمر صاحب نے ان کے مختلف اشعار بھی سنائے۔

مکرم جلال الدین قمر صاحب نے احباب سے درخواست کی کہ وہ دعا فرمائیں کہ

"اللہ تعالیٰ مکرم مولانا ظفر صاحب کے جسمانی عوارض دور فرمائے اور باقی عمر اچھی صحت، اطمینان قلب اور سکون سے گزارنے کی توفیق دے اور جب اس محبوب کا بلاوا آئے تو یہ اس سے راضی ہوں اور وہ ان سے راضی ہو۔ آمین"

اللہ تعالیٰ نے انہیں ذہانت اور علم کی صلاحیتوں سے نوازا تھا

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ)

(محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کا ایک مکتوب)

محترم و مکرم جناب مبارک احمد صاحب ظفر
خلف الصدق مولانا ظفر محمد صاحب ظفرؓ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عرض خدمت ہے کہ:

1- ایک بار میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت اقدس میں پرانے قصر خلافت کی بالائی منزل کے ایک کمرہ میں حاضر تھا کہ حضور انور نے مولانا ظفر محمد صاحب ظفر کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (نے) انہیں ذہانت اور علم کی عظیم صلاحیتوں سے نوازا تھا جو ورطۂ حیرت میں ڈالنے والی تھیں۔ گو الفاظ یہ نہیں تھے مگر مفہوم (جہاں تک میری یادداشت کام دیتی ہے) یقیناً ایسا ہی تھا۔

2- مولانا ظفر محمد صاحب نے مجھے ایک دفعہ برسبیل تذکرہ یہ ایمان افروز واقعہ سنایا کہ حضرت خلیفہ ثالث اور میں مدرسہ احمدیہ کی ایک ہی کلاس میں پڑھتے اور ایک ہی ڈیسک پر بیٹھتے تھے اور ہم دونوں عربی ادب سے گہرے ذوق وشوق اور شغف کے باعث یہ تمنا رکھتے تھے کہ

حضرت قاضی امیر حسین صاحب (ہمارے استاد) سب سے پہلے ہمیں ہی کتاب پڑھنے کا ارشاد فرمائیں۔ یہی میری خواہش ہوتی اور یہی حضرت صاحبزادہ صاحب کی مگر ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت قاضی صاحب نے کمرہ میں تشریف لاتے ہی مجھے کتاب پڑھنے کی ہدایت کی۔ میں پڑھنے لگا تو حضرت صاحبزادہ صاحب نے میرے کان میں کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آج تم نے مجھ سے زیادہ دعا کی ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ

والسلام طالب دعا

(دوست محمد شاہد)

مؤرخ احمدیت

23 مئی 1991ء

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت احمدیہ فیصل آباد کی طرف سے ذکر خیر

برادرِ محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محترم مولانا ظفر محمد صاحب ظفرؔ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔

اِنّا للہ و انّا الیہ راجعون.

وہ میرے دیرینہ دوست تھے اور اپنی قابلیت میں بہت آگے تھے۔ نظم ونثر اُردو اور عربی دونوں میں دسترس رکھتے تھے۔ یہ بات بہت ہی کم علماء کو حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور آپ سب بھائیوں اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ میرا دل آپ سب کے لئے دردمند ہے۔ سب لواحقین سے میری طرف سے تعزیت کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا کارساز ہو۔

والسلام

خاکسار

(محمد احمد مظہر)

یکم جون 1982ء

مکرم مولانا ظفر محمد صاحب ظفرؔ کا کلام

(پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی)

باون ترپن کے زمانہ میں، جب ہم لوگ ابھی ادب شناسی کی آنکھیں کھول رہے تھے ربوہ میں مکرم مولوی ظفر محمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کی نظموں کا بہت شہرہ تھا۔ مولوی صاحب موصوف احمد نگر میں رہتے تھے۔ اس لئے ان سے روشناسی نہ ہوسکی حالانکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور ابّا جی اور مولوی صاحب تینوں کلاس فیلو تھے اور ہمارے گھر میں مولوی صاحب کا چرچا بھی رہتا تھا مگر کچھ ایسا حجاب آڑے آتا رہا کہ باوجود ان کی بعض نظموں کو پسند کرنے کے ان سے ملاقات کی جرأت نہ ہوئی اور سب سے زیادہ قلق اس بات کا ہے کہ مولوی صاحب کے عین حیات میں ان سے تعارف ہی حاصل نہ ہوسکا۔ اب جب ان کے مجموعہ کلام پر کچھ لکھنے بیٹھا ہوں تو پرانی باتیں یاد آرہی ہیں اور اپنی کوتاہی پر افسوس ہو رہا ہے کہ اتنے نابغہ وجود سے ملاقات کا شرف کیوں حاصل نہ کیا!

آپ عربی، فارسی اور اُردو کے فاضل تھے۔ مدرسہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہوکر سلسلہ کی خدمت میں مستعد رہے۔ ہم نے اپنی ہوش میں انہیں جامعہ احمدیہ کے استاد کی حیثیت سے جانا پہچانا۔

حضرت مولانا ابوالعطا صاحب کا رسالہ الفرقان جماعت کا فکری ترجمان سمجھا جاتا تھا۔ مکرم مولوی صاحب کی اکثر نظمیں الفرقان میں شائع ہوتی تھیں۔ الفضل میں بھی ان کی نظمیں احترام سے چھاپی جاتی تھیں۔ یہ بات ہر شخص کے علم میں ہے کہ قادیان سے ہجرت

کرنا بہت بڑا سانحہ تھا۔ تمام بزرگ حتیٰ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی قادیان کے فراق میں آہیں بھرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے بموجب قادیان واپس جانے کی تمنائیں کرتے تھے مگر ان کی زندگیوں میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا نہ ہوا اور وہ قادیان میں دوبارہ حاضر نہ ہوسکے۔ مولوی صاحب کی جس نظم نے بہت شہرہ حاصل کیا وہ ان کی درویشانِ قادیان والی نظم تھی۔ چھوٹے بڑے یہ نظم گنگناتے پھرتے تھے۔

بہت بڑا ہے تمہارا مقام درویشو!
کرو قبول ہمارا سلام درویشو!

اس کے ساتھ ان کی ایک اور نظم نے بھی قبولِ عام کی سند حاصل کی:

نہ بھر آہیں فراقِ قادیاں میں
نہ ہو مصروف یوں آہ و فغاں میں

خدا کے کام بے حکمت نہیں ہیں
ہوا ہے مبتلا تو کس گماں میں

رفتہ رفتہ قادیان کی ہجرت کا کرب گوارا ہوتا گیا۔ وہ زخم مندمل تو نہ ہوا مگر اس کی کسک کم ہوتی گئی اور اب بھی جماعت احمدیہ قادیان سے محبت میں تو اسی طرح مستحکم ہے مگر اس کے ہجر و فراق میں اس طرح بے قرار نہیں رہی جتنی اس زمانہ میں تھی۔

ربوہ میں نیا مرکز بن گیا۔ پروانے شمع خلافت کے گرد جمع ہوتے رہے۔ ربوہ نے مرجع

خلائق ہونے کا شرف حاصل کرلیا۔اس مرکز کے تبلیغ اسلام کی کوششیں جاری ہوگئیں۔اس مرکز کے ساتھ بھی مولوی صاحب کی وابستگی اسی طرح پختہ اور مستحکم رہی۔

1973ء میں سیلاب آیا۔آغا شورش کاشمیری نے نظم لکھی۔

ربوہ مٹے گا قہر الٰہی سے بالضرور
تاخیر ہوگئی ہے خدا کے عذاب میں!

اس زوردار نظم کا جواب مولوی ظفر محمد صاحب ظفر نے اس سے بھی زیادہ زوردار اور شان دار الفاظ میں لکھا۔

آغا ہے آج جانئے کیوں پیچ و تاب میں
دل اس کا بے قرار ہے، جاں اضطراب میں
کوئی یہ اس سے پوچھے کہ اے بے ادب بتا!
گستاخیاں یہ کیسی ہیں ربوہ کے باب میں !
ربوہ کے پاؤں چوم کر جاتا ہے کیوں گزر!
پاس ادب ہے گویا کہ آب چناب میں !
نادان تیرے دل میں تعصب کی آگ ہے
تو جل رہا ہے بغض و حسد کے عذاب میں!

مولوی صاحب کی یہ نظم اپنے اندر سیلاب کی سی روانی رکھتی اور شورش کاشمیری کی نظم کا مسکت جواب ہے۔

سیلاب کے ذکر سے اپنے تنویر صاحب مرحوم کا ایک قطعہ بھی ذہن میں گھوم رہا ہے مگر افسوس کہ اس کے لفظ مستحضر نہیں۔مضمون کچھ یوں تھا کہ سیلاب جھوم جھوم کر آگے گزر گیا؟اور چوتھا مصرع بڑا برجستہ تھا کہ پانی

ربوہ کے پاؤں چوم کر آگے گزر گیا!

مکرم مولوی صاحب کے ہاں بیانیہ نظمیں بہت ہیں اور بیانیہ نظمیں لکھنے کے لئے زبان پر قدرت کا ہونا لازمی امر ہوتا ہے۔مثلاً یہ نظم جامعہ احمدیہ احمد نگر کے ان فارغ التحصیل مہمانوں کی تقریب میں پڑھی گئی جو 1955ء میں جامعہ میں تشریف لائے تھے۔

اے طالبان علم دبستان جامعہ
دیکھو انہیں جو آج ہیں مہمان جامعہ

ظاہر ہیں قوم قوم میں آثار زندگی
جاری ہے ملک ملک میں فیضان جامعہ

لیکن وہ علم موت ہے جس میں عمل نہ ہو
نکتہ رہے یہ یاد، عزیزانِ جامعہ!

کیا صاف ستھری، سادہ، شستہ اور رفتہ زبان ہے۔اسی لئے تو شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے لکھا ہے ان کا اسلوب کلام، سلاست اور روانی، محاورہ اور بندش کی خوبی اور فن شاعری کے لحاظ سے قابل قدر تصنیف ہے اور بہت سی نظمیں اپنی خوبی کے لحاظ سے سہل ممتنع ہیں۔سہل ممتنع ادب کی اصطلاح ہے اور ایسے کلام کے بارے میں استعمال کی جاتی ہے کہ ہر پڑھنے والا سمجھے

کہ اس قسم کے شعر کہنا تو بہت آسان ہے مگر خود کہنے بیٹھے تو کہہ نہ سکے! یعنی وہ شعر جو اتنا آسان ہو کہ فوراً سمجھ میں آجائے مگر اتنا مشکل ہو کہ اسے اپنے لفظوں میں بیان نہ کیا جاسکے! مکرم مولوی ظفر محمد ظفرؔ صاحب کے ہاں مقصدی شاعری کی فروانی ہے۔ بے مقصد قافیہ پیمائی یا تُک بندی نہیں۔ خود فرماتے ہیں:

یا رب مشاعرے کو نہ اپنا قدم چلے
جب تک دماغ لے کے نہ مضموں اہم چلے

بے سود شاعری میں نہ اپنا گھسے قلم
تائید دین حق میں ہمارا قدم چلے!

اور یہ رنگ، تمام احمدی شعراء کا منفرد رنگ ہے۔ تبلیغ حق ان کا مطمع نظر ہے اس لئے وہ اپنے قلم کی جولانیوں کو اسی مقصد کے لئے وقف رکھتے ہیں۔ مکرم ظفر محمد صاحب نے اپنی قدرت کلام کو اس مقصد کے لئے محدود کر رکھا ہے۔ انہیں عربی، فارسی اور اُردو تینوں زبانوں پر قدرت حاصل تھی۔ اس لئے ان کے ہاں تینوں زبانوں کی یکجائی کے نمونے ملتے ہیں اور تینوں زبانوں میں علیحدہ علیحدہ طبع آزمائی کے نمونے بھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ان کا ''طرز بیان نہایت دل نشین (ہے) فارسی، اُردو اور عربی پر برابر دسترس'' (حاصل ہے)۔

مکرم حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے بھی ان خصوصیات کو سراہا ہے کہ:

''انہیں عربی اور فارسی نظم لکھنے کا بھی ملکہ ہے''

میرا یہ مقام نہیں کہ میں ان کے فارسی اور عربی کلام پر رائے زنی کروں مگر مجھے ان کے اردو کلام نے ان کی استادانہ چابک دستی کا ادراک عطا کیا ہے۔ ان کے عربی اور فارسی کے امتزاج کا ایک نمونہ ان کی وہ نظم ہے جس کا ایک مصرع عربی اور دوسرا فارسی کا ہے:

شراب روح پرور بخش ساقی   تَکَادُ تَبْلُغُ النَّفْسُ التَّرَاقِیْ
قسم بخدا کہ صادق ہست احمد   اِلٰی رَبِّ الْعُلٰی نِعْمَ الْمَرَاقِیْ
پیامِ وصلِ جاناں احمدیت   تُبَشِّرُ نَا بِرَیْحَانِ التَّلَاقِیْ
ظفرؔ گرہوش میداری تَوَکَّلْ   عَلَی اللّٰہِ الَّذِیْ حَیٌّ وَّ بَاقٍ

اب ہمارے ہاں ایسی چابک دستی سے عربی، فارسی اور اُردو تینوں زبانوں کے برتنے والے شاعر کہاں ہیں؟

اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر

نئے لکھنے والوں کے لئے مکرم مولوی صاحب کا کلام بہرحال مشعل راہ رہے گا اور انہیں الفاظ کو برتنے کا سلیقہ سکھانے کا موجب بنے گا!

(الفضل انٹرنیشنل 9 جون 1995ء صفحہ 10)

حضرت مولانا ظفر محمد صاحب ظفرؔ کی یاد میں

(مکرم محمد نواز مومن صاحب)

علم وادب کے بحرِ ذخار، ثبات واستقامت کے کوہسار، خاکِ راہ احمد مختار، بلوچی روایات کے مطابق مہمان نواز، بلا کے ذہین، فقیر طبع عربی، فارسی اور اردو زبان کے عدیم النظیر شاعر، خاندان کی وجاہت اور اپنے کردار کی نجابت کے اعتبار سے ایک ایسے انسان تھے جو اس کرۂ خاکی پر صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔

یہ تھے میرے جلیل القدر استاد حضرت مولانا ظفر محمد صاحب ظفرؔ دیدہ پُرنم کے ساتھ چند ایسے واقعات سپردِ قلم کر رہا ہوں جو ان کی وسعتِ علمی، اخلاقی بلندی اور حق گوئی پر روشنی ڈالتے ہیں۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق کے چیلنج کا جواب

ڈاکٹر غلام جیلانی برق کا نام محتاجِ تعارف نہیں، آپ نے جماعت احمدیہ کو بھی اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور ''حرفِ محرمانہ'' کے نام سے ایک کتاب جماعت کے خلاف لکھی ہے اور اس میں بے جا تعلّی سے کام لیتے ہوئے ایک چیلنج بھی دیا ہے۔ ہمارے خیال میں اگر برق صاحب وہ چیلنج نہ دیتے تو ان کی علمیت اور تنقیدی صلاحیتوں کا بھرم قائم رہتا۔ اس چیلنج نے ان کی لٹیا ہی ڈبو کر رکھ دی ہے۔ برق صاحب نے اپنے چیلنج میں لکھا ہے کہ دنیا کی کسی زبان میں کوئی ایسا مضاف موجود نہیں جو مضاف الیہ کا مالک ہو اور پھر آپ نے ایک لمبی فہرست دے کر اپنے چیلنج کو مبرہن کیا ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے اور یہ 1955ء کی ایک سرد صبح کا واقعہ ہے، استاذی المحترم میرے کمرے میں تشریف لائے اور فرمایا کرسی دھوپ میں رکھ دو، ہمیں ایک چیلنج کا سامنا ہے اور میں اس کا جواب لکھنا چاہتا ہوں، میں نے صحن میں کرسی رکھ دی اور آپ برق صاحب کے چیلنج کا جواب تحریر کرنے لگے آپ نے برق صاحب کو لکھا۔

میں نے آپ کے چیلنج کا بغور مطالعہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ کو قرآن کریم کا قطعاً کوئی مطالعہ نہیں ہے۔ اگر چیلنج دینے سے پہلے آپ قرآن کریم کا مطالعہ کرتے تو اس کا جواب اس میں آپ کو مل جاتا اور یہ زحمت آپ کو نہ اٹھانا پڑتی۔ آپ نے لکھا ہے کہ دنیا کی کسی زبان میں ایسا کوئی مضاف نہیں جو مضاف الیہ کا مالک ہو۔ آپ ذرا سورہ فاتحہ کا مطالعہ کیجئے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **رب العالمین** اس میں **رب** مضاف ہے اور **العالمین** مضاف الیہ ہے اور **رب** جو مضاف ہے، وہ **العالمین** کا مالک اور خالق ہے۔ پھر فرماتا ہے **مالک یوم الدین** اس میں **مالک** مضاف ہے اور **یوم الدین** مضاف الیہ ہے۔ اس میں بھی مضاف، مضاف الیہ کا مالک اور خالق ہے۔ پھر آپ نے **رب النّاس**، **ملک النّاس**، **اله النّاس**، **رب الفلق** وغیرہ آیات کی بیشمار مثالیں پیش کر کے انہیں لکھا کہ آپ مجھے اس کا جواب دیں۔ آپ نے برق صاحب کو رجسٹرڈ لیٹر لکھا اور اس کی وصولی کی رسید بھی آپ کو بذریعہ ڈاک موصول ہوئی۔ استاذی المحترم نے برق صاحب کو ایک شعر بھی لکھا۔ ؎

جو تو دل لگا کے پڑھ لے سخن ہائے عارفانہ
تجھے بھول جائے یکسر تیرا حرفِ محرمانہ

برق صاحب نے مولوی ظفر صاحب کے اس علمی محاسبہ کا جواب نہ دیا لیکن اپنی کتاب رمزِ ایمان سال اشاعت 1976ء میں ضمیمہ نمبر 1 میں اعترافات کے زیرِ عنوان اپنے بعض نظریات میں تبدیلی کا اعتراف کیا اور علمی لغزش کے عنوان سے اپنی بعض کتابوں کی کچھ اغلاط کو بیان کیا ہے،

مثلاً نمبر 4 حرف محرمانہ کے بارے میں لکھا ہے کہ صفحہ نمبر 21 کی آخری سطر نحو کی رو سے صفحہ نمبر 23 کی دوسری سطر کسی زبان میں نہیں مل سکتی، تک خارج از کتاب۔ بہرحال اپنی غلطی کو انہوں نے تسلیم کرلیا۔

برق صاحب نے جس ناتمام انداز سے اپنی غلطی کا اعتراف کیا ہے وہ اُن کے طرز تحریر سے عیاں ہے، اس سے قاری کے پلے کچھ نہیں پڑتا، چاہیئے تھا کہ اس شخص کا شکریہ ادا کرتے جس نے ان کی علمی راہنمائی کی اور نہ انہوں نے یہ واضح کیا ہے کہ اس میں مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے، اور کیوں یہ سطور خارج از کتاب ہیں،

ازاں بعد محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے ''حرف محرمانہ'' کا جواب ''تحقیق عارفانہ'' کے نام سے دیا اور یہ نام بھی استاذی المحترم مولانا ظفر صاحب کا ہی تجویز کیا ہوا ہے۔ نیز آپ نے ''حرف محرمانہ'' کے جواب میں جو کچھ لکھا ہوا تھا۔ وہ قاضی صاحب کے سپرد کر دیا اور انہوں نے اس کا مدلل جواب لکھا۔

علم عروض کے متعلق پانچ اشعار

علم عروض ایک خاصا مشکل علم ہے اور بڑے بڑے جغادری اس میں سکندری کھا جاتے ہیں مگر استاذی المحترم اس علم میں اعلیٰ درجہ کی مہارت رکھتے تھے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ نے جب بھی اس کے متعلق کوئی بات فرمائی وہ حرف آخر کی حیثیت رکھتی تھی۔

خاکسار جب فاضل عربی کے امتحان کی تیاری کر رہا تھا تو ایک دن میں نے استاذی المحترم سے عرض کیا کہ علم عروض کو پانچ دائروں میں بیان کیا گیا ہے اور ہر دائرے میں متعدد بحریں ہیں پھر ان کے مختلف اوزان ہیں۔ جن کے یاد کرنے میں خاصی مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے مجھے کوئی ایسا طریق بتائیں جس سے فوراً دائرے کا پتہ چل جائے اور بحر بھی معلوم ہو

جائے اور اس کا وزن بھی معلوم ہو جائے۔ آپ نے تبسم فرمایا اور باہر کی طرف چل دیئے۔

ایک دن صبح صبح تشریف لائے اور فرمایا۔ آپ کی الجھن کو میں نے حل کر دیا ہے۔ قلم لے آؤ اور لکھو آپ نے مجھے پانچ اشعار لکھوائے۔ جن میں دائرے کا نام بھی تھا اور اس میں جو بحریں استعمال ہوتی ہیں ان کے نام بھی تھے اور ان کے اوزان معلوم کرنے کا طریق بھی تھا۔ میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق جب ان اشعار کی آزمائش کی، تو علم عروض میرے لئے اس قدر آسان ہو گیا کہ چند دن کی مشق کے بعد میں خود کو عروضی خیال کرنے لگا۔

اس بات کی توضیح کیلئے ایک شعر تحریر کرتا ہوں جس سے آپ خود اندازہ کرلیں گے کہ استاذی المحترم کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر زرخیز ذہن عطا فرمایا تھا۔ علم عروض کے ایک دائرہ کو مشتبہ کہتے ہیں اس میں نو بحریں استعمال ہوتی ہیں۔

1۔ سریع، 2۔ جدید، 3۔ قریب، 4۔منسرح، 5۔ خفیف، 6۔ مضارع، 7۔مقتضب، 8۔ مجتث 9۔ مشاکل

استاذی المحترم نے اسے لباس شعر میں یوں بیان کیا۔

یَا مُشْتَبِہ مَاظَالِمًا مَنْ سّماك
سَرُ، جَدُ، قَرِی، مَنُ، خفُ، مضَا، مق، مَجُ، شَاك

اس میں آپ نے ہر بحر کے پہلے حروف کو لے کر شعر بنایا ہے تا پتہ چل جائے کہ اس میں فلاں فلاں بحر استعمال ہوئی ہے اور ہر بحر کے وزن معلوم کرنے کا طریق یہ ہے کہ تین تین بحروں کو ملا کر پڑھا جائے تو بحر کا وزن معلوم ہو جاتا ہے۔ مثلاً آپ کو بحرِ سریع کا وزن معلوم کرنا مطلوب ہے تو آپ اسے یوں پڑھیئے۔

سرجد قری، من خف مضا، مق مج شاك
ستفعلن مستفعلن ۔ مفعولات

خلاصہ کلام یہ کہ آپ جس بحر کا وزن معلوم کرنا چاہیں، اسی سے آغاز کریں اور دائرے

کی صورت میں اس کے پہلے حرف پہ آ کر ختم کر دیں۔

میں ایک اور مثال کے ذریعے اس کی توضیح کرتا ہوں مثلاً آپ بحر منسرح کا وزن معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آپ اسے یوں پڑھیئے۔

مـن خف مـضـا مـق مـج شـاك سـرجـد قـرى

مستفعلن مـفـعـولات مستـفـعـلـن

اس طرح آپ ہر بحر کا وزن آسانی کے ساتھ معلوم کر سکتے ہیں، استاذی المحترم نے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے اور یہ ایک ایسی علمی بات ہے جس کے موجد اور خاتم آپ ہی ہیں آپ سے پہلے کسی شخص نے اسے اس رنگ میں بیان نہیں کیا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔

ان دو علمی باتوں کے بعد میں آپ کے سامنے آپ کی سیرت کی چند جھلکیاں پیش کرنا چاہتا ہوں جن سے قارئین کرام کو معلوم ہو گا کہ آپ اپنے کردار و عمل کے لحاظ سے بھی ایک نادرۂ روزگار شخصیت تھے۔

توکل علی اللہ

سب سے پہلے میں آپ کے توکل کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ مجھے نہایت قریب سے آپ کو دیکھنے کا موقعہ ملا ہے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بے انتہا توکل تھا۔ باوجود عسرت کے آپ نے کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کیا۔ ؎

پیش ارباب کرم، ہاتھ وہ کیا پھیلاتا
جس کو تنکے کا بھی احسان گوارا نہ ہوا

ایک دفعہ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل صاحب نے اپنے سٹاف کو حکم دیا کہ وہ اچکن پہن کر جامعہ آیا کریں۔ آپ کے پاس کپڑا تھا اور نہ سلائی کیلئے رقم تھی۔ اتفاق سے کسی جگہ سے کچھ کپڑے آئے اور سٹاف کے بعض ممبران نے ان سے استفادہ کیا اور آپ سے بھی کہا کہ آپ بھی

فلاں جگہ سے کوٹ لے آئیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں کوٹ لینے کے لئے نہیں جاؤں گا۔ اپنی کسمپرسی پر نظر کرتے ہوئے آپ رات کو اٹھے اور اللہ تعالیٰ کے حضور باچشم تر عرض کیا میرے مولیٰ! تو میری دلی کیفیت سے خوب آگاہ ہے کہ میں کسی کے سامنے سوال کرنے کا عادی نہیں اب تو ہی میرا انتظام کرنا اس حکم کی تعمیل میری مقدرت سے باہر ہے۔ صبح آپ بیدار ہوئے تو بذریعہ ڈاک مولوی غلام حسین صاحب ایاز کا ایک پارسل آپ کے نام آیا اس میں اچکن کا کپڑا تھا۔ ایاز صاحب نے لکھا کہ میں بازار گیا تو اچکن کیلئے ایک کپڑا مجھے پسند آ گیا میں نے آپ کی اچکن کیلئے بھی کپڑا لے لیا اور اسے آپ کو بھجوا رہا ہوں۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ایاز صاحب نے پندرہ بیس سال میں آپ کو کوئی خط نہیں لکھا تھا عین اس وقت جب آپ ایک حکم کی تعمیل سے عاجز تھے اللہ تعالیٰ نے سنگاپور سے آپ کیلئے اچکن کا کپڑا بھجوا دیا۔

اب کپڑا تو آپ کو مل گیا اس کی سلائی کا کام باقی تھا اس کا انتظام یوں ہو گیا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے ایک موکل آپ کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ اس سے فیس لے کر اس کا مقدمہ لڑیں۔ چنانچہ اس شخص نے آپ کو فیس ادا کی اور آپ نے اس سے اچکن سلوا لی۔ توکل کے بارے میں آپ کا ایک شعر ہے۔ ؎

ظـفـرؔ گـر ھـوش میـداری تَـوَکُّـلْ
عَـلَـی الـلّٰـہِ الـذِی حَـیٌّ وَّبَـاقِ

رضاء بالقضاء

1941,42ء کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹی سے نوازا جس کا نام آپ نے مبارکہ بیگم رکھا۔ بچی کیا تھی ایک پارہ ماہتاب تھی جس کی من موہنی صورت ہر کسی کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔ آپ کی بیگم صاحبہ کو بھی اس سے بے حد پیار تھا۔ قضاء الٰہی سے وہ بچی فوت ہو گئی، غم کا ہونا تو طبعی بات تھی۔ اس وقت استاذی المحترم نہایت عسرت کی زندگی بسر کر رہے تھے، اس غم نے

آپ کو مزید پریشان کر دیا۔ مگر قربان جایئے آپ کے ثبات و استقلال کے جب بچی کی تدفین سے فارغ ہو کر آپ گھر آئے تو بیگم صاحبہ سے فرمایا۔ آج گوشت پکاؤ اور نہایت لذیذ پکاؤ، چنانچہ آپ کی حسب منشاء گوشت پکایا گیا آپ نے کھانا کھا کر فرمایا، ہمیں مبارکہ بیگم کی وفات کا غم ضرور ہے لیکن ہم وہی بات کریں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو، رضا بالقضاء کی ایسی مثال شاید ہی آپ کو کہیں ملے۔ ؎

وے صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں

نفس مطمئنہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو نفس مطمئنہ عطا فرمایا تھا جو کسی بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی پریشان نہ ہوتا تھا ایک دفعہ آپ کی اکلوتی صاحبزادی کا خاوند رات کو آپ کے پاس آیا۔ آپ سوئے ہوئے تھے اس نے آپ کو جگایا تو آپ نے پوچھا۔ اس وقت آنے کی کیا وجہ ہے اس نے کہا میں آپ کی بیٹی کو طلاق دینے آیا ہوں، آپ نے فرمایا۔ دے دو اس نے طلاق نامہ آپ کے ہاتھ میں تھمایا اور چل دیا، آپ نے طلاق نامہ کو تکیے کے نیچے رکھا اور سو گئے صبح بیدار ہوئے تو فرمایا، جو ہونا تھا ہو چکا، ہم کیوں پریشان ہوں جس بات سے ہمارا رب راضی ہے ہم بھی اسی سے راضی ہیں آپ نے سچ کہا ہے۔ ؎

کتنا ہے خوش نصیب ظفرؔ آج تک جسے
دنیا کے حادثات پریشاں نہ کر سکے

کسی اور کے ساتھ یہ روح فرسا واقعہ پیش آتا تو اس کی نیندیں حرام ہو جاتیں اور آہ و بکا سے وہ آسمان سر پر اٹھا لیتا۔

حق گوئی و بیباکی

اہل دنیا حق گوئی کی تلقین تو کرتے ہیں مگر جب حق گوئی کا موقع آتا ہے تو بلطائف الحیل اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیجیے ہم آپ کو استاذی المحترم کا ایک واقعہ سناتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ آپ حق کے بالمقابل کسی عزیز کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے بھتیجے نے اپنے بڑے بھائی پر کلہاڑی سے وار کیا جس سے اسے گہرا زخم آیا آپ کے لواحقین نے تھانے میں کچھ لوگوں کے خلاف پرچہ دے دیا کہ انہوں نے ہمارے آدمی پر حملہ کیا ہے۔ استاذی المحترم کو جب حقیقت حال کا علم ہوا تو آپ تھانے گئے اور تھانیدار سے کہنے لگے یہ سب آدمی جن کو آپ نے گرفتار کیا ہے۔ بے گناہ ہیں اور اصل مجرم میرا بھتیجا ہے۔ تھانیدار آپ کی صاف گوئی پر حیران رہ گیا اور اس نے آپ کی شخصیت سے متاثر ہو کر آپ کو پنکھا اور مشروب بھجوایا اور آپ کی حق گوئی کے طفیل اس نے فریقین کے درمیان مصالحت کرا دی۔

اسی تعلق میں ایک اور واقعہ بھی سماعت فرمایئے، ایک احمدی نے ایک غیر از جماعت دوست سے کچھ رقم لینی تھی آپ کے بیٹے برادرم ناصر احمد ظفر نے وہ رقم لے کر ایک آدمی کے پاس بطور امانت رکھ دی۔ احمدی دوست نے خیال کیا کہ ناصر احمد رقم خرد برد کر گیا ہے اس نے استاذی المحترم سے کہا کہ ناصر احمد مجھے رقم نہیں دیتا۔ آپ نے اسے مشورہ دیا کہ آپ قضاء میں ناصر احمد کے خلاف دعویٰ دائر کر دیں۔ چنانچہ اس نے قضاء میں ناصر احمد کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا۔ پہلی پیشی پر ہی قضاء نے ناصر احمد کو بری کر دیا کیونکہ جس کے پاس رقم بطور امانت پڑی تھی اس نے کہا کہ یہ دعویٰ بالکل جھوٹا ہے، رقم میرے پاس موجود ہے۔

استاذی المحترم کو اپنے لخت جگر کے بارے میں یقین تھا کہ وہ ایسی حرکت نہیں کر سکتا لیکن پھر بھی آپ نے مدعی کے سامنے اپنے بیٹے کی بریت نہیں کی اور نہ ہی کوئی صفائی پیش کی بلکہ اسے دعویٰ دائر کرنے کا مشورہ دیا کہ اگر میرا بیٹا خطا کار ہے تو اسے سزا ملے اور اگر بے گناہ ہے تو اس کی سچائی آشکار ہو۔ کیا اس دور ہوس کار میں آپ نے کوئی ایسا آدمی دیکھا ہے جو اپنے حقیقی بیٹے کے خلاف دعویٰ دائر کرنے کا مشورہ بھی دے ڈالے۔؟

انہی کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں زیاد

حاضر جوابی

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذہن رسا عطا فرمایا تھا اور آپ حاضر دماغی میں بھی اپنا ثانی نہ رکھتے تھے ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (جو آپ کے کلاس فیلو بھی تھے) نے آپ کو دیکھ کر دریافت کیا۔ ناصر کے ابا کا کیا حال ہے؟ آپ نے برجستہ جواب دیا۔ ناصر سے پوچھئے۔ اس سے مجلس کشتِ زعفران بن گئی۔

ایک دفعہ دوران تعلیم آپ نے مجھے فرمایا۔ حدیث عیسیٰ ابن ہشام کا مطالعہ کرو۔ میں نے پوچھا حدیث عیسیٰ ابن ہشام کیا ہے آپ نے فرمایا عیسیٰ ابن ہشام کا خواب ہے، میں نے کتاب کو دیکھا تو اڑھائی تین سو صفحات کی کتاب تھی۔ میں نے پوچھا اس نے اتنا لمبا خواب دیکھا پھر کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا پھر وہ بیدار ہو گیا آپ کے اس جواب پر ساری کلاس لوٹ پوٹ ہو گئی۔

فراست مومنانہ

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے بچو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ مولوی محمد شفیع صاحب اشرف مرحوم ابھی طالب علم تھے کہ ایک روز استاذی المحترم نے انہیں فرمایا۔ تم ناظر امور عامہ بنو گے اور تمہیں کار بھی ملے گی۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ 40-35 سال

بعد مولوی محمد شفیع اشرف صاحب ناظر امور عامہ بنے اور انہیں کار بھی ملی اور آپ کی بیان کردہ بات من وعن پوری ہوئی۔ آپ نے یہ بات انہیں اس وقت بتائی جب کسی ناظر کے پاس شاید سائیکل بھی نہیں تھی۔

اسی قسم کی ایک بات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے بھی تعلق رکھتی ہے آپ کے خلیفہ بننے سے دس بارہ سال قبل استاذی المحترم نے فرمایا کہ مجھے مقطعات قرآنی سے معلوم ہوا ہے کہ چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد ہوں گے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی وفات کے بعد آپ چوتھے خلیفہ بنے اور آپ نے فراست مومنانہ سے جو بات معلوم کی تھی وہ ہو بہو اسی طرح پوری ہوئی۔

مزاح وظرافت

آپ خشک زاہد نہ تھے بلکہ بڑی باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے اور باتوں باتوں میں ایسی پھلجھڑیاں چھوڑتے تھے کہ سننے والے لطف اندوز ہوتے تھے۔

ایک دفعہ آپ بحری جہاز میں سفر کر رہے تھے۔ کچھ علماء حضرات بھی اس میں سوار تھے وہ آپس میں علمی گفتگو کرنے لگے تو آپ بھی ان میں شامل ہو گئے، ایک مولوی نے دوسرے سے پوچھا۔ آپ کیا پڑھے ہوئے ہیں؟ اس نے کہا میں سکندر نامہ پڑھا ہوا ہوں۔ سب لوگ اس کی عبقریت سے مرعوب ہو کر خاموش ہو گئے ان میں سے ایک نے استاذی المحترم سے پوچھا آپ کیا پڑھے ہوئے ہیں آپ نے کہا میں **قواعد اللغة العربیه المصریه** پڑھا ہوا ہوں وہ بھی لمبا تڑنگا نام سن کر دم بخود رہ گئے اور کہنے لگے واقعی آپ سب سے بڑے عالم ہیں۔

حالانکہ **قواعد اللغة العربیه** عربی گرائمر کی ایک کتاب ہے جو جامعہ احمدیہ کی دوسری یا تیسری کلاس میں پڑھائی جاتی تھی۔ استاذی المحترم نے اس رنگ میں اس کا نام لیا کہ وہ اس کا نام سنتے ہی سہم گئے۔

ادب عربی کی شہرہ آفاق کتاب حماسہ میں بنو ذھل بن شیبان کی مدح میں ایک شاعر نے کہا ہے۔

قَوْمٌ اِذَا الشَّرُّ اَبْدَیٰ نَاجِذَیْهِ لَهُمْ
طَارُوْا اِلَیْهِ زُرَافَاتٍ وَّوُحْدَانًا

ترجمہ: جب جنگ ان کے سامنے اپنی کچلیاں نمایاں کرتی ہے تو وہ فرداً فرداً اور گروہ در گروہ اس کی طرف لپکتے ہیں۔ ایک روز استاذی المحترم ہمارے ہوسٹل میں تشریف لائے۔ نانبائی روٹیاں پکا رہا تھا اور لڑکے کھانا لینے کے لئے دوڑے چلے آ رہے تھے۔ آپ کی رگ ظرافت پھڑکی اور آپ نے اس حالت کی منظر کشی کرتے ہوئے اس شعر کو یوں تبدیل کر دیا۔

اِذَا مَا رَأَوْا اَنَّ الْخُبْزَ مَطْبُوْخٌ
طَارُوْا اِلَیْهِ زُرَافَاتٍ وَّوُحْدَانًا

ترجمہ: جب وہ دیکھتے ہیں کہ روٹی پک چکی ہے تو وہ اس کی طرف فرداً فرداً اور گروہ در گروہ لپکتے ہیں۔

قوت حافظہ

آپ کی قوت حافظہ اس قدر تیز تھی کہ آپ کو اپنے بچپن کے واقعات بھی یاد تھے۔ آپ نے ایک دفعہ مجھے بتایا کہ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ میں اپنی والدہ کا دودھ کیسے پیا کرتا تھا۔ فاضل عربی کے کورس میں حماسہ اور متنبّی، ادب کی دو ضخیم کتابیں ہیں جن کے مجموعی صفحات ڈیڑھ ہزار کے قریب ہوں گے استاذی المحترم فرمایا کرتے تھے کہ ان دونوں کتابوں سے کوئی ایک مصرعہ پڑھو اور اس کا دوسرا مصرعہ میں آپ کو سنا دوں گا اور واقعی بات ایسے ہی تھی۔

اشعار کا منظوم ترجمہ

اس فن میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ دوران تعلیم عربی زبان کے اشعار کا منظوم ترجمہ بھی کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے ہماری کلاس کو پڑھاتے ہوئے یہ شعر پڑھا اور اس کا ترجمہ کیا۔

ذَهَبَ الَّذِیْنَ اُحِبُّهُمْ
چل بسے وہ لوگ جن سے عشق تھا

ایک اور شعر پڑھا اور اس کا ترجمہ کیا۔

فَیَا مَوْلَایَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّیْ
مرے مولیٰ مجھے کس نے بتایا

ان کے علاوہ بھی کچھ اشعار کا آپ نے منظوم ترجمہ کیا تھا جو اس وقت میرے ذہن سے اتر گئے ہیں۔

شعر و شاعری

شاعرانہ طبیعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اور زبان زمین سے ملتی ہے۔ آپ محبوب کی ایک نگاہ سے مر جانے والے اور رگ گل کے ساتھ بلبل کے پر باندھنے والے شاعر نہ تھے۔ آپ کی شاعری، شریعت کی حدود اور اخلاقی قیود کی پابند تھی اور آپ شعراء کے اس گروہ سے تعلق نہ رکھتے تھے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ہر وادی میں بھٹکنے والے اور خواہش پرست اور گمراہ ہیں۔ استاذی المحترم کی شاعری ان نقائص سے پاک تھی آپ نے اس سے دعوت الی اللہ کا کام لیا اللہ تعالیٰ کی حمد کی، نعتیں کہیں۔ قرآن کریم کی مدح کی اور ان کے علاوہ بہت سے قیمتی مضامین کو اپنے اشعار میں بیان کیا۔ میں بطور نمونہ آپ کے چند اشعار پیش کر کے اپنی بات کو مبرہن کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ اگر لوگ زمین و آسمان کی پیدائش اور سیارگان فلک کے متعلق غور و فکر کریں تو انہیں پتہ چل جائے گا کہ یہ سبھی چیزیں توحید الٰہی کا اعلان کر رہی ہیں۔ استاذی المحترم نے اس حقیقت کو ایک شعر میں یوں اجاگر فرمایا ہے۔

زبان حال سے ہر آن دے رہے ہیں صدا
نجوم و شمس و قمر، لا الٰہ الا اللّٰہ

دورِ نبوت سے لے کر مسلمان شعراء نے حضرت نبی کریم ﷺ کی مدح کو اپنا موضوع بنایا ہے اور ایسے اشعار لکھے ہیں کہ ان کی مثال نہیں ملتی میں ان کی مثالیں پیش کر کے اپنے مضمون کو طول نہیں دینا چاہتا۔ لیکن استاذی المحترم نے آپ کی مدح میں ایک ایسی زبردست نعت رقم فرمائی ہے۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔ عام دنیائے شعروشاعری میں اس کی مثال نہیں پائی جاتی آپ نے انبیاء کرام کے جملہ کمالات کو آپ کی ذات ستودہ صفات میں ثابت کیا ہے میں بطور نمونہ اس نعت سے تین بند لکھتا ہوں جن سے واضح ہوگا کہ آپ فنِ نعت گوئی میں بھی امام تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ؎

موسوی اعجاز اُنشقّ الحجر
آپ کا اعجاز و اُنشقّ القمر
دونوں میں ہے قدرتِ حق جلوہ گر
تو ہے موسیٰ یا ابن عبدالمطلب

کعبۃ اللہ میں جو رکھے تھے صنم
جن کے آگے گردنیں تھیں سب کی خم
کر دیئے اُن سب کے تُو نے سر قلم
تو ہے ابراہیم یا ابن المطلب

الغرض جتنے ہوئے پیغامبر
تھے وہ جن جن خوبیوں سے بہرہ ور
تو ہے جامع سب کا قصہ مختصر
یا محمدؐ یا ابن عبدالمطلب

قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک مسلمانوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کی مدح توصیف میں بہت کچھ لکھا ہے۔ مگر قرآن کریم کی مدح میں آپ کو بہت کم مدحیہ کلام ملے گا۔ استاذی المحترم نے قرآن کریم کی مدح میں بھی بے مثال اشعار رقم فرمائے ہیں، تین اشعار آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ؎

قرآن پاک جہان میں تو وہ بے مثال کتاب ہے
جو کمالِ حسن و جمال میں فقط آپ اپنا جواب ہے
تری آیہ آیہ کے ربط میں ترے امر و نہی کے ضبط میں
مری زندگی کا ہے ضابطہ مری بندگی کا نصاب ہے
تو کلامِ ربِّ خبیر ہے تو نشانِ شانِ قدیر ہے
تِرا کر سکے جو معارضہ بھلا کس غریب کی تاب ہے

جماعت احمدیہ کے ساتھ آپ کو قلبی وابستگی تھی ایک دفعہ بعض وجوہ کی بناء پر آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم سے اپنے وطن جانا پڑا وہاں سے آپ نے حضور کی خدمت میں ایک نظم ارسال فرمائی جس کا مضمون یہ تھا کہ مجنوں، لیلیٰ سے بیزار ہو سکتا ہے، بلبل، نثار خار ہو سکتی ہے۔ پروانہ شب تار کی زلفوں کا اسیر ہو سکتا ہے۔ مچھلی، مسکن آبی کو چھوڑ سکتی ہے، پانی اپنی برودت کو چھوڑ کر آگ میں بدل سکتا ہے اور آخر میں اپنے آقا کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ ؎

یہ ممکن ہے کوئی محمود شان بے نیازی میں
ایازِ با وفا سے برسرِ پیکار ہو جائے
غرض سب کچھ یہ ممکن ہے مگر یہ ہو نہیں سکتا
کہ احمد کی جماعت کا ظفرؔ غدار ہو جائے

حضرت مصلح موعود کے متعلق بانی جماعت احمدیہ نے جو مفصل پیشگوئی فرمائی ہے اس میں اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" بریکٹ میں آپ نے لکھا ہے کہ اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے۔ جماعت کے علماء اور شعراء نے اس کی کئی توجیہات کی ہیں مگر جو توجیہ استاذی المحترم نے کی ہے اس کا ایک خاص مقام ہے آپ فرماتے ہیں۔ ؎

حضرت احمد سے پہلے تین تھے ایسے بشر
حق تعالیٰ کی بشارت سے ملے جن کو پسر
حضرت ابراہیم اوّل، دوم یحییٰ کے پدر
سوم مریم محصنہ جس پر تھی مولیٰ کی نظر
تیری پیدائش نے احمد کو کھڑا ان میں کیا
ہیں یہی وہ تین جن کو چار تو نے کر دیا

ایک دوست فراق قادیاں میں گریہ کناں تھے۔ استاذی المحترم نے ان کی تسلی کیلئے ایک نظم لکھی اور حسن تعلیل سے انہیں قادیان چھوڑنے کی حکمت سے اس طرح آگاہ کیا کہ بس لطف ہی آ گیا آپ فرماتے ہیں۔ ؎

ہمارا قادیاں اک بوستاں ہے
ہم اس کی بُوئے خوش ہیں اس جہاں میں
یہ فطرت کے مخالف ہے کہ خوشبُو
رہے محدُود صحنِ گلستاں میں
تو سمجھا ہم پراگندہ ہوئے ہیں
مرے نزدیک ہم پھیلے جہاں میں

ظفرؔ گر ہوں حقیقت بیں نگاہیں
بہاریں ہی بہاریں ہیں خزاں میں

ایک دفعہ موضع احمد نگر میں کچھ جھگڑا ہو گیا جس میں ایک صاحب کی نوازش سے استاذی المحترم کو بھی ملوث کر کے حوالات میں بند کرا دیا گیا۔ مدتوں بعد آپ کو خلوت نصیب ہوئی آپ نے یہ رات اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرتے اور نوافل ادا کرتے گزاری۔ اللہ تعالیٰ نے اس شب آپ کو بعض بشارات سے نوازا تو علی الصبح آپ نے اختر شیرانی مرحوم کے انداز میں ایک نظم لکھی اور اس دوست پر طنز کرتے ہوئے لکھا۔ ؎

میرے ہمدم یہ مری تلخیٔ اوقات کی رات
بن گئی میرے لئے عین عنایات کی رات
محتسب پاتا اگر آج یہ برکات کی رات
ضبط کر لیتا ظفرؔ تیری حوالات کی رات

جامعہ کے طلباء کو آپ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ جس علم کے ساتھ عمل نہ ہو وہ موت کے مترادف ہے آپ فرماتے ہیں۔ ؎

لیکن وہ علم موت ہے جس میں عمل نہ ہو
نکتہ رہے یہ یاد عزیزانِ جامعہ

دنیا میں ہر انسان کی کچھ آرزوئیں ہوتی ہیں جن کی تکمیل کیلئے وہ مسلسل مصروف جدوجہد رہتا ہے۔ کوئی سخن دان، کوئی سحبان، کوئی نعمان اور کوئی رستم زماں بننا چاہتا ہے، استاذی المحترم بھی اپنے دل میں ایک آرزو رکھتے تھے اور وہ آرزو یہ تھی کہ آپ عالم باعمل اور عاشق قرآن بنیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ ؎

ہاں مرے دل میں بھی ہے ایک تمنا مولیٰ
وہ اگر پوری ہو تو بندۂ احسان بنوں
آرزو تیرے ظفرؔ کی ہے یہی بچپن سے
عالم باعمل و عاشق قرآن بنوں

دنیا میں بیشمار لوگوں نے مسئلہ تدبیر و تقدیر پر بحث کی ہے اور افراط و تفریط کا شکار ہو کر جادۂ مستقیم سے بھٹک گئے ہیں۔ استاذی المحترم نے اس مشکل عقدہ کو صرف ایک شعر میں حل کر دیا ہے آپ فرماتے ہیں۔

تدبیر بھی ہے قبضۂ تقدیر میں ظفرؔ
مولیٰ تجھے مقام توکّل عطا کرے

اللہ تعالیٰ کی ذات سے آپ کو بے پناہ عشق تھا اور وہی آپ کا مطلوب و مقصود تھا۔ ایک عربی قصیدے میں فرماتے ہیں۔

وَاَشْعِلُ فِیْ جَنَانِیْ نَارَحُبٍّ
تُغَادِرُ کُلَّ نَارٍ کَالرَّمَادِ
فَلَا شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْکَ
"اَمِتْنِیْ فِی الْمَحَبَّۃِ وَالْوِدَادِ"
وَلَا لِیْ حَجَّۃٌ اِلَّا اِلَیْکَ
فَکُنْ فِیْ ھٰذِہٖ لِیْ وَالْمَعَادِ

ان اشعار کا منظوم ترجمہ آپ کے شاگرد نے کیا ہے، قارئین کی سہولت کیلئے اسے بھی درج کیا جاتا ہے کہ ان اشعار کا مفہوم سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

میرے دل میں تو آگ ایسی لگا دے
جو ہر آتش کو خاکستر بنا دے
تو ہی محبوب ہے اے میرے داور
مجھے اپنی محبت میں فنا کر
نہیں حاجت سوا تیرے کسی کی
ہے بس کونین میں درکار تو ہی

استاذی المحترم کو قرآن کریم کی تفسیر میں بڑا کمال حاصل تھا مجھے افسوس ہے کہ احمد نگر میں آپ جو درس دیا کرتے تھے اس کے نوٹس محفوظ نہیں کیے گئے ورنہ دنیا دیکھتی کہ آپ کس قدر عبقری تھے۔ آپ نے مقطعات قرآنی کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے سر دست میں اس مضمون میں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو ایک مفصل مضمون میں آپ کے علم قرآن پر روشنی ڈالوں گا جس سے دنیا انگشت بدنداں ہو کر بے اختیار پکار اٹھے گی۔

ایسی چنگاری بھی یا رب اپنی خاکستر میں تھی

اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل 27 جنوری 2014ء صفحہ 4)

حکیم نیّر واسطی (ستارۂ خدمت) کے خطوط

دنیائے طب کے عظیم سکالر

جنوبی ایشیا کے حکماء اور اطباء کی کوئی تاریخ جناب علامہ حکیم سیّد علی احمد نیّر واسطی بجنوری (1901ء-1982ء) کے بغیر مکمل نہیں قرار پا سکتی۔ آپ اپنے زمانہ کے مایہ ناز طبیب ہی نہیں ایک عالمی شخصیت، علم طب کے عظیم سکالر، بلند پایہ شاعر، ماہر لسانیات اور ممتاز دانشور تھے۔

پروفیسر ایڈورڈ جی براؤن کی کتاب عریبین میڈیسن (Arabian Medicine) 1921ء میں کیمبرج یونیورسٹی پریس لندن سے شائع ہوئی جس کا شگفتہ، نفیس اور سلیس اردو ترجمہ ''طب العرب'' آپ کے قلم سے 1954ء میں شائع ہوا۔ یہ ترجمہ آپ کی قوت انشاء پردازی کا گویا ایک اعجاز تھا جس پر اصل کا گمان ہوتا تھا۔ پاکستان کے علمی حلقوں نے طب العرب کی بڑی قدر کی۔ پنجاب یونیورسٹی نے مارچ 1956ء میں اسے خصوصی انعام کا مستحق قرار دیا۔ پاک و ہند کے مشہور رسائل مثلاً معارف اعظم گڑھ اور صدق جدید لکھنؤ نے اس پر زوردار تعریفی تبصرے کئے۔ سیّد وقار عظیم صاحب نے ریڈیو پاکستان میں ایک طویل نشریہ میں اسے زبردست خراج تحسین ادا کیا۔ شفاء الملک حکیم احمد عثمانی صاحب نے مصنف کو لکھا ''دنیائے طب آپ کے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتی''۔ حکومت پاکستان نے اس کی بلند پایہ علمی و ادبی خوبیوں کی بناء پر اسے طبی درسگاہوں کے نصاب میں داخل کیا۔

(پیش لفظ ''طب العرب'' طبع دوم 1990ء از ڈاکٹر شیخ محمد اکرام ایم اے
ڈی لٹ ناظم ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور و تاریخ طب مؤلف آغا اشرف
ناشر شیخ محمد بشیر اینڈ سنز لاہور)
(بحوالہ الفضل 21 ستمبر 2006ء)

شعراء و ادباء کے مکاتیب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ تعالیٰ اُن پر راضی ہو) کا علمی حلقہ اور تہذیبی و ثقافتی روابط کا دائرہ از حد وسیع تھا۔ برصغیر کے اکثر ادیب، صحافی، شعراء اور حکماء اپنے مکاتیب کے ذریعے حضور سے رابطہ اور حضور کے مشوروں سے مستفید ہوتے رہتے تھے۔ لاہور سے آپ سے اِس نوع کا علمی و ادبی ربط وضبط رکھنے والے بعض سرکردہ افراد کے نام یہ ہیں:

(1) مولانا عبدالمجید سالک صاحب۔ (2) مولانا سیّد حبیب صاحب۔ (3) شاعر مشرق علامہ اقبال صاحب۔ (4) مولانا صلاح الدین احمد صاحب۔ (5) حکیم علی احمد صاحب نیّر واسطی۔ (بحوالہ روزنامہ الفضل 24/ اکتوبر 2009ء)

جناب حکیم نیّر واسطی صاحب نے ایک خط اکتوبر 1933ء میں حضور کو تحریر کیا جو کہ علم طب کے بارہ میں تھا۔ ''قادیان نے ہمیشہ علم طب کی سرپرستی کی ہے۔ خود مرزا صاحب (مراد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) ایک بہت بڑے فاضل جیّد اور حاذق طبیب تھے۔ حکیم نورالدین صاحب بھیروی کا مرتبہ اطبائے کاملین کی صفِ اوّل میں خصوصاً بہت بلند ہے۔ اُن کے مجربات کے نسخوں اور اُن نسخوں کی ترکیبوں کو دیکھ کر جالینوس اور شیخ کے عہد کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے......'' (تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 127)

اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی اپنے قلم مبارک سے اُن کو جواب دیتے رہے۔ احباب جماعت کے ساتھ بھی اُن کا بڑا اچھا ادبی و علمی تعلق رہا۔ ان کا پورا نام سیّد علی احمد نیّر واسطی تھا۔ موصوف کا تعلق والد صاحب مرحوم سے سن 1960ء اور 1970ء کی دہائی میں ہوا۔ جبکہ والد صاحب نے اُن کی ایک عربی نظم کی اصلاح کی جس کی بناء پر یہ ادبی اور علمی تعلق تا دمِ حیات جاری رہا اور والد صاحب کی وفات پر تعزیتی خط سے اختتام پذیر ہوا اور پھر والد صاحب کی وفات

کے چند ماہ بعد غالباً جون 1982ء میں خود بھی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے۔ آمین۔

اُن کے چند تاریخی خطوط بطور نمونہ پیش خدمت ہیں جن سے والد صاحب مرحوم کے علم و ادب کی عکاسی ہوتی ہے۔ والد صاحب جب لاہور جاتے تو اُن کی خواہش ہوتی تھی کلینک کی بجائے گھر میں چلیں جو کہ کلینک کے ساتھ ہی تھا۔ ایک دو دفعہ اس علمی و ادبی محفل میں خاکسار کو بھی شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ''طب العرب'' کا کتابی نسخہ جو انہوں نے والد صاحب کو بھجوایا تھا اُن کے اِن الفاظ کے ساتھ خاکسار کے پاس موجود ہے۔

''یادگار خلوص و نیاز بحضرۃ المکرّم ظفر محمد ظفرؔ احمد نگری''

از نیّر واسطی

16 جنوری 1972ء

موصوف اپنی مذکورہ کتاب ''طب العرب'' کے صفحہ 524 میں لکھتے ہیں:

''اطبائے پنجاب میں حکیم نورالدین صاحب بھیروی معالج ریاست کشمیر و جموں کا نام نامی نہایت سربلند ہے جن کے گنگا جمنی طریق علاج نے نظام طب میں ایک عجیب تاثیر اور رنگینی پیدا کر دی ہے۔ آپ 1841ء میں پیدا ہوئے۔ فارسی لاہور میں مفتی محمد قاسم صاحب سے پڑھی اور طب میں آپ نے لکھنؤ کے مشہور حکیم مولوی علی حسین صاحب سے شرف تلمذ حاصل کیا۔''

(''طب العرب'' صفحہ 524، ''رموز الاطباء'' صفحہ 266)

نیّر واسطی صاحب کے چند خطوط کے نمونے جو موصوف اپنے علمی ادبی تعلقات کی بناء پر خاکسار کے والد صاحب کو ارسال کرتے رہے۔ وہ قارئین ملاحظہ فرماویں۔

مولٰنا:

سلام مسنون

عطوفت نامہ شرف صدور لایا۔ آپ نے نیازمند کے لئے جس خلوص اور محبت کا اظہار فرمایا ہے اس کے لئے ہر بُنِ مُو سے آپ کا شکرگزار ہوں۔ خدائے برتر آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔

عربی نظم میرے ماہنامہ نباض کے مدیر کو بہت پسند آئی ہے اور ان کی خواہش ہے کہ وہ اس کو مع اُردو ترجمہ کے نباض میں شائع فرمائیں۔ لہٰذا اگر زحمت نہ ہو تو بین السطور میں ہر شعر کا اُردو ترجمہ تحریر فرما کر یہ نظم دوبارہ ارسال فرما دیجئے دوائیں ابھی محفوظ رکھئے اور جب مناسب معلوم ہو ان کا استعمال شروع فرما دیجئے۔

شعر و حکمت پر نظر کرم کا دلی شکریہ از راہ کرم عافیت مزاج سے مطلع فرماتے رہئے ممنون ہوں گا۔ فقط

والسلام

نیّر واسطی

مکرمی!

سلام مسنون۔ آپ کے عزیز مکرم کی زیارت ہوئی اور انہوں نے قرآن کریم کا ایک تحفہ بھی عطا کیا جس کے لئے آپ کا اور ان کا شکر گزار ہوں۔ میں نے ان سے عرض کر دیا ہے کہ مریض کا ایکسرے دکھائیں تاکہ میں کوئی مشورہ عرض کر سکوں۔

آپ کے اشعار کا دلی شکریہ عرض کرتا ہوں جن سے محبت و خلوص کی خوشبو آتی ہے۔

ایک شعر مجھ سے بھی فی البدیہہ ہو گیا ہے جو عرض خدمت ہے۔ ؎

کہہ دو کوئی ظفر سے کہ اے شاہ علم و فن
اک بے نوا فقیر سے نسبت ہے آپ کی

فقط

والسلام

(پروفیسر حکیم نیّر واسطی)

ستارہ خدمت

6/دسمبر 1968ء

بخدمت شریف جناب ظفر محمد ظفر صاحب
سکنہ احمد نگر مغربی پاکستان

مولٰنا! ہدیۂ سلام و تشکر و سپاس

نامۂ منظوم ملا۔ اُردو نظم میں اظہار مدعا پر آپ کی قدرت کلام، طرز بیان کی روانی اور نہایت لطیف پیرایہ میں قافیوں کے استعمال کو دیکھ کر حیرت ہوئی۔
خدا آپ کو خوش و خرم اور تا بدیر سلامت رکھے۔ فقط والسلام مع الاحترام

(نیّر واسطی)

16 فروری 1972ء

مولٰنا!

سلام مسنون۔عنایت نامہ ملا۔ یادآوری کا دلی شکریہ۔آپ اور آپ کے بچوں کے لئے دواؤں کی قیمت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں اور میرا دواخانہ آپ کا خادم ہے۔

فقط

والسلام

(پروفیسر حکیم نیّر واسطی)

ستارہ خدمت

بخدمت شریف مولٰنا ظفر محمد صاحب ظفر

احمد نگر۔ جھنگ

عزیز گرامی!   دلی دعائیں

آپ کے والد مرحوم کی وفات کا خط ملا غم سے دل پارہ پارہ ہوگیا۔ خدائے برتر آپ سب کو صبر اور مرحوم کو راحت کی دولت عطا کرے۔تمام بھائیوں دوستوں اور عزیزوں کی خدمت میں میری تعزیت پہنچا دیجئے۔

والسلام

غمگسار

(نیّر واسطی)

محترم مولانا ظفر محمد صاحب مرحوم کی یاد میں

(مولانا محمد صدیق امرتسری سابق مبلغ مغربی افریقہ)

بڑے ہی کام کے انسان تھے مولانا ظفر صاحب
حقیقی بندۂ رحمٰن تھے مولانا ظفر صاحب

ادیب و فاضل و شاعر، فقیہ و عالمِ قرآں
علومِ دیں کا اک بُستاں تھے مولانا ظفر صاحب

یکے از عاشقانِ سرور و سردارِ عالَم تھے
خدا کے دین پر قرباں تھے مولانا ظفر صاحب

غنی بے شک تھے لیکن بے نیازِ دولت وحشمت
عجب اک مومن ذیشاں تھے مولانا ظفر صاحب

علومِ شرقیہ کے ماہرِ تعلیم و تربیت
ادب کا اک دُرِ تاباں تھے مولانا ظفر صاحب

رہے وہ حضرتِ ناصر کے ہم مکتب لڑکپن میں
بجا اِس فخر پر نازاں تھے مولانا ظفر صاحب

عطا خُلدِ بریں کر ان کو یا رب اپنے فضلوں سے
کہ یہ نعمت نہیں ملتی کسی کو صرف عملوں سے

(روزنامہ الفضل 13 مئی 1982ء ص2)

منظومات

تیری آیہ آیہ کے ربط میں ترے امر و نہی کے ضبط میں

مری زندگی کا ہے ضابطہ میری بندگی کا نصاب ہے

خداتعالیٰ

مکرم میاں سراج الدین صاحب آف لاہور نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا پر مشتمل نظموں کے انعامی مقابلہ کا ایک اعلان الفضل کے ذریعہ کیا تھا۔ اس پر بہت سی نظمیں موصول ہوئیں۔ مندرجہ ذیل نظم اس سلسلے میں اوّل قرار پائی ہے۔ چنانچہ میاں سراج الدین صاحب نے مبلغ پچاس روپے بطور انعام مکرم مولوی ظفر محمد صاحب کو دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ (ادارہ)

وہ پاک ہستی وہ ذاتِ والا — عدم سے جس نے ہمیں نکالا
حقیر ہم۔ وہ بزرگ و بالا — ذلیل ہم۔ وہ اجلّ و اعلیٰ
ادب کے لائق ہے ذات اس کی
ہے نام اس کا خدا تعالیٰ

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر — وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
گمان عاجز۔ قیاس قاصر — مقام اس کا خِرد سے بالا
قریب بھی ہے بعید بھی ہے
عجیب ہے وہ خدا تعالیٰ

نہاں ہے پردوں میں ذات اُس کی — عیاں ہیں لیکن صفات اُس کی
نہ چھیڑ جاحِد تو بات اُس کی — تجھے تو ہم نے مار ڈالا
نگاہِ مومن سے پوچھیے گا
کہاں نہیں ہے خدا تعالیٰ

وہ گلستاں میں مہک رہا ہے — کلی کلی میں چٹک رہا ہے
وہ مہر و مہ میں چمک رہا ہے — اُسی کے پرتو سے ہے اُجالا
نظر ہے اپنی حجاب اپنا
عیاں ہے ورنہ خدا تعالیٰ

شریک اُس کا نہ کوئی ہم سَر — نبی ولی سب اُسی کے چاکر
جُھکائیے سَر اُسی کے دَر پر — جو لَمْ یَزَلْ ہے وَلَنْ یَّزَالا
یہ عالمِ رنگ و بُو ہے فانی
ہے جاودانی خدا تعالیٰ

وہ جس نے خیر الانامؐ بھیجا — سلام بھیجا پیام بھیجا
اُسی نے ہم میں اِمام بھیجا — اُسی نے پھر وقت پر سنبھالا
رحیم و رحماں ہے ذات اُس کی
کریم ہے وُہ خدا تعالیٰ

کسی کو کہنا ''جنابِ اعلیٰ'' — کسی کو کہنا ''حُضُورِ والا''
غضب ہے لیکن وہ ذاتِ والا — جو سب سے فائق ہے لا محالا
زباں پہ جب اُس کا نام آئے
تو بھول جائے تمہیں ''تعالیٰ''

(روزنامہ الفضل 21 جنوری 1956 صفحہ 4)

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

دوائے دردِ جگر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ
شفائے قلب و نظر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

یہ آب و دانہ تو ہے جسمِ عنصری کے لئے
غذائے رُوحِ بشر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

زبانِ حال سے ہر آن دے رہے ہیں ندا
نجوم و شمس و قمر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

کوئی سُنے نہ سُنے کاش تیرا دل تو سُنے
صدائے شام و سحر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

زباں سے تُو نے کہا بھی تو اس سے کیا حاصل
نہیں ہے دل میں اگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

زہے نصیب کہ ہے آج ہاتھ میں اپنے
لِوائے فتح و ظفر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

نہ زادِ رہ کی ضرورت نہ خطرۂ رہزن
مرا رفیقِ سفر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

سوا خدا کے کسی سے کوئی اُمید نہ رکھ
کبھی کسی سے نہ ڈر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

کوئی کسی کا زمانے میں کار ساز نہیں
پدر ہو یا کہ پسر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

کمالِ ترک سے ملتی ہے یاں مرادِ ظفؔر
تو مَا و مَن سے گزر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(روزنامہ الفضل 17 دسمبر 1975ء صفحہ 2)

نعت خاتم النّبیّن صلی اللہ علیہ وسلم

یہ نظم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ایک خاص واقعہ کی ترجمان ہے۔ جنگ حُنین میں کافروں نے جب اردگرد کی پہاڑیوں سے مسلمانوں پر تیروں کی بوچھاڑ کردی تو مسلمانوں کی سواریاں بھاگ اُٹھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجز چند صحابہؓ کے تنہا میدان میں رہ گئے مگر اس حالت میں بھی حضورآگے بڑھ رہے تھے۔ حضرت عباسؓ نے حضورؐ کو روکنا چاہا۔ تو آپؐ نے فرمایا مجھے مت روکو۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبُ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ

اس نظم میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

یا حبیبَ اللہ کے مُحِب   جانتا تھا مسمریزم تُو نہ طِب
صدیوں کے بیمار اچھے کر دیئے   تو ہے عیسیٰ یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَـذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

تھی سلیماں کی حکومت رِیح پر   آپؐ بھی ان سے نہیں ہیں کم مگر
مَا رَمَیْتَ پر ذرا کیجئے نظر   تو سُلیماں یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَـذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

حق نے بخشا تجھ کو وہ فصل الخطاب   جس سے عاجز آ گئے اہلِ کتاب
تھی تری تقریر ہر اک لا جواب   تو ہُوا داوٗد یا ابن المطّلب
لَا کَـذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

موسوی اعجاز اِنشقّ الحجر   آپ کا اعجاز و انشق القمر
دونوں میں ہے قدرتِ حق جلوہ گر   تو ہے موسیٰ یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَـذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

معرفت کا تو ہے وہ بحرِ عظیم   محوِ حیرت ہے جہاں چشمِ کلیم
کشتیِ مسکین و دیوارِ یتیم   تو خضر ہے یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَـذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

یُوسُفِ مظلوم جُبّ میں مضطرب   اور غارِ ثور میں تو محتجب
ظالموں پر قحط آیا ’’فارْتَقِبْ‘‘   تو ہے یوسف یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَـذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

کعبۃُ اللہ میں جو رکھے تھے صنم   جن کے آگے گردنیں تھیں سب کی خَم
کر دیئے اُن سب کے تُو نے سر قلم   تُو ہے ابراہیم یا ابن المطّلب
لَا کَـذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

جب ضلالت کا بپا طوفان تھا   غرقِ بحرِ معصیت انسان تھا
اس گھڑی میں تُو ہی کشتی بان تھا   نُوح ہے تو یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَـذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

تو ہے سرِّ ابتدائے زندگی تیری ہستی منتہائے زندگی
تجھ سے وابستہ بقائے زندگی تُو ہے آدم یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَـذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَاکَذِبُ

الغرض جتنے ہوئے پیغامبر تھے وہ جن جن خوبیوں سے بہرہ وَر
تُو ہے جامع سب کا قصّہ مختصر یا محمد یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَـذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَاکَذِبُ

تیرے دم سے ہم ہوئے خیرالاُمم تیرے بڑھنے سے بڑھا اپنا قدم
ختم تجھ پر خوبیاں کانِ کرم تُو ہے خاتَم یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَـذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَاکَذِبُ

اہلِ تثلیث و یہود و بُت پرست تُو اکیلے نے ہی دی سب کو شکست
چھاگئے رُوئے زمیں پر تیرے مست یا جریَّ اللہ یا ابن المطّلب
لَا کَـذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَاکَذِبُ

جب جگا کر تجھ سے دشمن نے کہا کون اب تجھ کو بچائے گا بتا
مُسکرا کر آپؐ نے فرما دیا ’’میرا مولیٰ‘‘ یا ابنَ عبدالمطّلب
لَا کَـذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَاکَذِبُ

یا مُطیعَ الْاَمرِ ’’واسْجدُ وَاقْتَرِب‘‘ اِنَّ قلبی نحو حُسنِکَ قَد جُذِب
وَالجَنانُ فی فِراقِکَ مُضطرِب یا محمد یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَـذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَاکَذِبُ

روزِ محشر جب نبی جائیں گے ڈر خلق کی ہو گی فقط تجھ پر نظر
تب پکارے گا تجھے آثم ظفَر یا شفیعَ الخَلقِ یا ابن المطّلب
لَا کَـذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَاکَذِبُ

نوٹ: یہ نظم الفضل قادیان 23 نومبر 1945ء میں شائع ہوئی۔ بعد میں رسالہ الفرقان خاتم النبیین نمبر دسمبر 1952ء صفحہ 63,64 میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے اسے شائع کرتے ہوئے یہ نوٹ تحریر فرمایا:۔

’’یہ پُرکیف نظم جناب مولوی ظفر محمد صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ نے ایک خاص ساعت میں لکھی ہے۔ اس میں غزوہ حنین کے موقع پر رسول اکرم ﷺ کا فوجِ اعداء میں گِھر جانے کے باوجود اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبُ ، اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبُ کہتے ہوئے آگے بڑھنے کا نظارہ سامنے ہے۔ شاعر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جامعیت اور خاتمیت کو دلکش انداز میں قلم بند کیا ہے۔ جزاہ اللّٰہ خَیرًا‘‘ (ابوالعطاء)

(روزنامہ الفضل 10 مارچ 2014ء صفحہ 2)

نعت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

آؤ درود پڑھ کے کریں اس نبی کی بات
ہے جس کی ذات باعثِ تخلیقِ کائنات

جس کی ضیا سے چھٹ گئیں تاریکیاں تمام
روئے زمیں پہ چھا گئیں جس کی تجلیات

انساں بھٹک رہا تھا کوئی راہبر نہ تھا
چھائی ہوئی تھی جہل کی کالی سیاہ رات

اِکراہ و جبر و جور کا دنیا میں دَور تھا
تھا بے بسوں پہ تنگ ہُوا عرصۂ حیات

اہلِ جہاں تھے حق و صداقت سے بے خبر
ہر شخص تھا اسیرِ طلسمِ توہّمات

تھا مال و زر ہی باعثِ اکرام و افتخار
سنتا نہ تھا غریب کی کوئی جہاں میں بات

آئے جو آنحضورؐ تو حل ہو گئیں تمام
انسانیت کی راہ میں جتنی تھیں مشکلات

لاکھوں دلوں کو لُوٹ لیا اک نگاہ میں
میرے رسولِؐ پاک کے کیا کیا ہیں معجزات

کیا کم یہ معجزہ ہے کہ خانہ بدوش قوم
اُٹھ کر جہاں کو دے گئی درسِ الٰہیات

مُنکر ہے گو زبان مگر مانتے ہیں دل
دامن ہے مصطفےٰؐ کا فقط دامنِ نجات

بادِ بہار بن کے وہ آئے جہان میں
سُوکھے چمن کا ہو گیا سر سبز پات پات

ایسا دیا بشر کو مساوات کا سبق
باقی رہی دلوں میں نہ تفریقِ ذات پات

ختم الرُّسُلؐ ہمارے سراجِ مُنیر ہیں
روشن انہیں کے نور سے ہے ہر نبی کی ذات

دل جھومے کیوں نہ سُن کے اذاں دن میں پانچ بار
اُٹھتی ہے گونج نامِ محمدؐ کی شش جہات

سنتے بھی ہو ظفؔر کہ اذانِ سحر ہوئی
حَیَّ عَلَی الْفَلَاح و حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ

(روزنامہ الفضل 26 فروری 1979ء صفحہ 2)

ہے پریشانیٔ خاطر کا فقط ایک علاج
یادِ مولیٰ میں ظفؔر دل کا پریشاں ہونا

نعت خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم

احسان ہے عظیم خدائے رحیم کا
خادم بنا دیا جو رسولِ کریمؐ کا

یہ خوئے التفات یہ الطاف یہ کرم
کیونکر ادا ہو شکر رؤف و رحیم کا

لاکھوں درود آپ پہ اے امن کے رسولؐ
پھر وقت ہے حضورؐ کی فتح عظیم کا

تند آندھیوں کا زور چمن سے گزر گیا
اب گلستاں میں دَور ہے بادِ نسیم کا

انسان کو ہے آج حقائق کی جستجو
بالا ہے آج بول کتابِ حکیم کا

آزادئ ضمیر کی دولت ہے، اب نصیب
اب وقت ہے اشاعتِ دینِ قویم کا

دشمن بھی اب تو آپؐ کو پہچاننے لگا
چرچا ہے اب حضورؐ کے خُلقِ عظیم کا

یا فاتح القلوب مبارک ہو آپؐ کو
قبلہ ہیں اب حضورؐ ہی قلبِ سلیم کا

ختم الرّسُل کی شان سے جو بھی ہے بے خبر
انکار کر رہا ہے وہ فضلِ عظیم کا

پیغام آنحضورؐ کا قرآن ہی تو ہے
ناسخ ہے بالیقین جو صحفِ قدیم کا

اب کوئی بھی نہ آئے گا لے کر نئی کتاب
فتویٰ ہے ابتداء سے یہی ہر فہیم کا

وہ آمدِ مسیح کا وعدہ کدھر گیا؟
کیا ہے جواب آپ کی عقلِ سلیم کا

ختم الرُسلؐ کی شان کی عظمت اسی میں ہے
امّت سے ہو ظہور مسیح و کلیم کا

دیں سابقہ اُمم کو خدا نے جو نعمتیں
وارث بنا دیا ہے ہمیں اُن نعیم کا

مذہب نہیں سکھاتا ہے رکھنا کسی سے بَیر
یہ تو پیام دیتا ہے لطفِ عمیم کا

اب مذہبی جدال کا انداز اَور ہے
اب ساحری ہے اور عصا ہے کلیم کا

دجّال کے زوال میں اب کوئی شک نہیں
تھوڑا سا وقت باقی ہے اب اس لئیم کا

خُوبی ہے تجھ میں کون سی یہ تو بتا ظفؔر
مشتاق کس بناء پہ ہے دُرِّ یتیم کا

(روزنامہ الفضل 4/اپریل 1979ء صفحہ 2)

مقامِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم

سورۃ فاتحہ کے آئینہ میں

سیّدنا حضرت بانی جماعت احمدیہ یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کو اس لئے الحمد سے شروع کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ مبارک کی طرف ایماء ہو۔

الحمد میں ہے مضمر احمد مقام تیرا
پردے میں لام کے ہے پوشیدہ نام تیرا

لِلّٰہ محض لِلّٰہ جینا ہو یا کہ مرنا
حمدِ خدا وظیفہ ہر صبح و شام تیرا

خود ربّ العالمیں نے دل تیرا دیکھ کر ہی
لِلعالمینَ رحمت رکھا ہے نام تیرا

رحمٰن مہرباں ہے جیسے کہ ہر بشر پر
ویسے ہی ہر بشر پر ہے فیض عام تیرا

تو رحیم مومنوں پر ماں باپ سے بھی بڑھ کر
رأفت ہے شان تیری رحمت مقام تیرا

تو مالکِ جزا کا مظہر ہے میرے آقا
لطف و کرم میں مضمر ہے انتقام تیرا

اِیّاکَ نَعْبُدُ سے معراج تو نے پایا
''اَسْرَاَ بِعَبْدِہٖ'' ہے ''اقصیٰ'' مقام تیرا

اِیّاکَ نستعیں کا اعجاز ہے یہ سارا
ہر اک مہم میں ہونا فائز مرام تیرا

یہ دُعاءِ اِھدِنَا ہے جس کے طفیل حق نے
بھیجا امام مہدی احمد غلام تیرا

امکان تھا کہ دشمن اس کو مٹا ہی دیتے
ہوتا اگر نہ آقا اس پر سلام تیرا

اب پُل صراط پر سے امّت گزر رہی ہے
لیتا ہے دستِ شفقت گِرتوں کو تھام تیرا

پھر مستقیم رہ پر چلنے کو کارواں ہے
پیشِ نظر ہے اس کے ہر آن گام تیرا

صد شکر ہے کہ ہم بھی انعام یافتہ ہیں
احسان ہے یہ ہم پر خیر الانام تیرا

مغضوب اور ضالیں مقہور ہی رہیں گے
جب تک پڑھیں نہ کلمہ پیارے امام تیرا

یہ تشنگی سے اپنی جانبر نہ ہو سکیں گے
جب تک نہیں پئیں گے پُر کیف جام تیرا

گورے ہوں یا کہ کالے بندے ہیں سب خدا کے
ہیں سارے بھائی بھائی یہ ہے پیام تیرا

کوئی نظامِ عالم خالی نہیں خلل سے
جو پاک ہے خلل سے وہ ہے نظام تیرا

تُو نورِ اوّلیں ہے تو ختمِ مرسلیں ہے
واللہ ہر نبی ہے ادنیٰ غلام تیرا

جیسے کہ عرش پر ہے ویسے ہی فرش پر بھی
بالا ہو بول تیرا اونچا ہو نام تیرا

جاتا ہے مال جائے جاتی ہے جان جائے
وہ وقت جلد آئے جلوہ ہو عام تیرا

کانٹے ہٹا رہے ہیں آنکھیں بچھا رہے ہیں
گلشن میں آکہ آیا وقتِ خرام تیرا

لاکھوں درود تجھ پر لاکھوں سلام تجھ پر
جیتے ہیں ہم جہاں میں لے لے کے نام تیرا

ہم حسبِ استطاعت تبلیغ کر رہے ہیں
کرنا مدد دعا سے آگے ہے کام تیرا

اللہ ہی جانتا ہے جذبات کا وہ عالم
جب بھی ظفرؔ محمد لیتا ہے نام تیرا

(ماہنامہ الفرقان فروری 1976ء نعت نبویؐ نمبر 2 صفحہ 35,36)

نعت رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

تجھ پہ قربان مِری جان رسُولِ عَرَبیؐ
کیا ہی اونچی ہے تیری شان رسُولِ عَرَبیؐ

تجھ سا پیدا نہ ہوُا اور نہ ہو گا کوئی!
تیری یکتائی پہ قربان رسُولِ عَرَبیؐ

دُور سے دیکھا جسے چشمِ کلیم اللہ نے
تُو ہے وہ جلوۂ فاران رسُولِ عَرَبیؐ

ذاتِ واجب کے سوا فوق ترے کچھ بھی نہیں
غایتِ عالمِ امکان رسُولِ عَرَبیؐ

تیرے ہی جام سے ملتی ہے حیاتِ دائم
ساقیِ کوثرِ عرفان رسُولِ عَرَبیؐ

تیری آمد سے ہوُا رحمتِ باری کا نزول
تُو ہے وہ بندۂ رحمان رسُولِ عَرَبیؐ

تیرے ہی فیض سے موقوف ہوا وادِ بنات
مُحسنِ طبقۂ نسوان رسُولِ عَرَبیؐ

یہ بھی اعجاز ہے تیرا کہ شتربانِ عرب
ہو گئے شاہِ جہاں بان رسُولِ عَرَبیؐ

سلکِ وحدت میں پروئے تھے جو موتی تُو نے
آج ہیں پھر وہ پریشان رسُولِ عَرَبیؐ

آج امّت ہے تری لہو و تجارت میں مگن
مسجدیں ہو گئیں ویران رسُولِ عَرَبیؐ

مغربی فلسفہ محبوب ہے اُمّت کو تری
اور مہجور ہے قرآن رسُولِ عَرَبیؐ

ہاں دعا کیجئے گا محیِٔ موتی کے حضور
پھر مسلماں ہوں مسلمان رسُولِ عَرَبیؐ

ہو گنہگار ظفرؔ پر بھی ذرا چشمِ کرم
میرے آقا میرے سلطان رسُولِ عَرَبیؐ

(ماہنامہ الفرقان جنوری، فروری 1960ء صفحہ 26)

خطاب بحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

صاحبِ لولاک ختم الانبیاء — مقتدائے انبیاء و اصفیا
تیری آمد سے ہے یہ عُقدہ کھلا — ارفع و اعلیٰ ہے تُو بعد از خدا
لا جرم ہے تُو ہی ختم الانبیاء☆

تُو ہے سِرِّ ابتدائے زندگی — تیری ہستی منتہائے زندگی
تجھ سے وابستہ بقائے زندگی — تُو حقیقی راہنمائے زندگی
لا جرم ہے تُو ہی ختم الانبیاء

تیرے دم سے ہم ہوئے خیر الامم — تیرے بڑھنے سے بڑھا اپنا قدم
تُو سراپا جود ہے ابرِ کرم — ختم ترے نام پر شانِ ختم
لا جرم ہے تُو ہی ختم الانبیاء

سابقین و لاحقین از انبیاء — نقطۂ نفسی ترا ان کی ضیاء
تیری خاتم سے انہیں منصب ملا — سب ترے مظہر ہیں اے خیر الوریٰ
لا جرم ہے تُو ہی ختم الانبیاء

تجھ سے پہلے جس قدر تھے نامور — تھے وہ جن جن خوبیوں سے بہرہ ور
تُو ہے جامع سب کا قصہ مختصر — تیرے سر ہے سہرۂ فتح و ظفر
لا جرم ہے تُو ہی ختم الانبیاء

(الفضل انٹرنیشنل صفحہ 16 جون 2000ء تا 22 جون 2000ء صفحہ 2)

☆انبیاء کیلئے مہر — ے بمعنی مہر

دَرمدح قرآنِ کریم

قرآنِ پاک جہان میں تو وہ بے مثال کتاب ہے
جو کمالِ حسن و جمال میں فقط آپ اپنا جواب ہے

تری سُورتوں میں تجلیاتِ ربُوبیت کا ظہور ہے
ترے لفظ لفظ میں نور ہے ترے حرف حرف میں آب ہے

تری بسملہ بھی عجیب ہے کہ جو برکتوں کی کلید ہے
جو عمل ہو اپنا اعوذ پہ تو وہ شیطنت پہ شہاب ہے

تری فاتحہ کا وجود بھی ترا معجزہ در معجزہ
تُو لباب سارے علوم کا تو یہ تیرا لُبِّ لباب ہے

شاداب ہے دلِ زندگی تری آب یاری کے فیض سے
تری آب یاری اگر نہ ہو تو یہ زندگانی سراب ہے

تیری آیہ آیہ کے ربط میں ترے امر و نہی کے ضبط میں
مری زندگی کا ہے ضابطہ مری بندگی کا نصاب ہے

کبھی شرق میں کبھی غرب میں تیری رحمتوں کی ہیں بارشیں
ہے جہاں جہاں پہ کرم تیرا ہمہ گیر تیرا سحاب ہے

جو نہ پی سکا وہ نہ جی سکا، جو نہ جی سکا وہ نہ پی سکا
صفتِ دوگونہ سے متّصف تری زندگی کی شراب ہے

تو کلامِ ربِّ خبیر ہے تو نشانِ شانِ قدیر ہے
تِرا کر سکے جو معارضہ بھلا کس غریب کی تاب ہے

تِرا ایک یہ بھی کمال ہے کہ مقطّعات کی ذیل میں
تِری امّتِ اسلام کی دوؔ نشأتوں کا حساب ہے

مجھے رحم آتا ہے اے ظفؔر ان بے نصیبوں کے حال پر
جو جہاں میں آج ذلیل ہیں اور پاس ایسی کتاب ہے

(روزنامہ الفضل 6 دسمبر 2006ء صفحہ 2 نیز ''کلام پاک نمبر 13 دسمبر 2007ء سالانہ نمبر 26)

نذرانۂ عقیدت

بحضور امام آخر الزّمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ملّتِ بیضا مبارک تجھ کو رعنائی تری
بعد اک مدّت کے ہے امید بر آئی تری

اے مسیحِ وقت قرباں جاؤں تیرے نام پر
معجزے کیا کیا دکھاتی ہے مسیحائی تری

دُور سے آیا ہے تُو اور دیر سے آیا ہے تُو
بعد صدیوں کے ہمیں صُورت نظر آئی تری

گاہ ڈھونڈا آسماں پر گاہ غاروں میں تجھے
تھی تری آمد سے پہلے خلق شیدائی تری

کل جو شیدائی تھے اب وہ مبتلائے وہم ہیں
زعم سے ان کے کہیں برتر ہے رعنائی تری

جو سمجھتے تھے تجھے روشن ستارے کی طرح
اے خورِ تاباں انہیں گرمی نہ راس آئی تری

غوطہ زن ہو جس قدر بھی عقل پا سکتی نہیں
قلزمِ عرفان! گہرائی نہ پہنائی تری

جو بشر نادان ہیں لقمان بن جائیں سبھی
ڈال دے گر عکس اپنا اُن پہ دانائی تری

اے خدا کے شیر اے اسلام کے بطلِ جری
لرزہ بر اندام ہیں ہیبت سے عیسائی تری

کم ہے کیا یہ معجزہ مُردے ہزاروں جی اُٹھے
قُم بِاِذْنِ اللہ کی جونہی صدا آئی تری

چند مُردے ابنِ مریم نے کیئے زندہ تو کیا
ایک عالم کر گئی زندہ مسیحائی تری

یُوسفِ آخر زماں آئے گی آخر وہ گھڑی
سر جھکا کر مان لیں گے برتری بھائی تری

تجربہ ہے بار ہا کا آپ ہی رُسوا ہوُا
یا مسیح اللہ! چاہی جس نے رُسوائی تری

چودھویں کا چاند بھی تجھ کو نظر آتا نہیں
ہم نشیں میں کیا کروں ہے ختم بینائی تری

بادشاہوں سے ہے افضل وہ گدائے بے نَوا
مِل گئی ہے جس کو اے احمد پذیرائی تری

نُور سے تیرے منوّر ہو گیا قلبِ ظفرؔ
اَے خُدا کے نُور جب سے روشنی پائی تری

(روزنامہ الفضل مسیح موعود نمبر 21 مارچ 1979ء صفحہ 6)

حضرت بانی جماعت احمدیہ کی تصویر دیکھ کر

عکسِ جمیل و صورتِ زیبا و باوقار
پڑتی ہیں کیوں نگاہیں میری تجھ پہ بار بار

دنیا میں ہم نے دیکھے بہت خوبرو مگر
صورت تیری ہے صنعتِ صانع کا شاہکار

تیری جبیں پہ حُسنِ ازل کی تجلیاں
طلعت سے تیری نورِ صداقت ہے آشکار

دنیا سے بے نیاز نگاہیں جُھکی جُھکی
غضِ بصر کے حُسن کی تفسیر شاندار

آقا تری دُعاؤں سے وہ دن قریب ہیں
تیری جھکی نگاہوں کو ہے جن کا انتظار

اسلام غالب آئے گا دنیا میں عنقریب
دجال کو ہے آج تلاش رہ فرار

اب ساعتِ ہلاکتِ باطل قریب ہے
یاجوج بے قرار ہے ماجوج بے قرار

مغرب کے بت کدوں میں قیامت ہوئی بپا
تثلیث ہوتی جاتی ہے توحید کا شکار

(روزنامہ الفضل 25 جولائی 1979ء صفحہ 2)

چودھویں کے چاند کو دیکھ کر

اے چودھویں کے چاند قسم تیرے نُور کی
تمہید بن گیا ہے تو آج اک سرور کی

وہ چودھویں کا چاند کہ احمد ہے جس کا نام
آئی ہے یاد تجھ سے مجھے آنحضورؐ کی

اے چاند تو بھی شرق میں آ کر ہوُا تمام
مشرق ہی اس کی سمت ہے اتمامِ نور کی

اس چودھویں کے چاند سے اے چودھویں کے چاند
نسبت تجھے ضرور ہے لیکن ہے دُور کی

جس چودھویں کی رات میں تجھ کو ملا کمال
وہ چودھویں کی رات ہے، اس کے ظہور کی

احمد وہ ماہتاب محمدؐ وہ آفتاب
لاکھوں تجلیاں ہیں جہاں کوہِ طُور کی

ان کے ہی نُورِ پاک سے تاریکیاں چھٹیں
الحاد و کفر و شرک کی بدعات و زور کی

رُوحانی روشنی ہو کہ جسمانی روشنی
روشن ہیں روشنی سے فقط آنحضورؐ کی

اے عالم الغیوب تجھے کیا خبر نہیں
جو کیفیت ہے میرے دلِ ناصبور کی

کیا چیز ہیں خطائیں مِری اے مِرے خدا!
رکھ لاج اپنے نامِ رحیم و غفور کی

یا رب تو میری ساری خطائیں معاف کر
کر دُور میل دل سے مرے ہر قصُور کی

جو کل کو آج دیکھ سکے وہ نگاہ دے
دے منزلیں سمیٹ سنین و شہور کی

دیوانگیٔ عشق کی ہوں مستیاں عطا
ہشیاریاں معاف ہوں عقل و شعور کی

احمد کے عاشقوں میں ظفرؔ کا بھی نام ہے
اُڑتی خبر سُنی ہے زبانی طیُور کی

(روزنامہ الفضل 26 دسمبر 1954ء جلسہ سالانہ نمبر صفحہ 14)

در مدح حضرت مصلح موعودؓ

اے تخیل گر رسائی پر تجھے کچھ ناز ہے
تا سرِ عرشِ بریں تیری اگر پرواز ہے
شاخ ہائے سدرہ پر گر تو نشیمن ساز ہے
عالمِ ملکوت سے تو کچھ اگر ہم راز ہے
تو مرے محمود کے احسان کی تصویر کھینچ!
نقش ان کے حسن کا در پردۂ تحریر کھینچ!

پنجۂ تسخیر سے بالا مہِ کامل نہیں
توڑنا تارے فلک کے یہ کوئی مشکل نہیں
غیر ممکن کچھ بیانِ جذبہ ہائے دل نہیں
اور بیروں از احاطہ بحرِ بے ساحل نہیں
پر احاطہ مردِ کامل کا بہت دشوار ہے
یہ وہ نکتہ ہے جہاں ادراک بھی لاچار ہے

دیدۂ ظاہر میں اے محمود اک انساں ہے تُو
اہلِ دل کی دید میں پر بحرِ بے پایاں ہے تو
صورتِ زیبا میں اپنی یوسفِ کنعاں ہے تو
سیرت حسنہ میں اپنی مظہرِ رحماں ہے تو

احمدِ مُرسل کے ثانی حسن میں احسان میں
خوبیاں تجھ سی نہیں ہرگز کسی انسان میں

تُو مقدس باپ کے ہم رنگ اے محمود ہے
نصرتِ اسلام روحِ والد و مولود ہے
یہ حقیقت وہ ہے جو خود شاہد و مشہود ہے
لا جرم لا ریب تو ہی مصلحِ موعود ہے

دیر سے آیا ہے تُو اور دُور سے آیا ہے تُو
یعنی اِک نورِ ازل کے نور سے آیا ہے تُو

حضرتِ احمد سے پہلے تین تھے ایسے بشر
حق تعالیٰ کی بشارت سے ملے جن کو پسر
حضرت ابراہیمؑ اول دوم یحییٰؑ کے پدر
سوم مریمؑ محصنہ جس پر تھی مولیٰ کی نظر

تیری پیدائش نے احمد کو کھڑا ان میں کیا
ہیں یہی وہ تین جن کو چار تُو نے کر دیا

ارضِ ربوہ پر ہیں جب سے آپ جلوہ گر ہوئے
اس کے ذرے جگمگا کر ہم سرِ اختر ہوئے
آپ کی ہمت سے ہی آباد اجڑے گھر ہوئے
اور قائم از سرِ نو مرکزی دفتر ہوئے

بالیقیں اپنی اولوالعزمی میں تو اک فرد ہے
اے خدا کے شیر! تو اک آسمانی مرد ہے

تیرے دم سے اے مسیحی روح فاروقی دماغ
خانہ اسلام کا روشن ہوا دھندلا چراغ
عاشقانِ ملتِ احمد کے دل ہیں باغ باغ
دشمنانِ تیرہ باطن کے ہیں سینے داغ داغ

حق نے باندھا ہے ترے سر سہرۂ فتح و ظفر
اے بشیر الدین محمود احمد و فضلِ عمر

(ماہنامہ مصباح ربوہ مارچ 1954ء صفحہ 17 نیز روزنامہ الفضل مصلح موعود نمبر 17 فروری 2012ء صفحہ 4)

نوٹ: یہ نظم سلور جوبلی کے موقع پر قادیان میں پڑھی گئی۔ نیا مرکز ربوہ بننے کے بعد اس نظم میں مولانا نے چند اشعار کا اضافہ کیا۔ اب اسے مکمل شائع کیا جا رہا ہے۔

خدا حافظ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی یورپ کو روانگی

ہمیں تیری فرقت گوارا نہیں ہے
مگر ہے گوارا کہ چارا نہیں ہے

خدا کی حفاظت میں جاؤ کہ جس سے
کوئی بڑھ کے حافظ تمہارا نہیں ہے

چلی سُوئے مغرب ہے رحمت خدا کی
کہ مشرق کا اس پہ اجارا نہیں ہے

مسلماں زمیں پر ہے نائب خدا کا
نیابت کی حد اور کنارا نہیں ہے

یہ مشرق یہ مغرب ہیں سارے ہمارے
فقط ایشیا ہی ہمارا نہیں ہے

وہ مغرب کہ صدیوں سے جس میں خدا نے
کوئی برگزیدہ اتارا نہیں ہے

چلا ہے وہاں پھر مسیحا کا وارث
خدا نے اُسے بھی بسارا نہیں ہے

شکایت تھی عیسائیوں کو خدا سے
کہ کیوں ابن مریم اُتارا نہیں ہے

ہے احمد ہی موعودِ اقوامِ عالم
کوئی اور منجی تمہارا نہیں ہے

اسے مان لو گے تو پاؤ گے برکت
اطاعت میں اس کی خسارا نہیں ہے

چلا چاند اپنے ستاروں کو لیکر
مجاہد کو منزل گوارا نہیں ہے

خدایا محافظ ہے تو ہی سبھی کا
سوا تیرے کوئی ہمارا نہیں ہے

ظفرؔ دردِ فرقت اُٹھانا پڑے گا
یہ وہ درد ہے جس کا چارا نہیں ہے

(روزنامہ الفضل 26 مارچ 1955ء صفحہ 5)

تیرے بغیر رُوحِ جماعت اُداس ہے

اے آفتابِ حُسن ترے حُسن کے بغیر
دُنیائے مہر و عشق نہایت اُداس ہے

ربوہ کی سرزمیں میں وہ رونق نہیں رہی
مسجد اُداس قصرِ خلافت اُداس ہے

منبر پہ ترے جلوۂ دیدار کے لئے
وہ گردنوں کے اٹھنے کی عادت اُداس ہے

کتنی کسی خطیب کی تقریر ہو عجیب
تیرے بغیر ذوقِ سماعت اُداس ہے

باقی نہیں نماز میں بھی وہ سرور و ذوق
محراب بے قرار امامت اُداس ہے

اے چشمۂ مسّرتِ ارواحِ قدسیاں
تیرے بغیر رُوحِ جماعت اُداس ہے

مجھ کو قسم ہے لذّت ایّامِ وصل کی
اب صابروں کے صبر کی طاقت اُداس ہے

بے شک مسیحؑ مغرب مُردہ ہے تُو مگر
مشرق میں زندگی کی حرارت اُداس ہے

جز وصلِ یار چین میسر نہیں ظفؔر
اس زندگی کی جو بھی ہے ساعت اُداس ہے

(روزنامہ الفضل 4راگست 1955ء صفحہ 2 نیز 23 مئی 2014ء خلافت نمبر صفحہ 13)

در مدح حضرت مصلح موعودؓ

جس کی اخبار احادیث میں صدیوں سے رقم

جس کا مذکور ہے قرآن میں قرآں کی قسم

جس کی احمد نے ہمیں دی تھیں بشارات اہم

مظہرِ حق و عُلا نورِ خُدا فخرِ اُمم

ہم میں موجود وہی مصلحِ موعود ہے آج

مسند آرائے خلافت وہی محمود ہے آج

رُخ پہ وہ جلوۂ انوار کہ حیران قمر

لب پہ وہ طاقتِ گفتار کہ جادو کا اثر

دل ہے وہ مخزنِ اسرار کہ قُربان گُہر

من میں وہ قوتِ کردار کہ بالائے بشر

بعد صدیوں کے مِلا گوہرِ مقصود ہمیں

الحمدللہ ملی نوبتِ محمود ہمیں

کھینچ سکتا نہیں محمود مَیں تصویر تری

کھینچتی دامنِ دل ہے مرا تقریر تری

اِک کرامت ہے کہ اعجاز ہے تحریر تری

حُسنِ قرآن کی تصویر ہے تفسیر تری

حق نے بخشے ہیں تجھے ظاہر و باطن کے علوم

چار اقصائے جہاں میں تیرے عرفان کی دُھوم

کتنے فتنے ہیں بھیانک کہ مٹائے تُو نے

کتنے دشمن ہیں کمینے کہ بھگائے تُو نے

کتنے سوئے ہوئے انسان جگائے تُو نے

کتنے ہیں غرق ضلالت کہ بچائے تُو نے

کھول دیتا ہے گرہ ناخن تدبیر ترا

چین لیتا ہی نہیں جذبۂ تعمیر ترا

وہ اُولوالعزم کہ مشکل ہے ملے جس کی مثال
صدیوں کا کام لیا آپ نے سالوں میں نکال
صاحبِ شان و شکوہ جامعِ احسان و جمال
حق تعالیٰ نے دیا آپ کو ہر ایک کمال
احمدی دور کے آغاز کو پایا ہم نے
لِلّٰہ اَلْحَمْد کہ بگڑی کو بنایا ہم نے

(ماہنامہ خالد خلافت نمبر مارچ 1955ء صفحہ 9)

نوٹ: سابقہ ایڈیشن میں یہ نظم نامکمل تھی اب اسے مکمل شائع کیا جارہا ہے۔

رُودِ چناب پر حضرت مصلح موعودؓ کی سیر

(جو حضور کے سامنے پڑھی گئی)

رودِ چناب رحمتِ پروردگار دیکھ
کتنے ہیں خوش نصیب یہ تیرے کنار دیکھ
پرچم اُڑے گا جس کی ظفر کا جہان میں
اُترا تِرے کنارے ہے وہ شہسوار دیکھ
دیکھے ہیں تیری آنکھ نے لاکھوں حسین سِین
منظر مگر ہے آج کا کیا شاندار دیکھ
وابستہ تیرے نام سے ہے داستانِ عشق
اس داستانِ عشق کی رنگیں بہار دیکھ
محمود غزنوی کا تعارف تجھے نصیب
محمودِ احمدی کا رُخِ تابدار دیکھ
اُس غزنوی کے ساتھ تھی تلوار کی چمک
اِس احمدی میں نورِ خُدا آشکار دیکھ

ٹوٹی ہوئی ہے تیری بھی زنجیرِ مَوج آج
یعنی اسیر ہونے لگے رُستگار دیکھ

صدیوں کی انتظار نے بخشا ہے یہ گُہر
ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ

مدّت سے ہے اسیرِ کمندِ ہَوا ظفؔر
آقا بچشمِ لُطف اِدھر ایک بار دیکھ

(روزنامہ الفضل 16 جنوری 2015ء صفحہ 2)

حضرت مصلح موعود کا ایک پیغام پڑھ کر

اے آنکہ ہے عزیز ہمیں جاں سے تیرا نام
سایہ رہے سروں پہ ہمارے تِرا مدام

پیغام کل دیا ہے جو ہم کو حضور نے
تازیست ہم نہ بھُولیں گے یہ آپ کا پیام

لبیک عرض کرتے ہیں اس کے جواب میں
صدق و وفا کی رُوح سے سرشار یہ غلام

کم مایہ ہیں جہاں میں اگر ہم تو کیا ہوُا
ضامن ہے کامرانی کا اپنی خدا کا نام

وابستگیٔ ذیلِ خلافت کے فیض سے
پیدا نئی زمین کریں گے نیا نظام

لڑتے رہیں گے کفر سے لڑتے رہیں گے ہم
حجت کی لے کے ہاتھ میں شمشیر بے نیام

کل جس نے آدمی کو نکالا تھا خُلد سے
اب لیں گے اس سے احمدی گِن گِن کے انتقام

ہر ظلم کو مٹائیں گے دُنیا سے اس طرح
ظلمت کو چھانٹ دیتا ہے جیسے مہِ تمام

منوائیں گے صداقتِ اسلام اس طرح
خود فلسفی کہیں گے بصد عجز و احترام

قرآن کے معارفِ صافی کے سامنے
مغرب کا فلسفہ ہے فقط اک خیالِ خام

منوائیں گے جہان سے منوائیں گے ضرور
آقا ترے حبیبؐ کے لولاک کا مقام

جب تک نہ ہو گا پرچمِ اسلام سربلند
سمجھیں گے اپنی زیست کو اپنے لئے حرام

آقا یقین جانئے اللہ کی قَسم
ضائع کبھی نہ جائے گا یہ آپ کا پیام

یا رب تو التجائے ظفؔر کو قبول کر
محمود کو شفا دے تو یاشافی و سلام

(روزنامہ الفضل خلافت نمبر 26 مئی 1959ء صفحہ 8)

حضرت امیر المومنین سے التجا

اے آنکہ نورِ حق ہو معارف کی کان ہو
وے آنکہ حُسن و عشق و محبت کی جان ہو

مانا کہ تم ہو کشتیٔ مُسلم کے ناخدا
سالارِ کاروانِ مسیحؑ الزّمان ہو

مانا کہ آج چشمۂ آبِ بقا ہو تم
پانی سے جس کے زندہ ہوا اک جہان ہو

مانا کہ مثلِ نام ہے محمود تیرا کام
پاتے تم اپنی ذات میں ہر ایک شان ہو

پر تیری ان صفات کا کیا فائدہ اُسے
دردِ فراقِ یار سے جو نیم جان ہو

اِک میری التجا ہے اگر مان لو اُسے
لِللہ مان لو کہ بڑے مہربان ہو

وہ شمعِ حُسن جس کا ہے پروانہ دل ترا
میرے بھی طُورِ دل پہ وہ آتش فشان ہو

اور شک اگر ہو اس کو مری تابِ دید میں
تو مختصر تجلی سے ہی امتحان ہو

دشوار گر ہو دید تو گفتار ہی سہی
چہرہ نہیں دکھاتے تو گویا زبان ہو

ہائے وہ اپنی ہستیٔ باطل کو کیا کرے
جس پر کہ مہربان ہی نامہربان ہو

آقا اُسے خدا سے ملا دو تو بات ہے
جو مجھ سا پر شکستہ ہو اور نیم جان ہو

تازیست مَیں نہ بھولوں گا احسان کو ترے
گر تیری مہربانی سے وہ مہربان ہو

محرومِ وصلِ یار کو غربت ہے ہر وطن
مکّہ ہو یا مدینہ ہو یا قادیان ہو

ملتا نہیں کسی سے وہ دلدار اے ظفرؔ
جب تک نہ اس کی راہ میں قربان جان ہو

(روزنامہ الفضل قادیان 4 ستمبر 1936ء صفحہ 2)

نوٹ: سابقہ ایڈیشن میں یہ نظم نامکمل تھی اب اسے مکمل شائع کیا جارہا ہے۔

دیارِ افریقہ

1970ء

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی پہلی بار افریقہ روانگی)

نگاہِ رحمتِ پروردگارِ افریقہ
ہے خاص طور پہ سوئے دیارِ افریقہ

خدا کا شکر ہے بے حد کہ کٹ گئی آخر
شبِ دراز شبِ انتظارِ افریقہ

امامِ وقت کو اپنے دیار میں پاکر
خوشی سے جھوم رہے ہیں خیارِ افریقہ

زہے نصیب کہ ہم میں امامِ وقت آیا
خوشا نصیب کہ آئی بہارِ افریقہ

یہی امام ہے ماٰویٰ ضعیف قوموں کا
پناہِ عالمیاں، غمگسارِ افریقہ

کبھی نہ اِتنے مُبارک تھے عہدِ ماضی میں
کہ جتنے آج ہیں لَیل و نہارِ افریقہ

خدا کے بندے ہیں گورے ہوں یا کہ ہوں کالے
صدا یہ دیتے ہیں لیل و نہارِ افریقہ

ہزار زور لگائیں سفید فام مگر
بلند ہو کے رہے گا منارِ افریقہ

دیارِ حبش میں آ کر امانِ جاں پاکر
بڑھا گئے ہیں صحابہ وقارِ افریقہ

ہمارے سیّد و مولیٰ سیاہ فام بلالؓ
بسا گئے ہیں دلوں میں پیارِ افریقہ

خدا کرے کہ لوائے بلالؓ کے نیچے
قرار پائے دلِ بے قرارِ افریقہ

ظفرؔ قریب ہیں وہ دن کہ احمدی ہوں گے
دیارِ مشرق و مغرب دیارِ افریقہ

(روزنامہ الفضل 23/اپریل 1970ء صفحہ 2 و 28 دسمبر 2004ء سالانہ نمبر)

اَھْلًاوَّ سَھْلًا وَّ مَرْحَبًا

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی افریقہ سے کامیاب مراجعت پر)

آقا ہمارے اَھْلًا و سَھْلًا و مَرْحَبًا
کیا خوب کام کر کے دکھایا حضور نے

آواز تھی حضور کی یا نفخ صُور تھا
دنیا کو روزِ حشر دکھایا حضور نے

بنیاد کفر و شرک کی جس سے لرز گئی
توحید کا وہ نعرہ لگایا حضور نے

جو جاگتے تھے اُن کو ہوئی روشنی عطا
جو سو رہے تھے اُن کو جگایا حضور نے

قلب و نظر پہ چھا گئیں جس کی تجلیاں
اسلام کا وہ نُور دکھایا حضور نے

کچھ بھی نہیں ہے فرق سفید و سیاہ میں
انسان کو سبق یہ پڑھایا حضور نے

مستِ اَلَسْت روحوں کو بیدار کر دیا
خالق کو خلق سے ہے ملایا حضور نے

دنیائے رنگ و بُو نے تھا سمجھا جنہیں حقیر
سینے سے اپنے ان کو لگایا حضور نے

اللہ کرے کہ اور بھی یہ سرفراز ہو
اسلام کا عَلَم جو اٹھایا حضور نے

ممکن نہ تھا کہ صدیوں میں انجام پا سکے
جو کام آج کر کے دکھایا حضور نے

کرتے ہیں رشک آقا! تری شان پر ملک
وہ رُتبہ بلند ہے پایا حضور نے

ہر دم رہے حضور کے سر سہرۂ ظَفَر
ملّت کی شان کو ہے بڑھایا حضور نے

(روزنامہ الفضل 20 جون 1970ء صفحہ 5)

خوش آمدید

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی افریقہ سے کامیاب مراجعت پر)

ربوہ کی سر زمین کی دولت تمہی تو ہو
حُسن و جمال و شوکت و عظمت تمہی تو ہو
وابستگیٔ رُوحِ جماعت تمہی تو ہو
حِصنِ حصین و یُمن و سعادت تمہی تو ہو
اے زینتِ سریرِ خلافت خوش آمدید

ہے آپ کا وجود ہی اس باغ کی بہار
رخصت ہوئے جو آپ تو رخصت ہؤا قرار
ہر دم دُعائے خیر تھی ہر آن انتظار
شکرِ خدا کہ آ گئی پھر باغ میں بہار
اے آنکہ آمدی بہ سلامت خوش آمدید

فطرت ہو جس کی نُورِ نبوت سے مستنیر
ممکن نہیں کہ سمجھے کسی کو کبھی حقیر
اپنے گلے لگایا انہیں تُو نے اے امیر
دل دادگانِ رنگ نے سمجھا جنہیں حقیر
اے پیکرِ خلوص و محبت خوش آمدید

رحمت خدائے پاک کی تجھ پر ہو اے امام
پہنچایا شرق و غرب میں اسلام کا پیام
کوئی سیاہ فام ہو یا سفید فام
دی روشنی سبھی کو مثالِ مہِ تمام
اے ماہِ آفتابِ رسالت خوش آمدید

کس شان سے ہے ناصرِ احمد میں جلوہ گر
''بِالرُّعبِ قَدْ نُصِرْتُ'' کا مضمون اے ظفرؔ
مرعوب ہو ہی جاتا ہے ملتا ہے جو بشر
دیتا نہیں سہارا کسی کو بھی زور و زر
اے صاحبِ وجاہت و عظمت خوش آمدید

(روزنامہ الفضل 27 جون 1970ء صفحہ 4)

مَیں کون ہوں؟

ایک دن حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اپنی احمد نگر کی اراضی پر تشریف لائے تو خاکسار بھی حاضر خدمت ہوا۔ حضور نے مجھے دیکھتے ہی (شاید میری کمزور نگاہوں کا امتحان لینے کے لئے) ازراہِ خوش طبعی فرمایا۔ ''میں کون ہوں؟'' ذیل کے اشعار حضور کے اس سوال کے جواب میں پیش کئے گئے۔

کیا بتاؤں مَیں کہ حضرت کون ہیں
مِلّتِ اسلامیہ کے عَون ہیں

بدؔر میں جو دین کو نُصرت ملی
آپ ہیں اس دَور میں نصرت وہی

آپ ہیں وہ رہنمائے قافلہ
حق نے جس کا نام رکھا نافلؔہ

جانشینِ حضرتِ محمود ہیں
وارثِ موعود بن موعود ہیں

آپ بھی اک چودھویں کے چاند ہیں
جس کی تابانی سے انجم ماند ہیں

احمد و محمود و ناصر خوش خصال
ہیں سبھی ابنائے فارس کے رجال

آپ کی عظمت کی شاہد طالمود
معترف تھی آپ کی قومِ یہود

یا کریم ابن الکریم ابن الکریم
اَنْتَ تَھْدِیْنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم

مَیں تو ہُوں بس اِس قدر ہی جانتا
اس سے بڑھ کر کچھ نہیں پہچانتا

بے بَصَر ہے ہر بشر مثلِ ظفؔر
دوسروں کے حالِ دل سے بے خبر

قوم کے سر پر ہو سایہ آپ کا
جانتا ہے حق ہی پایہ آپ کا

(روزنامہ الفضل 6 نومبر 1982ء صفحہ 5)

عزمِ وفا

یہ ممکن ہے کہ اس اُلٹے زمانے میں کوئی مجنوں
بگڑ کر اپنی لیلیٰ سے کبھی بیزار ہو جائے

یہ ممکن ہے کوئی بُلبُل خلاف اپنی طبیعت کے
گلوں سے دشمنی رکھ کر نثارِ خار ہو جائے

یہ ممکن ہے طوافِ شمعِ تاباں چھوڑ پروانہ
اسیرِ زلف لیلائے شبانِ تار ہو جائے

یہ ممکن ہے کہ ماہی مسکنِ آبی سے گھبرا کر
شہیدِ جستجوئے رفعتِ کوہسار ہو جائے

یہ ممکن ہے کہ پانی چھوڑ کر اپنی برودت کو
حرارت میں بدل جائے سراسر نار ہو جائے

یہ ممکن ہے کوئی نوشیرواں سا حاکمِ عادل
عدالت چھوڑ دے اور ظلم میں سرشار ہو جائے

یہ ممکن ہے کوئی ہٹلر عدوِّ جرمنی بن کر
کسی انگریز دشمن کا علم بردار ہو جائے

یہ ممکن ہے کوئی محمود شانِ بے نیازی میں
ایازِ با وفا سے برسرِ پیکار ہو جائے

غرض سب کچھ یہ ممکن ہے مگر یہ ہو نہیں سکتا
کہ احمد کی جماعت کا ظفرؔ غدّار ہو جائے

(ہفت روزہ بدر قادیان 18/اکتوبر 2001ء صفحہ 12 نیز روزنامہ الفضل خصوصی اشاعت
20 مارچ 2007ء صفحہ 13)

جذباتِ ظفرؔ

خدا کی رہ میں ذلیل ہونا اور اس کی رہ میں فقیر ہونا
یہی تو عزت ہے عاشقوں کی یہی ہے ان کا امیر ہونا

وزیر بننے کی مجھ کو خواہش نہ چاہتا ہوں سفیر ہونا
مجھے تو بھاتا ہے میرے پیارے ترے ہی در کا فقیر ہونا

مِری فقیری مجھے امیری، مِری گدائی ہے مجھ کو شاہی
رہے تمہیں منعمو مبارک! امیر ہونا کبیر ہونا

عزیز ہوں گر نگہ میں تیری تو مجھ کو منظور ہے خوشی سے
بچشمِ دنیائے بے حقیقت ذلیل ہونا حقیر ہونا

مَیں دینِ احمدؐ پہ جان و دل سے کروں گا قربان ذرّہ ذرّہ
مگر یہ ہے شرط میرے پیارے کہ تو بھی میرا نصیر ہونا

کبھی بشارت وصال کی دی کبھی مجھے ہجر سے ڈرایا
سمجھ میں آیا ہے اس طرح بھی ترا بشیر و نذیر ہونا

مزا تو جب ہے حضورِ انور کہ دل ہمارا بھی ہو منوّر
اگرچہ ہے ہر طرح مسلّم ترا سراجِ منیر ہونا

کٹھن ہے عشق و وفا کی منزل تڑپ رہے ہیں ہزار ہا دل
قسم تجھے تیری حُسنِ کامل ذرا مرے دستگیر ہونا

اگر نہیں آتشِ محبت تو خاک ہے زندگی کی لذّت
عجیب نعمت ہے اس جہاں میں ظفرؔ کسی کا اسیر ہونا

(ماہنامہ مصباح ستمبر 1951ء صفحہ 9)

میری آرزو

"عالمِ باعمل و عاشقِ قرآن بنوں"

آرزو ہے یہ کسی کی کہ سخندان بنوں
ناقۂ عشق و محبت کا حُدی خوان بنوں

کوئی کہتا ہے کہ بَن جاؤں مقرر اچھا
دھاک تقریر کی ہو ثانیٔ سَحبان بنوں

ہے تمنا یہ کسی کی کہ سیاست میں بڑھوں
رہنما قوم کا، ملّت کا نگہبان بنوں

کوئی کہتا ہے کہ اے کاش ہو شہرت حاصل
جس کا ہر گھر میں ہو چرچا مَیں وہ انسان بنوں

کوئی کہتا ہے کہ مل جائے خزانہ مجھ کو
مال و دولت ہو بہت صاحبِ سامان بنوں

کوئی کہتا ہے کہ مل جائے حکومت مجھ کو
سکّہ چلتا ہو مِرا صاحبِ فرمان بنوں

آرزو ہے یہ کسی کی کہ بڑھوں حکمت میں
بُو علی سِینا بنوں ہمسرِ لقمانؑ بنوں

کوئی کہتا ہے کہ بن جاؤں مَیں ایسا شہزور
رُستمِ وقت نہیں، رُستمِ ازمان بنوں

الغرض جتنے ہیں دل اُتنی تمنائیں ہیں
ہے خلاصہ یہ سبھی کا کہ مَیں ذیشان بنوں

ہاں میرے دل میں بھی ہے ایک تمنا مولیٰ
وہ اگر پوری ہو تو بندۂ احسان بنوں

آرزو تیرے ظؔفر کی ہے یہی بچپن سے
عالمِ باعَمل و عاشِقِ قرآن بنوں

(ماہنامہ الفرقان سالانہ نمبر نومبر، دسمبر 1951ء صفحہ 43)

مقامِ توکّل اور دُعا

اب میرے دردِ دل کی نہ کوئی دوا کرے
یہ درد لا دوا ہے مگر ہاں دُعا کرے

وہ مُرغِ پر شکستہ جو اُڑنے سے رہ چکا
رہ رہ کے گر زمیں پہ نہ تڑپے تو کیا کرے

فرمان تیرا خوب ہے ''اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ''
لیکن جو بے زباں ہو وہ کیونکر صدا کرے

ہمت نہ جس غریب میں ہو التجاء کی بھی
تُو ہی بتا کہ تجھ سے وہ کیا التجاء کرے

یا رب تو اُس کو اَور بھی اپنے قریب کر
جو میرے حق میں قُرب ترے کی دُعا کرے

احوالِ عُسر و یُسر دگرگوں نہ کر سکیں
بندہ ہر ایک حال میں بندہ رہا کرے

طُولِ اَمَل میں نفس مِرا مبتلا نہ ہو
راضی رہوں اسی پہ جو میرا خدا کرے

مَیں غیر کی جفاؤں کے شکوے کروں تو کیا
اے میرے دل جو تو ہی نہ مجھ سے وفا کرے

تدبیر بھی ہے قبضۂ تقدیر میں ظفؔر
مولیٰ تجھے مقامِ توکّل عطا کرے

(ماہنامہ الفرقان مئی 1959ء صفحہ 25 نیز روزنامہ الفضل 27 نومبر 1995ء صفحہ 2)

زندگی

اے اسیرِ مشکلاتِ پیچ و تابِ زندگی
آ بتاؤں تجھ کو مَیں تعبیرِ خوابِ زندگی

عالمِ ظاہر کے پیچھے ایک عالم اَور ہے
زندگی ہے درحقیقت اِک نقابِ زندگی

ہے وجود ذات باری منبعِ آب بقا
مستنیز اُس نور سے ہے ماہتاب زندگی

فلسفہ حائل ہے اس کی رفعتِ پرواز میں
عشق کے پَر ہوں تو اُڑتا ہے عقابِ زندگی

گر حریمِ قدس سے یہ رُوح نامحرم رہی
تا ابد پیچھا نہ چھوڑے گا عِقابِ زندگی

علم و دانش سے جمالِ زندگی مستور ہے
عِشق پیدا کر کہ اُٹھ جائے حجابِ زندگی

تُو نہ سمجھا ہے نہ سمجھے گا کبھی اے فلسفی
چھیڑتے ہیں کس طرح تارِ رُبابِ زندگی

آگے پیچھے دَوڑتے ہیں نفع وخُسر وعُسر و یُسر
گاہ خنداں گاہ گِریاں ہے سحابِ زندگی

دیکھتے ہی دیکھتے ہر نقش جاتا ہے بدل
ٹوٹنے بننے میں رہتا ہے حبابِ زندگی

زندگانی کی حقیقت کا اگر جویا ہے تُو
مکتبِ احمد سے لے درسِ کتابِ زندگی

زاہدا! تو انتظارِ جنتِ فردا میں ہے
مل رہا ہے نقدیاں اجر و ثوابِ زندگی

اس کی آب و تاب سے بینا بھی نابینا ہوئے
ہائے کیا ظالم ہے یہ موجِ سرابِ زندگی

بارگاہِ ایزدی میں تو اگر مقبول ہے
رُوح پرور کیف آور ہے شرابِ زندگی

خوابِ غفلت میں ہی اپنی عمر ساری کٹ گئی
صاف ہے اے محتسب اپنا حسابِ زندگی

روشنی میں تو پہنچ جا منزلِ مقصود تک
اے مسافر ڈھل رہا ہے آفتابِ زندگی

اے ظفرؔ اس رمز سے اکثر بشر ہیں بے خبر
طاعت و تقویٰ میں ہے حُسن و شبابِ زندگی

(روزنامہ الفضل 4 مئی 1968ء صفحہ 7)

دارِ فانی

بسکہ دُنیا یہ دارِ فانی ہے　　اس کی ہر چیز آنی جانی ہے
نوجوانوں سے چھِن گیا بچپن　　بوڑھوں سے چھن گئی جوانی ہے
اب یہ بچپن کبھی نہ آئے گا　　اب نہ آنے کی یہ جوانی ہے
دوستو ہو سکے تو کام کرو　　کام کرنے میں کامرانی ہے
مکّی مدنی کی داستان پڑھو　　سب سے خوش تر یہی کہانی ہے
زیست انساں کی بعد مرنے کے　　بن کے رہ جاتی اک کہانی ہے
یہ کہانی سنوار کر لکھ لو　　گر طبیعت میں کچھ روانی ہے
فکر کیجئے ابھی سے مرنے کی　　وہ گھڑی سخت ہے جو آنی ہے

(روزنامہ الفضل 7/اکتوبر 1990ء صفحہ 2)

شمع کے حضور پروانے

اے شمع دیکھ پھر ترے پَروانے آگئے
بندھن تمام توڑ کے دیوانے آگئے

دریا و بحر و کوہ و بیاباں کو پھاند کر
گِر پڑ کے تیرے در پہ ہیں مستانے آگئے

اہلِ زمیں نے چاہا پہنچنے نہ پائیں یہ
افلاک سے مَلک انہیں پہنچانے آگئے

اُڑ کر ہے کوئی پہنچا تو گھٹنوں کے بَل کوئی
چاروں طرف سے کیسے خدا جانے آگئے

ارضِ صہیبؓ سے کوئی ارضِ بلالؓ سے
دیکھو تو رنگا رنگ کے پَروانے آگئے

آنکھیں ہیں اشکبار تو لب پر درود ہے
عشاق تیرے لے کے یہ نذرانے آگئے

باندھے رہیں گے خدمتِ اسلام پر کمر
تیرے حضور عہد یہ دُہرانے آگئے

دیکھا تھا جس کو دُور سے چشمِ کلیمؑ نے
اس آگ سے دلوں کو یہ گرمانے آگئے

یہ وہ نشہ نہیں جسے تُرشی اُتار دے
نا محرموں کو راز یہ سمجھانے آگئے

ان عاشقوں کی مستی کا عالم تو دیکھئے
نام اپنا فردِ جُرم میں لکھوانے آگئے

دیکھو ذرا نظامِ خلافت کی برکتیں
گِردِ امام بکھرے ہوئے دانے آگئے

بھر دے گُلِ مراد سے اب ان کی جھولیاں
دامن ترے حضور یہ پھیلانے آگئے

ان کے گھروں کا آپ محافظ ہو اَے خدا
تیرے سپرد کر کے یہ کاشانے آگئے

ہیں کتنے خوش نصیب وہ عشاق اے ظفؔر
اپنے دلوں کی آگ جو بھڑکانے آگئے

(روزنامہ الفضل جلسہ سالانہ نمبر 26 دسمبر 1977ء صفحہ 4)

نوٹ: یہ نظم جلسہ سالانہ قادیان 2010ء میں تیسرے دن کے اجلاس میں پڑھی گئی۔
(بحوالہ ہفت روزہ بدر قادیان 6 تا 13 جنوری 2011ء صفحہ 18)

ربوہ ہے وہ چٹان جو ٹکرایا مٹ گیا

معاندین احمدیت کی طرف سے جب بھی احمدیت پر تحریر و تقریر کے ذریعہ کوئی اعتراض کیا گیا سلسلہ احمدیہ کے جید علماء کی طرف سے ہمیشہ ان کا مدلل و مسکت جواب دیا گیا۔ بعض دفعہ معاند شعراء نے جماعت احمدیہ کے خلاف اپنے بغض و نفرت کا اظہار نظموں کی صورت میں کیا تو جماعت کے شعراء نے نظم میں ہی اس کا جواب دیا۔ ذیل میں ہم ایسی ہی ایک نظم پیش کر رہے ہیں جو ایک معاند احمدیت آغا شورش کاشمیری[1] کی ایک نظم (مطبوعہ چٹان 23 جولائی 1973ء) کے جواب میں لکھی گئی جس میں اس نے کہا تھا کہ

"ربوہ مٹے گا قہر الٰہی سے بالضرور
تاخیر ہو گئی ہے خدا کے عذاب میں"

محترم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر کی یہ نظم اس کی باطل توقعات کے جواب میں ہے۔ (مدیر)

آغا ہے آج جانیئے کیوں پیچ و تاب میں
دل اس کا بے قرار ہے جاں اضطراب میں

کوئی یہ اس سے پوچھے کہ اے بے ادب بتا
گستاخیاں یہ کیسی ہیں ربوہ کے باب میں

آغا شورش کاشمیری نے یہ نظم 1973ء میں سیلاب آنے کے بعد لکھی

یہ کیا کہا کہ ربوہ بھی غرق ہو گا بالضرور
شاید تو بک رہا ہے خمارِ شراب میں

ربوؔہ تو وُہ مقام ہے جس کا کہ ذکر ہے
اے بے خبر حدیث☆ رسالت مآب میں

سارے جہاں کا ملجاً و ماویٰ یہی تو ہے
قومیں امان پاتی ہیں اس کی جناب میں

ربوؔہ ہے وہ چٹان جو ٹکرایا مِٹ گیا
اے بے بساط تُو ہے بھلا کس حساب میں

ربوؔہ ہی آج کشتیٔ طوفانِ نُوح ہے
آ جلد ہو سوار نہ ہو غرق آب میں

ربوؔہ کے پاؤں چُوم کے جاتا ہے یوں گزر
پاسِ ادب ہے گویا کہ آبِ چناب میں

نادان تیرے دل میں تعصب کی آگ ہے
تُو جل رہا ہے بُغض وحسد کے عذاب میں

اللہ تجھ کو چشمِ بصیرت عطا کرے
ہے یہ دُعا ظفؔر کی خدا کی جناب میں

(الفضل انٹرنیشنل 8 جولائی تا 14 جولائی 1994ء صفحہ 2)

☆ حَرِّزْ عِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ۔ میرے بندوں کو پہاڑی پر بچا کے لے جا۔

بَعض مظلوم احمدیوں کی زبان سے
جن کا بائیکاٹ کیا گیا

گر صداقت کی حمایت میں ہوئے برباد ہم
تو نگاہِ یار میں سمجھو ہوئے آباد ہم

سختیاں راہِ صداقت میں ہمیں محبوب ہیں
طالبِ شیریں نہیں تلخی کے ہیں فرہاد ہم

کر نہیں سکتا جسے مرعوب کوئی سنگ دل
رکھتے ہیں پہلو میں اپنے وہ دلِ فولاد ہم

اے خدا ہرگز کسی کے بُغض کی پرواہ نہیں
گر رہے تو شاد ہم سے اور تجھ سے شاد ہم

اور کیا معنی ہیں بائیکاٹ کے اس کے سوا
یہ کہ دنیا کی کشاکش سے ہوئے آزاد ہم

ہو گیا مسمار دل کا بُت کدہ اچھا ہؤا
خانۂ توحید کی رکھنے کو ہیں بنیاد ہم

ساری دنیا ہو خفا ہم سے تو کوئی غم نہیں
گر رہے تو یاد ہم کو اور تجھ کو یاد ہم

تا نہ ہو جائے کہیں ویران یہ گلشن تِرا
آہ تک بھرتے نہیں ہیں دیکھ اے صیّاد ہم

کانپ اُٹھے گا خدا کا عرش بھی جس سے ظفؔر
گر کریں گے تو کریں گے اس طرح فریاد ہم

(روزنامہ الفضل 29 جولائی 1989ء صفحہ 2)

اس کا ہے نام کفر تو کافر ہیں احمدی

ایمان ہے خدا پہ خدا کے رسولؐ پر
محکم یقیں ہے دین کے ہر اک اصول پر
دن رات محو رہتے ہیں تسبیح و حمد میں
روتے ہیں زار زار یہ ادنیٰ سی بھُول پر
اس کا ہے نام کُفر تو کافر ہیں احمدی

پابند جان و دل سے ہیں صوم وصلوٰۃ کے
قائل بصد خلوص ہیں حج و زکوٰۃ کے
جو کچھ زبان پر ہے وہی ان کے دل میں ہے
سچے ہیں اپنے قول کے پکّے ہیں بات کے
اس کا ہے نام کفر تو کافر ہیں احمدی

ختم الرُسلؐ کی شان کو پہچانتے ہیں یہ
بعد از خدا بزرگ انہیں مانتے ہیں یہ
تخلیقِ کائنات کی غایت وہی تو ہیں
اس راز کو سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں یہ
اس کا ہے نام کفر تو کافر ہیں احمدی

قرآن وہ کتاب ہے ان کی نگاہ میں
برتر ہے ہر کتاب سے جو عِزّ و جاہ میں
اس کی ہی روشنی میں اٹھاتے ہیں ہر قدم
مینارِ روشنی ہے جو سالک کی راہ میں
اس کا ہے نام کفر تو کافر ہیں احمدی

بیٹھا ہوُا بشر ہو کوئی آسمان پر
حیرت سی ان کو ہوتی ہے ایسے گمان پر
یہ مانتے نہیں ہیں کہ عیسیٰ مسیحؑ کو
حاصل یہ برتری ہے شہِ دوجہان پر
اس کا ہے نام کفر تو کافر ہیں احمدی

باندھے ہوئے ہیں خدمتِ اسلام پر کمر
قربان ہو رہے ہیں محمدؐ کے نام پر
ہرجا دیارِ کُفر میں بنتی ہیں مسجدیں
کرتے ہیں جاں نثار لٹاتے ہیں مال و زر
اس کا ہے نام کفر تو کافر ہیں احمدی

یہ آدمی نہیں ہیں مَلَک ہیں زمین پر
مامور ہیں جو خدمتِ دینِ متین پر
صدق و صفا کی مُہر ہے گویا لگی ہوئی
سجدوں کا جو نشان ہے ان کی جبین پر
اس کا ہے نام کفر تو کافر ہیں احمدی

(ہفت روزہ لاہور یکم دسمبر 1975ء صفحہ 9 نیز الفضل انٹرنیشنل 22 جولائی 1994ء صفحہ 2)

بھلا اس بوستاں پہ کیا خزاں آئے گی اے ناداں
کہ جس کے پھول جھڑتے ہی گلستاں ہوتے جاتے ہیں

مشکل ہے

سنے گا کوئی ہمارا پیام مشکل ہے
کہ ترکِ عیش و فنا کا مقام مشکل ہے

ہے جبر غیر پہ اسلام کی اگر تعلیم
وہ ہو جہان میں مقبولِ عام مشکل ہے

وہ ملک جس میں کہ آزادیٔ ضمیر نہ ہو
کرے گا اس کا کوئی احترام مشکل ہے

وہ ملک جس میں بہت سے ہوں مولوی اس کا
خلل پذیر نہ ہو انتظام مشکل ہے

پکڑنا سانپ کو گردن سے سہل ہے لیکن
خلافِ مرضیٔ واعظ کلام مشکل ہے

وہ مولوی جسے آتا نہ ہو وضو کرنا
بنے وہ سارے جہاں کا امام مشکل ہے

تجھے ہے یاد بھی اے سرزمینِ پاکستاں
کہ لوگ کہتے تھے تیرا قیام مشکل ہے

خدائے پاک کے بندوں پہ ہو ستم جس میں
وہ سَر زمین رہے نیک نام مشکل ہے

ملی رہی اگر احرار کو یہ حرّیت
تو حرّیت کا زمیں پر قیام مشکل ہے

خدا پہ رکھ کے نظر تُو کیے جا کام ظفرؔ
نہ شکوہ سنج کبھی ہو کہ کام مشکل ہے

(روزنامہ الفضل 26 دسمبر 1952ء جلسہ سالانہ نمبر صفحہ 16)

ترانۂ ناصرات

ہم احمدی بنات ہیں خدا کی ناصرات ہیں
رسولِ پاکِ مصطفیٰؐ کی دل سے خادمات ہیں
ہم احمدی بنات ہیں خدا کی ناصرات ہیں

ہے جس کے ہاتھ خیر و شر بنائے جس نے بحر و بَر
اسی پہ اپنی ہے نظر ہم اس کی عابدات ہیں
ہم احمدی بنات ہیں خدا کی ناصرات ہیں

خدائے پاک کی قسم اُٹھا کے دین کا علم
بڑھیں گی جو قدم قدم ہمیں وہ مومنات ہیں
ہم احمدی بنات ہیں خدا کی ناصرات ہیں

ہمارا جذبۂ جواں بسائے گا نیا جہاں
ابھی تو ہم ہیں بچیاں ابھی تو طالبات ہیں
ہم احمدی بنات ہیں خدا کی ناصرات ہیں

بلند اپنے حوصلے کٹھن ہیں گرچہ مرحلے
ہمارے پاک ولولے جمالِ کائنات ہیں
ہم احمدی بنات ہیں خدا کی ناصرات ہیں
طویل ہے اگر سفر تو کچھ نہیں ہمیں خطر
خدا ہے ضامنِ ظفؔر کہ ہم مجاہدات ہیں
ہم احمدی بنات ہیں خدا کی ناصرات ہیں

(ماہنامہ مصباح مارچ 1981ء صفحہ 6)

احمدی خاتون کے نام

اپنی بیگم کی زبان سے

اے عزیزہ احمدی خاتون سُن — تجھ کو کرتی ہوں نصیحت یاد رکھ
حضرتِ احمد کی بیعت تُو نے کی — ہر زماں مفہومِ بیعت یاد رکھ
پاک رکھ دامن کو اپنے شرک سے — شرک سے ہے حق کو نفرت یاد رکھ
کچھ خدا کے غیر سے مانگا نہ کر — اس میں ہے تیری ہی ذلّت یاد رکھ
رات دن ماں باپ کی خدمت میں رہ — ان کی خدمت ہے سعادت یاد رکھ
طاعتِ خاوند سے تو غافل نہ ہو — فرض ہے اسکی اطاعت یاد رکھ
اپنے بچوں کو بچا دوزخ سے تُو — تیرے قدموں میں ہے جنت یاد رکھ
آجکل سب نیکیوں کی جان ہے — دینِ احمد کی اشاعت یاد رکھ
جو شریعت میں نہ ہو اس کو نہ کر — یہ بھی ہے حکمِ شریعت یاد رکھ

آجکل کے چھوڑ دے رسم و رواج بیشتر ان میں ہے بدعت یاد رکھ
اپنے اخراجات میں مُسرف نہ بن یہ تو ہے شیطاں کی عادت یاد رکھ
اپنی بہنوں کی کبھی غیبت نہ کر یہ بہت گندی ہے عادت یاد رکھ
چادرِ عصمت کو اپنی پاک رکھ قیمتی جوہر ہے عصمت یاد رکھ
دل لگا ہرگز نہ اپنا غیر سے کر نہ خاوند سے خیانت یاد رکھ
تو امانت میں کبھی خائن نہ ہو فرض ہے حفظِ امانت یاد رکھ

اے رشیدہ تو بھی خود غافل نہ ہو
کوچ کر جانے کی ساعت یاد رکھ

(ماہنامہ مصباح جون 1981ء صفحہ 5)

بعض یورپین لیڈیز کو بُرقعے میں دیکھ کر

(بزبانِ اہلیہ ام)

اب طبائع میں ہے پیدا ہو رہا یوں انقلاب
جس طرح مشرق سے تا مغرب ہے جاتا آفتاب

دَورِ تاریکی گیا اب چاند پھر چڑھنے کو ہے
تین دن سے دیکھتی ہوں اِنسلاخِ ماہتاب

چھوٹنے والا ہے مغرب شرک کے پھندوں سے اب
اب سمجھتا جا رہا ہے خواب کو اپنے وہ خواب

یا وہ دن تھے نشۂ مَے میں وہ خود مخمور تھا
یا یہ دن آئے کہ چھڑواتا ہے اَوروں سے شراب

یا وہ دن تھے میرے برقعے پر تھے لگتے قہقہے
یا یہ دن ہیں پھرتی ہیں خود لیڈیاں پہنے نقاب

احمدِؐ قدُنی مَیں قُرباں جاؤں تیرے نام پر
کس قدر پیدا کیا ہے تو نے آکر انقلاب

(روزنامہ الفضل 29/ اکتوبر 2014ء صفحہ 2)

مقبول جہاں۔قادیان

اے مقدس سر زمیں اے قادیان
اے زمینِ محترم دارالاماں

اے پیارے ہم غریبوں کے وطن
اے ہماری جان کی روحِ رواں

اے کہ ہستی تھی تری گمنام تر
جانتا کوئی نہ تھا نام و نشان

کون سا وہ لعل پیدا کر دیا
ہو گئی جس سے تُو مقبولِ جہاں

بن گئے رستے ترے فجِّ عمیق
عشق میں پھنس کر گیا سارا جہاں

یہ شرف تجھ کو ملا اس ذات سے
جس کو کہتے ہیں مسیحائے زماں

عیسٰیِٔ ثانی لقب جس کا ہُوا
ہوگئی اس کے سبب ذی عزّ و شاں

ثانیٔ جنّت بنی جس کے طفیل
ہے غلامِ احمدِ آخر زماں

وہ جو مسجُودِ ملائک تھا بشر
حمد اُس کی کرتے ہیں کرّوبیاں

ہاں اگر موجود ہوتا ہم میں آج
وہ ہمارا شہر یارِ دو جہاں

کرتے ہم فریاد اُس کے سامنے
کیوں نہیں ملتی مسلماں کو اماں

چھوڑنے پر ہو گئے مجبور ہم
اُس کی اِک اِک چیز تھی آرام جاں

ہم جدائی سے بہت رنجُور ہیں
کب ہمیں واپس ملے گا قادیاں؟

اس کے ملنے کے لئے مُضطر ہیں ہم
کب نظر آئے گا سنگِ آستاں؟

انتہائے بے قراری سے مری
پہنچے نعرے از زمیں تا آسماں

کیوں نہیں سنتے نہ دیتے ہو جواب
اے مرے پیارے مسیحا ہو کہاں

سن کے فرمایا کہ مت ہو بے قرار
بعد میرے ہے پسر میرا وہاں

جا کے حاضر ہو اُسی دربار میں
ہے وہ اب اسرارِ دیں کا رازداں

(روزنامہ الفضل 11 جون 1948ء صفحہ 2 نیز 21 مارچ 2014ء مسیح موعود نمبر صفحہ 6)

ایک دوست کو فراقِ قادیان میں روتے دیکھ کر

نہ بھر آہیں فراقِ قادیاں میں
نہ ہو مصروف یُوں آہ و فغاں میں

خدا کے کام بے حکمت نہیں ہیں
ہوُا ہے مُبتلا تُو کِس گماں میں

ترقی پا نہیں سکتے کبھی بھی
پڑیں مومن نہ جب تک امتحاں میں

پنپتی ہیں مصائب ہی میں قومیں
یہی سُنت رہی ہے ہر زماں میں

شدائد سے مصائب سے نہ گھبرا
یہی تو مرحلے ہیں امتحاں میں

جہادِ زندگی کا ایک پہلو
مکمل ہو چکا تھا قادیاں میں

عدُو ہر سُو شکستیں کھا چکا تھا
دلائل میں، براہیں میں، بیاں میں

جہادِ زندگی کا دوسرا رُخ
چمک سکتا نہ تھا دارالاماں میں

ضرورت تھی کہ پھر مومن کے جوہر
عیاں ہوں عرصۂ☆ تیغ و سناں میں

خدا نے تب اسے باہر نکالا
نہ چاہا وہ رہے امن و اماں میں

ہمارا قادیاں اک بوستاں ہے
ہم اس کی بُوئے خوش ہیں اس جہاں میں

یہ فطرت کے مخالف ہے کہ خوشبُو
رہے محدُود صحنِ گلستاں میں

ہوُا پُورا نشانِ ''داغِ ہجرت''
خدا دیکھا ہے ہم نے اس نشاں میں

مقدس ''داغ'' ہے رہنے دے دل پر
نہ اُڑ جائے کہیں آہ و فغاں میں

تو سمجھا ہم پراگندہ ہوئے ہیں
میرے نزدیک ہم پھیلے جہاں میں

ظفؔر گر ہوں حقیقت بیں نگاہیں
بہاریں ہی بہاریں ہیں خزاں میں

(روزنامہ الفضل 11 مارچ 1949ء صفحہ 4)

☆عرصہ بمعنی میدان

درویشانِ قادیان کے نام

چند درویشوں کی آمد پر

بہت بڑا ہے تمہارا مقام درویشو!
کرو قبول ہمارا سلام درویشو

نہ پی سکے جسے دنیا کے زور و زر والے
پیا ہے فقر کا تم نے وہ جام درویشو

رہے گا زینتِ تاریخِ احمدیت جو
خدا نے تم سے لیا ہے وُہ کام درویشو

ریاضِ قدس کے اشجار کی عنادل ہو
زہے نصیب زہے صبح و شام درویشو

ہے بادشاہی سے افضل تمہاری درویشی
رہے گا زندہ ہمیشہ یہ نام درویشو

نہیں ہے آج اگرچہ تمہاری کچھ وُقعت
بنو گے تم ہی جہاں کے امام درویشو

خدا کے واسطے کرنا دُعا ظفؔر کے لئے
نظر سے گزرے جو اس کا کلام درویشو

(روزنامہ الفضل 15 مئی 1954ء صفحہ 2 نیز ہفت روزہ بدر درویشان قادیان نمبر دسمبر 2011ء صفحہ 38)

طلباء جامعہ کے نام

یہ نظم اس استقبالیہ تقریب میں پڑھی گئی جو 5/جنوری 1955ء کو جامعہ احمدیہ احمد نگر کی طرف سے انڈونیشیا اور ٹرینیڈاڈ سے آئے ہوئے مہمانوں کے اعزاز میں منعقد کی گئی تھی جو جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل تھے۔

اے طالبانِ علمِ دبستانِ جامعہ
دیکھو انہیں جو آج ہیں مہمانِ جامعہ

پروردہ ہیں یہ لوگ اسی درسگاہ کے
ان گوہروں کی کان بھی ہے کانِ جامعہ

ان کی ہی کوششوں سے جہاں میں ہے انقلاب
قائم انہی کے کام سے ہے شانِ جامعہ

ظاہر ہیں قوم قوم میں آثارِ زندگی
جاری ہے مُلک مُلک میں فیضانِ جامعہ

زندہ کیا ہے ان کو اسی درسگاہ نے
اللہ کرے کہ تم بھی بنو جانِ جامعہ

علمِ حدیث و فقہ و معانی تمہیں نصیب
حاصل تمہیں معارفِ قرآنِ جامعہ

لیکن وہ علم موت ہے جس میں عمل نہ ہو
نکتہ رہے یہ یاد عزیزانِ جامعہ

ہاں اتباعِ سنّتِ نبویؐ کے فیض سے
دنیا کے ہوں امام جوانانِ جامعہ

روحانیت کے نان کی دنیا ہے گرسنہ
تقسیم کر دو نان یہ از خوانِ جامعہ

خوشبوئے معرفت سے معطر جہان ہو
بن جاؤ تم نسیمِ گلستانِ جامعہ

تعلیم کا مکان ظفرؔ تنگ☆ ہے تو کیا
بہرِ عمل وسیع ہے میدانِ جامعہ

(روزنامہ الفضل 8 جنوری 1955ء صفحہ 2)

☆اس وقت ''جامعہ احمدیہ'' احمد نگر میں ایک چھوٹے سے مکان میں تھا۔

سرچشمۂ مسرّت

انسان مبتلا ہے غمِ جانکاہ میں
چاروں طرف ہیں کانٹے ہی کانٹے نگاہ میں

ملتی نہیں ہے دولتِ تسکین دل کہیں
مسجد میں مدرسے میں کسی خانقاہ میں

دیکھا ہے خوب غور سے تسکینِ دردِ دل
نے تخت و تاج میں ہے نہ دلق وکُلاہ میں

مسجودِ ساکنانِ فلک تھا جو کل تلک
کھاتا ہے آج ٹھوکریں کیوں راہ راہ میں

نورِ ازل کی طائر دل کو تلاش ہے
اُس کا ہے آشیانہ اُسی جلوہ گاہ میں

جنت کہ ایک منزلِ رضوانِ یار ہے
سامانِ ذوقِ دل ہے اُسی بارگاہ میں

جُز اسکی ذات پاک کے جو کچھ ہے ہیچ ہے
حقانیت ہے صرف اسی بادشاہ میں

فرزند و مال و زن ہیں سبھی سومناتِ دل
بھاگ ان سے دُور دُور خدا کی پناہ میں

سرچشمۂ مسرتِ انساں وُہی تو ہے
ہوتی اسی سے آہ مبدّل ہے واہ میں

حاصل نہیں سکون وہ شاہوں کو تخت پر
یوسفؑ کو جو سکون ملا قعرِ چاہ میں

درویش جو کہ زیبِ مصلّٰی دُعا میں ہے
بیٹھا ہے اپنے تخت پہ حفظِ سپاہ میں

مومن جسے نصیب ہے توحید کا مقام
اُسکی نظر میں فرق نہیں کوہ و کاہ میں

مومن کی ایک آہ میں طاقت ہے اس قدر
جس کا نہیں جواب مسلح سپاہ میں

شانِ سکندری ہو کہ آنِ قلندری
مہمل سی ایک بات ہے اسکی نگاہ میں

ایمان ہو خدا پہ تو پھر کوئی غم نہیں
مَے بٹ رہی ہے ساغرِ شام و پگاہ میں

تیری سزا یہی ہے رہے مبتلائے غم
غافل تجھے یقین نہیں لاالٰہ میں

شاہد ہے تیرا قال ظفؔر تیرے حال پر
ہمت نہیں مُکرنے کی شاید گواہ میں

(روزنامہ الفضل 21 جنوری 1955ء صفحہ 6)

احمدیت پھیل جائے گی جہاں میں چار سو
مطلع خورشید مغرب سے عیاں ہو جائے گا

نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہ

ہم ہیں انصاراللہ　　شاہد رہ تو اللہ
عہد ہے اپنا واللہ　　ہم ہیں انصاراللہ
نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہ

حق نے جو برسائی　　نعمت ہم نے پائی
ہم ہیں بھائی بھائی　　ہم ہیں انصاراللہ
نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہ

چھوڑے ہم نے دھندے　　توڑے ہم نے پھندے
ہم ہیں اس کے بندے　　ہم ہیں انصاراللہ
نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہ

آیا احمد ہادی　　بگڑی بات بنا دی
ہم اس کے امدادی　　ہم ہیں انصاراللہ
نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہ

ہم ہیں قول کے پکّے　　ہم ہیں بات کے سچّے
کام ہمارے اچھے　　ہم ہیں انصاراللہ
نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہ

ہم ہیں حق کے حامی　　باطل کی ناکامی
نام ہو یا بدنامی　　ہم ہیں انصاراللہ
نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہ

جائیں گے ہم گھر گھر　　دستک دیں گے در در
پھول پڑیں یا پتھر　　ہم ہیں انصاراللہ
نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہ

(روزنامہ الفضل 30 نومبر 1955ء صفحہ 3)

سُورۂ جمعہ کا پیام

دَورِ حاضر کے مسلم کے نام

ا

وَاِذَا رَأَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَائِمًا

مسلمانو! سنو اک سُورۂ جمعہ میں پیام آیا
پیام آیا ہے اور ہے آج کے مسلم کے نام آیا

حبیبِؐ خالقِ اکبر کھڑے تھے جبکہ منبر پر
تو کوئی قافلہ لے کر وہاں اشیائے خام آیا

منافق چھوڑ کر حضرتؐ کو سُوئے قافلہ دوڑے
وہ خوش خوش تھے کہ سامانِ تجارت آج عام آیا

نگاہِ حق تعالیٰ میں یہ حرکت نامناسب تھی
برنگِ سُورۂ جمعہ خدا سے تب پیام آیا

رسُولؐ اللہ اکیلے ہوں مسلمانوں کے میلے ہوں
تجارت کے جھمیلے ہوں شریعت میں حرام آیا

مسلمانو نہ سمجھو تم اسے اک قصۂ ماضی
تمہارے واسطے ہے درحقیقت یہ پیام آیا

رسُول اللہ کو تم نے اکیلا آج چھوڑا ہے
نظر دجّال کا جب کاروانِ خوش خرام آیا

ہمارا الفِ ششم مثلِ جمعہ یومِ ششّم ہے
سو اس سُورۃ میں ہے اس دَور کا نقشِ تمام آیا

یہ گویا پیشگوئی تھی کہ مسلم الفِ ششم میں
سراسر منتشر ہوں گے جب ان میں سے امام آیا

رسُول اللہ اکیلے ہیں مسلمانوں کے میلے ہیں
تجارت کے جھمیلے ہیں عجب نازک مقام آیا

۲

اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ
وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o

---

مسلمانو! مسلمانو! ارے بکھرے ہوئے دانو!
تمہیں تسبیحِ وحدت میں پرونے کو امام آیا

دھرا کیا ہے تجارت میں ادھر آؤ جماعت میں
لباسِ احمدیت میں محمدؐ کا غلام آیا

مہِ ہندی خورِ مدنی کا مظہر بن کے تاباں ہے
خوشا قسمت! کہ وہ محبوب پھر بالائے بام آیا

مُبارک ہو! غلامِ ساقیِ مَے خانۂ یثرب
اُسی مَے خانے کی مَے سے لئے پُر کیف جام آیا

سلام اے حضرتِ احمد! سلام اے مہدیٔ دَوراں!
کہ تُو وہ ہے جسے سرکارِ یثربؐ سے سلام آیا

تری حجت کے آگے سرنگوں جادو بیاں کافر
عصائے موسوی بن کر ترا علمِ کلام آیا

ہمارے یوسفِ دوراں ترے دشمن ہوئے اخواں
درندہ بھیڑیا بن کر مقابل خاص و عام آیا

خریدارانِ یوسف میں ظفؔر بھی آتو پہنچا ہے
مگر افسوس بے چارہ ہے بے دینار و دام آیا

(ماہنامہ الفرقان ستمبر، اکتوبر 1958ء صفحہ 7،8 نیز ہفت روزہ بدر قادیان 13 مارچ 2002ء مسیح موعود نمبر صفحہ 15)

آسمانی نوشتے

ملکِ استبداد مٹ کر بے نشاں ہو جائے گا
آدمی انسان بن کر کامراں ہو جائے گا

قدر ہو گی آدمی کی علم سے عرفان سے
مال و زر کا زور گھٹ گھٹ کر نہاں ہو جائے گا

یہ چمن جس پر ہیں اب چھائے ہوئے زاغ و زغن
طوطیوں کا قمریوں کا آشیاں ہو جائے گا

گلشنِ اسلام کی رنگیں بہاریں دیکھ کر
خادمانِ باغ سے خوش باغباں ہو جائے گا

دیکھنا تم مُلک مُلک و نسل نسل و قوم قوم
اک کٹھالی میں پڑیں گے امتحاں ہو جائے گا

پھر کتابِ زندگی میں ثبت ہونگے نقشِ نو
عشق آتش سے گزر کر جاوداں ہو جائے گا

یا محمدؐ! مجھ کو تیرے اسمِ احمدؐ کی قسم
نُور سے تیرے منوّر کُل جہاں ہو جائے گا

احمدیت پھیل جائے گی جہاں میں چار سُو
مطلعِ خورشید مغرب سے عیاں ہو جائے گا

روس بھی جو رٹ رہا ہے لَآ اِلٰـهَ آج کل
ذکر اِلَّا اللّٰہ سے رطب اللّساں ہو جائے گا

جگمگا اُٹھے گی یہ دھرتی خدا کے نور سے
مسکنِ نورانیاں یہ خاک داں ہو جائے گا

سامنے ہو گا ثبوتِ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْن
ملجاءِ اقوام تیرا آستاں ہو جائے گا

الغرض میں کیا کہوں کہ کیا سے کیا ہو جائے گا
اک نیا پیدا زمین و آسماں ہو جائے گا

ہمرہو! جنّت سے دھتکارا ہوُا یہ قافلہ
ایک دن پھر داخلِ باغِ جناں ہو جائے گا

وہ مَلک جو بے خبر تھے خاکیوں کی شان سے
''سِرِّ اِنِّیْ اَعْلَمُ'' اُن پر عیاں ہو جائے گا

دیکھنا تم اے ظفؔر یہ ظالم و جاہل بشر
حاملِ عرشِ خدائے دو جہاں ہو جائے گا

(ماہنامہ الفرقان اپریل 1959ء صفحہ ب)

اپنے خالق کے حضور

دل کے آنگن میں بہاروں کا نظارا ہوتا
تو کبھی آ کے جو مہمان ہمارا ہوتا

مَیں تو اندھا تھا میری جان تجھے پا نہ سکا
ڈھونڈ پاتا جو مجھے تُو نے پکارا ہوتا

جا گِراتا جو ترے نور کے قلزم میں مجھے
دل کے دریا میں مِرے کاش وہ دھارا ہوتا

ڈوب جاتا مَیں ترے بحرِ محبت میں اگر
پھر تلاطم نہ سفینہ نہ کنارا ہوتا

ہائے تنکوں کے سہاروں نے ڈبویا ہے مجھے
جُز ترے کاش نہ کوئی بھی سہارا ہوتا

تیری دہلیز پہ مَر جاتا خوشی کے مارے
اندر آنے کا اگر مجھ کو اشارا ہوتا

اے مری جانِ تمنّا! مجھے اتنا تو بتا
وہ ادا کیا ہے کہ مَیں بھی تِرا پیارا ہوتا

آسمانوں کے فرشتے مجھے سجدہ کرتے
تیری طاعت میں اگر وقت گزارا ہوتا

عہدِ پیری کو سمجھتا مَیں ملاقات کی رات
عمرِ رفتہ کو اگر مَیں نے سنوارا ہوتا

یوں کڑی دھوپ میں کیوں مار کے پھینکا ہے مجھے
اپنی دیوار کے سائے میں تو مارا ہوتا

آج تک دل میں ظفؔر کے یہ تڑپ ہے پیارے
چھوڑ کر سارے جہاں کو وہ تمہارا ہوتا

(روزنامہ الفضل 4 مارچ 1990ء صفحہ 2)

مجھ کو تو خدا میرا نظر آتا ہے ہَر جا

ہے دُور بہت دور مسافر تری منزل
بے باک نہ ہو ساتھ لئے زادِ سفر جا

دُنیا کی کسی شے سے کبھی دل نہ لگا تُو
ہاں ڈالتا ہر چیز پہ عبرت کی نظر جا

یہ مال یہ اولاد یہ احباب یہ رشتے
اک بوجھ ہیں یہ بوجھ اسی خاک پہ دھر جا

پھولوں میں نزاکت ہے تو کانٹوں میں جراحت
اس گلشنِ پُر خار سے بچ بچ کے گزر جا

افراط بھی مہلک ہے تو تفریط بھی مہلک
اَے بندۂ حق تُو نہ اِدھر جا نہ اُدھر جا

جس تختِ حکومت پہ خدا یاد نہ آئے
نادان تو اُس تختِ حکومت سے اُتر جا

اے فلسفیو تم کو نظر آئے نہ آئے
مجھ کو تو خدا میرا نظر آتا ہے ہر جا

یا وصل کا سامان ہو یا درد کا چارہ
اے خوبیٔ تقدیر کوئی کام تو کرجا

(روزنامہ الفضل 5 مئی 1979ء صفحہ 2)

عالم سے دُور بیٹھے ہیں عالم کے درمیاں

ایک دن خاکسار اپنے چوبارہ پر بیٹھا تھا کہ ایک طرف پڑوسی کے گھر سے نوحہ و ماتم کی دلدوز چیخیں اُٹھ رہی تھیں اور دوسری طرف کے پڑوسی کے گھر سے نغماتِ شادی اپنی طرف متوجہ کر رہے تھے۔ اسی متضاد کیفیت سے متأثر ہو کر یہ اشعار کہے۔

بیٹھے ہوئے ہیں شادی و ماتم کے درمیاں
عالم سے دُور بیٹھے ہیں عالم کے درمیاں

جنت کی آرزو ہے تو آتش میں کُود جا
جنت ملے گی تجھ کو جہنم کے درمیاں

تجھ کو غمِ معاش ہے مجھ کو غمِ جہاں
کتنا لطیف بُعد ہے غم غم کے درمیاں

جاری ہے آج بھی تو وہی پہلی کشمکش
ابلیس اور حضرتِ آدمؑ کے درمیاں

روحِ فنا بقا و لِقا کے ہیں مرحلے☆
حضرت مسیح و یحییٰ و مریم کے درمیاں

آیا خدا بھی دوڑ کے دوڑی جو ہاجرہ
کوہِ صفا و مَروَہ و زمزم کے درمیاں

حائل ہے تیرا پیار ترے پیار کی قسم
زخمِ دلِ فسردہ و مرہم کے درمیاں

کچھ بھی نہیں ہے فرق سوا درد کے ظفؔر
قطراتِ اشک و قطرۂ شبنم کے درمیاں

(روزنامہ الفضل 2 مارچ 1978ء صفحہ 2)

☆ مریم کا مقام فنا ہے۔ یحییٰ کا مقام بقا ہے اور مسیح کا مقام لِقا ہے۔

"وہ بھی نشاطِ رُوح کا ساماں نہ کر سکے"

(یہ نظم کسی کی فرمائش پر لکھی گئی)

جو شب کو اہتمامِ چراغاں نہ کر سکے
پیدا کبھی وہ مطلعِ تاباں نہ کر سکے

دیکھا ہے ان مناظرِ قدرت کو بارہا
یہ بھی ہمارے درد کا درماں نہ کر سکے

ابروبہار و چشمہ و کوہسار و لالہ زار
مغموم دل ہمارے کو شاداں نہ کر سکے

سمجھے تھے جن کو باعثِ تسکینِ دردِ دل
وہ بھی نشاطِ رُوح کا ساماں نہ کر سکے

پابندِ وضعِ نَو تو مسلماں ہوئے مگر
پابندیٔ اوَامرِ قرآں نہ کر سکے

بھر لیں گُلِ مراد سے غیروں نے جھولیاں
مسلم علاجِ تنگیٔ داماں نہ کر سکے

پڑھ پڑھ کے تھک گئے ہیں مگر یہ علومِ نَو
روشن ہمارا کلبۂ احزاں نہ کر سکے

کر لیں ہیں اہلِ علم نے سب مشکلات حَل
پر مشکلاتِ عشق کو آساں نہ کر سکے

تردامنی میں اور ریاکار بڑھ گیا
پاک اس کے دل کو دیدۂ گریاں نہ کر سکے

کتنا ہے خوش نصیب ظفؔر آج تک جسے
دنیا کے حادثات پریشاں نہ کر سکے

(روزنامہ الفضل 15 جولائی 1991ء صفحہ 2)

زندگیٔ جاوداں

خدا کی ذات کا زندہ نشاں ہے ربوہ میں
مثیلِ مہدی آخر زماں ہے ربوہ میں
وہ حُسنِ یارِ ازل جس کو نُور کہتے ہیں
برنگِ دینِ محمدؐ عیاں ہے ربوہ میں

وہ ذات پاک کہ دُنیا نہ پا سکی جس کو
بہت قریب بہت مہرباں ہے ربوہ میں
کسی میں ذوقِ طلب ہے تو آزما دیکھے
شرابِ زندگیٔ جاوداں ہے ربوہ میں

مرے پکڑنے کو صیّاد آ نہیں سکتا
اُسے خبر ہے مِرا آشیاں ہے ربوہ میں
نہ پوچھ مجھ سے ظفؔر بزمِ یار کا عالم
نئی زمین نیا آسماں ہے ربوہ میں

(بحوالہ کتاب ''ربوہ'' دسمبر 1962ء بار دوم صفحہ 268)

سختیاں راہِ صداقت میں ہمیں محبوب ہیں
طالبِ شیریں نہیں تلخی کے ہیں فرہاد ہم

مردِ راہ دان

(کسی کی فرمائش)

سُنا نہ عِشق و محبت کی داستان مجھے
کہ تیرے پیار سے پیاری ہے اپنی جان مجھے

تُو اپنے پیار کو اپنے ہی پاس رہنے دے
کہیں نہ کر دے ترا پیار بدگمان مجھے

ترے چمن کے گلوں کی مجھے نہیں حاجت
نہ سبز باغ دکھا تُو اے باغبان مجھے

جہاں میں صدق و صفا کا کہیں بھی نام نہیں
فریب دیتے رہے میرے مہربان مجھے

سکونِ دل جو میسّر نہیں تو کچھ بھی نہیں
اگر سکوں ہے تو حاصل ہیں دو جہان مجھے

اب آسمان پہ جاکر اُسے مَیں ڈھونڈوں گا
زمیں پہ مل نہ سکا مردِ راہ دان مجھے

مَیں اس کے قدموں پہ سر رکھ کے جاں نثار کروں
ملے جو راہِ محمدؐ کا راہ دان مجھے

بنالوں آنکھ کا سُرمہ مَیں یارسُولؐ اللہ
کبھی ملے جو تیری خاکِ آستان مجھے

مجھے یقیں ہے کہ آخر مَیں ڈھونڈ لونگا تجھے
قدم قدم پہ ہے ملتا ترا نشان مجھے

خدا ہی جانے کہ کیوں آج مَیں ذلیل ہوُا
تھے سجدہ کرتے کبھی اہلِ آسمان مجھے

کہیں بلند ہے میری خودی کا پیمانہ
سمجھ سکا نہ کبھی میرا راز دان مجھے

مقابلے پہ جو آئے گا زک اُٹھائے گا
خدا نے بخشی ہے وہ قوتِ بیان مجھے

خدا کا شُکر بجا لاؤں کس طرح جس نے
حقیقتوں کا بنایا ہے ترجمان مجھے

مَیں اس جہان میں مرغِ نہالِ سِدرہ ہوں
نہ آپ سمجھئے زندانیٔ مکان مجھے

حوالات کی رات

حلقۂ شعر میں مشہور ''وہ گجرات کی رات''
ایک شاعر کی محبت کی محرکات کی رات

مَے گساروں کی بھی اک رات ہے برسات کی رات
بادہ آشامی و سرمستی و لذّات کی رات

عشق کے ماروں کی مخصوص ملاقات کی رات
پہلوئے حُسن میں اک عالمِ جذبات کی رات

اور زرداروں کی پُر عیش محلّات کی رات
جبکہ یہ رات ہو بالائی فتوحات کی رات

نیز کچھ یاروں کی آزاد فکاہات کی رات
مل کے ہنسنے کی ہنسانے کی مساوات کی رات

یہ سبھی راتیں ہیں مانا کہ بڑی بات کی رات
ان سے خوش تر ہے کہیں میری حوالات کی رات

میرے ہم دم یہ مری تلخیٔ اوقات کی رات
بن گئی میرے لئے عین عنایات کی رات

اپنے مولائے حقیقی سے مناجات کی رات
اور پھر اس کی کریمانہ بشارات کی رات

محتسب پاتا اگر آج یہ برکات کی رات
ضبط کر لیتا ظفؔر تیری حوالات کی رات

(روزنامہ الفضل 5 مئی 1990ء صفحہ 2)

دعوتِ مشاعرہ کے جواب میں

یا رب مشاعرے کو نہ اپنا قدم چلے
جب تک دماغ لے کے نہ مضموں اہم چلے

بے سُود شاعری میں نہ اپنا گھسے قلم
تائیدِ دینِ حق میں ہمارا قلم چلے

آؤ نہ ہم بھی کام کریں تابعین سا
شرمندگی سی ہو گی اگر ان سے کم چلے

جس موجِ غم سے شاد ہوئے بندگانِ حق
اے کاش اپنے دل میں وہی موجِ غم چلے

دل ہوں وفورِ نور سے مانند کوہِ طُور
پھر ان سے عشق و مہر و محبت کی یم چلے

آؤ چلیں بلاتا ہے خود ساقیِ اَلَست
پھر کب چلیں گے دوستو گر اب نہ ہم چلے

نذر و نیازِ جان ہے شرطِ رضائے دوست
تُف ایسی عاشقی پہ جو اک دو قدم چلے

کتنے ہیں بد نصیب جو عاکف بتوں پہ ہیں
کیا خوش نصیب وہ ہیں جو سُوئے حرم چلے

اس دن بنے گا دل یہ ہمارا خدا کا گھر
جس دن ہمارے خانۂ دل سے صنم چلے

باقی رہے نہ کوئی بھی مشرک جہان میں
یا رب! جہانِ شرک پہ کچھ ایسا بم چلے

دھوکا سا ہے ہوائے سرابِ وجود میں
ہشیار ہیں تو وہ ہیں جو سُوئے عدم چلے

قسمت نہ تھی ہماری کہ ہم شاد کام ہوں
ہم محفلِ حبیب سے ہیں متہم چلے

یا رب تری ہی یاد میں تیرا ظفؔر جئے
جب تک کہ جاں میں جان رہے اور دم چلے

(روزنامہ الفضل 22 فروری 1990ء صفحہ 2)

دِل بھی اپنا پاک کر اَے بندۂ حرص و ہَوا

اب نہیں ہے تو غلامِ اہلِ انگلستان تو کیا
اب نہیں گردن میں تیری طوقِ ہندوستاں تو کیا

دل بھی اپنا پاک کر اَے بندۂ حرص و ہَوا
رکھ لیا اپنے وطن کا نام پاکستاں تو کیا

دیکھ اپنے آپ کو آئینۂ کردار میں
قوتِ گفتار پر اپنی ہے تو نازاں تو کیا

خدمتِ انسان میں مضمر ہے شانِ زندگی
واعظانہ شان میں اپنی ہے تو ذیشاں تو کیا

نرغۂ اغیار میں ہے ملّتِ بیضا تری
حلقۂ احباب میں ہے تو اگر خنداں تو کیا

ناز ہے تجھ کو کہ ہے آباد مَے خانہ ترا
ہو رہا ہے خانۂ اہلِ وطن ویراں تو کیا

شادماں ہے تُو کہ پھولوں سے ہے پُر دامن ترا
تیری ملّت کا اُجڑتا ہے اگر بُستاں تو کیا

قیمتی پَردوں سے ہے آراستہ کوٹھی تری
جھونپڑی میں اک پڑوسن ہے پڑی عُریاں تو کیا

خندہ زن ہے کُفر تیرے دعوٰی اسلام پر
ہاتھ میں اپنے لئے پھرتا ہے تو قرآں تو کیا

حکمت و فہم و فراست سے تجھے نسبت ہی کیا
خود نمائی میں ہے اپنی ہم سرِ لُقماں تو کیا

''فرد قائم ربط ملّت سے ہے تنہا کچھ نہیں''
تو اکیلا رہ کے ہے قارون یا ہاماں تو کیا

تو مجاہد ہے تو اپنے نفسِ امّارہ کو مار
مارتا پھرتا ہے کمزوروں کو اے ناداں تو کیا

کیا ترے من میں بھی ہے خوفِ خدا سچ سچ بتا
تن ترا خوفِ خدا سے ہے اگر لرزاں تو کیا

جوہرِ ذاتی کبھی تبدیل ہو سکتا نہیں
ایک ''دانا'' کو کوئی کہہ دے اگر ''ناداں'' تو کیا

پھُول آخر پھول ہیں ہر حال میں مہکیں گے وہ
گلستاں کا نام رکھ دے کوئی خارستاں تو کیا

(روزنامہ الفضل 6 دسمبر 1995ء صفحہ 2)

ظفر گر ہوں حقیقت بیں نگاہیں
بہاریں ہی بہاریں ہیں خزاں میں

جبر و قدر

دیدنی ہے میری مجبوری کا عالم ہم دم
خود کو آزاد سمجھنے پہ بھی مجبور ہوں مَیں

میری تدبیر بھی جب قبضۂ تقدیر میں ہے
خود کو مجبور سمجھتا ہوں تو معذور ہوں مَیں

تُو ہی بتلا میرے مولیٰ یہ معمہ کیا ہے
تُو ہے نزدیک مرے تجھ سے مگر دُور ہوں مَیں

اپنے اس نام سے کچھ شرم سی آتی ہے مجھے
اشرفُ الخلق کے جس نام سے مشہور ہوں مَیں

کِرمِ خاکی سے نہیں بڑھ کے حقیقت میری
پھر وہ کیا بات ہے جس بات پہ مغرور ہوں مَیں

مَیں ترا عبد ہوں مولا میرا معبود ہے تُو
مُزد کی بات نہ کر کیا کوئی مزدُور ہوں مَیں

عالمِ سُود و زیاں سے میرا برتر ہے مقام
تیرا صد شکر کہ ہر حال میں مسرور ہوں مَیں

کاش آ کر میرے دل میں کوئی جھانکے تو سہی
دینِ اسلام کے انوار سے معمور ہوں مَیں

مجھ سے ناراض ہیں کچھ لوگ تو معذور ہیں وہ
اُن کے افکار کی دُنیا سے بہت دُور ہوں مَیں

کوئی کافر تجھے کہتا ہے تو کہنے دو ظفرؔ
اپنے مولیٰ کی نگاہوں میں تو منظور ہوں مَیں

(روزنامہ الفضل 14 نومبر 1978ء صفحہ 2)

استاذی المکرّم حضرت مولوی سیّد محمد سرور شاہ صاحب کی یاد میں

آ رہی ہے یاد سرور شاہ کی
حضرتِ استاذ عالی جاہ کی

عشقِ احمد جن کو لایا کھینچ کر
ہو گئے قربانِ حق وہ سر بہ سر

آ گئے وہ چھوڑ کر سارا جہاں
دیکھ کر حُسن و جمالِ قادیاں

ادّعائے علم و ساداتی غرور
ہو گئے کافور احمد کے حضور

حضرتِ احمد کے دیوانے ہوئے
شمعِ نورانی کے پروانے ہوئے

خدمتِ دینی رہا ان کا شعار
کٹ گئی یوں زندگیٔ مستعار

جامعہ میں آپ ہی افسر رہے
پھر وصایا میں بھی خدمت گر رہے

عالمانِ احمدیت نامور
آپ کے ہی فیض سے ہیں بہرہ ور

ماہِ رمضاں درس قرآں آپ کا
مسجد اقصیٰ میں روحانی فضا

تھے مناظر اس قدر وہ کامگار
مولوی تھے آپ کا ادنیٰ شکار

وہ مقامِ ''مُدّ'' وہ تاریخی خصام
جب ثناء اللہ پہ کی حجت تمام

مل گیا جس پر غضنفر کا خطاب
دیکھئے ''اعجاز☆ احمد'' کی کتاب

☆ مراد حضرت اقدس کی کتاب ''اعجازِ احمدی''

فقہ و منطق، فلسفہ دیگر علوم
حاضرِ ذہن صفا تھے بالعموم

آہ وہ لمبی نمازیں آپ کی
شاہدِ ذوق و سرورِ سرمدی

ہم میں یہ ہمت کہاں طاقت کہاں
دل میں آتش ہو تو اٹھتا ہے دھواں

آپ سا اب کوئی بھی عالم نہیں
بے مثل تھے مفتی شرع جبیں

پاگئے وہ احمدیت میں مقام
اُن پہ ہو رحمت خدا کی والسّلام

(اصحاب احمد جلد 5 سیرت حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب صفحہ 305
نیز روزنامہ الفضل 21 نومبر 2014ء صفحہ 2)

حضرت سیّدہ سارہ بیگم صاحبہ کی وفات پر

(1933ء)

حضرت سیّدہ سارہ بیگم صاحبہ کی وفات کے وقت حضرت مصلح موعود اللہ اُن پر راضی ہو قادیان سے باہر تھے۔اسی احساس کے تحت حضور نے ایک نظم (مطبوعہ الفضل 9 جولائی 1933ء صفحہ 2) لکھی جس کا پہلا شعر تھا:

حاضر نہ تھا وفات کے وقت اے مرے خدا
بھاری ہے یہ خیال دلِ ریش و زار پر

اور آخری دو شعر تھے:

ڈرتا ہوں وہ مجھے نہ کہے با زبانِ حال
جاؤں کبھی دعا کو جو اس کے مزار پر

’’جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑیں صنم ترے ایسے پیار پر‘‘

ذیل کی نظم اسی نظم کے جواب میں بزبانِ حضرت سیّدہ مرحومہ کہی گئی اور جب حضور نے ملاحظہ فرمائی تو مجھے لکھا:

’’اللہ تعالیٰ آپ کی زبان مبارک کرے اور ایسا ہی ہو جیسا کہ آپ نے کہا ہے۔‘‘

حاضر نہ تھے وفات پہ بھاری ہے یہ خیال
اے میرے پیارے تیرے دل ریش و زار پر

اس بے وفائی کا تھا مجھے بھی گِلہ ضرور
جو لکھ گئی تھی آنکھوں سے تصویرِ یار پر

پر اب تو حال یہ ہے کہ باغِ جناں میں بھی
رشک آ رہا ہے آپ سے اُلفت شعار پر

آقا تیری دعاؤں نے آ کر دیئے ہیں کھول
خوشیوں کے لاکھ باب غموں کی شکار پر

چاروں طرف سے رحمتِ حق کا ہؤا نزول
اس بے کس و نحیف و غریب الدّیار پر

ہاں ہاں وہ مجھ پہ راضی ہے اور مہربان ہے
جس کے لئے کٹی مَیں حوادث کی دھار پر

شکوہ کسی جفا کا بھی دل میں نہیں ہے اب
آپ آیا کیجئے گا ہمارے مزار پر

(روزنامہ الفضل 12 ستمبر 2013ء صفحہ 2)

حَبَّذا اَے حَافِظِ روشن علی!

حَبَّذا اے حافظِ روشن علی
پیکرِ خاکی سَراپا روشنی

عالم و فاضل بہت دیکھے مگر
آپ سا فاضل نہیں دیکھا کبھی

حافظِ قرآن و استاذِ بیاں
ماہرِ علمِ حدیث و فلسفی

قاری و صوفی مناظر مجتہد
پھر فقیہہِ بے مثال و منطقی

حُسنِ ترتیل و تلاوت آپ کی
میرے کانوں میں ہے اب تک گونجتی

نیّرِ قرآن کی تاثیر سے
ہر نفس میں آپ کی تھی روشنی

ذات ان کی جامعِ علم و عمل
زندگی اسلام کی تفسیر تھی

مطمئنہ نفس نے اُن کے کبھی
بے قراری بے کلی دیکھی نہ تھی

مُستتر تھی ہر ادا میں آپ کی
دلکشائی، دلربائی، دلبری

حلقۂ احباب میں اک جوئے شیر
نرغۂ اغیار میں شیرِ جری

اپنے شاگردوں میں اک مشفق پدر
دوستوں میں اپنے اک نعم الولی

یاد تھیں اتنی کتابیں آپ کو
اک کتب خانہ تھے گویا آپ ہی

خوش بیان و خوش کلام و خوش ادا
ختم تھی حاضر جوابی زیرکی

ماہِ رمضاں درسِ قرآں آپ کا
مسجدِ اقصیٰ میں بارش نور کی

بازوئے احمد تھے گر عبدالکریم
بازوئے محمود تھے روشن علی

(ماہنامہ الفرقان دسمبر 1960ء صفحہ 23)

حضرت مولانا ابو العطاء صاحب کی وفات پر

ٹال سکتا ہے خدا وند تری تقدیر کون
توڑ سکتا ہے ترے قانون کی زنجیر کون

اپنی تو تدبیر بھی ہے قبضۂ تقدیر میں
بِن ترے ہے میرے مَولا مالکِ تدبیر کون

موت کے آگے کسی کی پیش جا سکتی نہیں
ورنہ اپنی جاں بچانے میں کرے تقصیر کون

چھوڑ کر دنیا کو خالد جابسا ہے خُلد میں
اب چلائے حجت و بُرہان کی شمشیر کون

کون دے گا دشمنانِ دیں کو اب مُسکِت جواب
اب مجالس میں کرے گا دل رُبا تقریر کون

اے ہمارے بُو العطاء تجھ پر ہزاروں رحمتیں
اب ترے مُنہ سے سُنے قرآن کی تفسیر کون

وہ ترا فُرقان تیرے علم و عرفاں کا امیں
اب عطا اس کو کرے گا دلکشا تحریر کون

خود بنا دے گا جسے چاہے وہ تیرا جانشیں
جُز خدا کرتا ہے ملّت کی بھلا تعمیر کون

ہے بھروسہ قادرِ مطلق پہ ورنہ اے ظفرؔ
اصفیا کی موت پر ہوتا نہیں دل گیر کون

(روزنامہ الفضل 20 جون 1977ء صفحہ 2)

امام مسجد لندن مکرم ومحترم فرزند علی خان صاحب کی یورپ سے قادیان واپسی پر

کیا خوب ہَوا گُلشنِ احمد میں چلی ہے
جس سے کہ شگفتہ ہوئی ہر ایک کلی ہے

بچے ہوں کہ بوڑھے ہوں کہ ہوں مردِ توانا
ہر ایک کی کافور ہوئی مُردہ دلی ہے

ہاں کیوں نہ مسّرت ہو کہ اک مردِ مجاہد
گفتار میں کِردار میں اپنے جو ولی ہے

مغرب کہ جہاں بادِ ضلالت کی چلی ہے
مغرب کہ جہاں کفر ہے اور شرکِ جلی ہے

اس خطہ میں گاڑ آیا ہے اسلام کا پرچم
یہ بندۂ رحمان جو فرزندِ علی ہے

ہے تیغِ قلم سے صفِ دشمن کو اُڑایا
فرزند علی واقعی فرزندِ علی ہے

اس بزم میں بے سوچ کہی ہے یہ ظفؔر نے
کیا جانیے یہ نظم ہے ناقص کہ بھلی ہے

(روزنامہ الفضل 30 نومبر 2013ء صفحہ 2)

عزیزم طاہر احمد ظفر سلمہ اللہ کی پیدائش پر

تم میرے نورِ چشم ہو دل کا قرار ہو
تم اک نشانِ رحمتِ پرور دگار ہو
پائے خدا تعالیٰ سے عُمرِ دراز تُو
اسلام کی سٹیج کا تُو شہسوار ہو
انسانیت کے جوہرِ عالی ہیں جس قدر
تو بہرہ ور سبھی سے ہو اور کامگار ہو
وہ نفسِ مطمئنّہ تجھے حق کرے عطا
احوالِ عُسر و یُسر میں جو باوقار ہو

(1956ء)

پھول آخر پھول ہیں ہر حال میں مہکیں گے وہ
گلستاں کا نام رکھ دے کوئی خارستاں تو کیا

خداحافظ

عزیزم منیر نواز ابن محترم چودھری شاہنواز کے حصولِ تعلیم کے لئے امریکہ جانے پر

سُوئے امریکہ چلے ہو اَے مُنیر
حق تعالیٰ ہو تمہارا دستگیر

مُلکِ امریکہ ہے مُلکِ علم و فن
صنعت و ایجاد میں شاہِ زمن

علم و فن میں اب اسی کا راج ہے
ساری دنیا اس کی اب محتاج ہے

ہاں بظاہر یہ چمن پُر نور ہے
پر حقیقت سے نہایت دُور ہے

نُور میں اس کے نہاں ہے نار بھی
اسکے پھولوں میں ہیں پنہاں خار بھی

عالمِ مادی پہ ہے اس کی نظر
آسمانی نور سے ہے بے خبر

ابنِ مریمؑ کو خدا سمجھا ہے یہ
ہائے سمجھا بھی تو کیا سمجھا ہے یہ

ابنِ مریمؑ جب سے کفّارہ ہوُا
اس کو پابندی سے چھٹکارا ہوُا

اب نہیں کچھ بھی رہا اس پر حرام
کام بدکاری ہے اس کا صبح و شام

نشۂ مَے میں سَدا مخمور ہے
عارضی خوشیوں سے یہ معمُور ہے

اس کے تہذیب و تمدن بے حیا
عیش و عشرت میں ہے یہ ڈوبا ہوُا

اے عزیزم ہوشیار ہاں ہوشیار
دامنِ عفّت نہ کرنا داغدار

اس چمن میں بعض لیلائیں بھی ہیں
دشمنِ یوسفؑ زلیخائیں بھی ہیں

بچ کے رہنا ان سے ہر دم اے عزیز
دشمنِ ایمان ہیں یہ بدتمیز

گر قضا را پیش آئے ابتلا
حرزِ ایمانی ہو لَاحَولَ وَلَا

ہر گھڑی مقصد رہے پیشِ نظر
توڑنا کانٹوں سے بچ بچ کر ثمر

احمدی تُو اور ابنِ احمدی
موجزن ہے تجھ میں نورِ سرمدی

بن کے رہنا احمدیت کے سفیر
تجھ سے امریکہ ہو روشن اے مُنیر

کامراں لوٹو بہ انجامِ سفر
سر پہ باندھے سہرۂ فتح و ظفر

خضر حیات خان کے استعفیٰ دینے پر

۱۹۴۷ء میں پنجاب میں یونینسٹ پارٹی کی حکومت تھی اور خضر حیات خاں اس کے سربراہ تھے۔ قائد اعظم محمد علی جناح کی خواہش تھی کہ خضر حیات خان استعفیٰ دے دیں لیکن وہ نہیں مانتے تھے۔ اس پر حضرت مصلح موعود نے محترم چودھری محمد ظفراللہ خاں صاحب کو ان کے پاس بھجوایا اور خواہش ظاہر کی کہ آپ ملتِ اسلامیہ کے وقار کی خاطر استعفیٰ دے دیں۔ چنانچہ انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔ اس پر قائد اعظم نے حضرت مصلح موعود اللہ اُن پر راضی ہو کا شکریہ ادا کیا۔ نظم ہذا میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

اشارے دستِ قدرت کے نمایاں ہوتے جاتے ہیں
خدا کے دین کی نصرت کے ساماں ہوتے جاتے ہیں

عدُو شرّے برانگیزد کہ خیرِ مادر آں باشد
شرارے کفر کے رحمت کی باراں ہوتے جاتے ہیں

کہیں گاندھی کی تحریریں کہیں نہرو کی تقریریں
مسلماں اُن کو سُن سُن کر مسلماں ہوتے جاتے ہیں

مسلمانوں میں پھر احساسِ بیداری ہوُا پیدا
یہ قطرے ملتے جاتے اور طوفاں ہوتے جاتے ہیں

ترے مکروں سے اے باطل نہیں نقصانِ حق ہر گز
مگر ہاں تیری رسوائی کے ساماں ہوتے جاتے ہیں

بھلا اس بوستاں پر کیا خزاں آئے گی اے ناداں
کہ جس کے پھُول جھڑتے ہی گلستاں ہوتے جاتے ہیں

کسی یعقوب کی آہوں کا شاید یہ نتیجہ ہے
کہ جھونکے بوئے یوسف کے نمایاں ہوتے جاتے ہیں

ڈرو مت مومنو وقتِ ظفؔر نزدیک آ پہنچا
سپاہی لشکرِ شیطاں کے بے جاں ہوتے جاتے ہیں

(روزنامہ الفضل قادیان 10/اپریل 1947ء صفحہ 2)

سیاستِ احرار

پھر لاشئہ احرار میں حرکت ہوئی پیدا
پھر ''عالمِ بالا'' سے ہوئے ان کو اشارے

اے قومِ مسلمان خبردار خبردار
پھر خرمنِ وحدت میں پڑے آ کے شرارے

احرار ہیں وہ بحرِ سیاست کے شناور
گرداب میں ہو قوم تو ڈھونڈیں یہ کنارے

عُشّاقِ محمدؐ سے یہ رکھتے ہیں عداوت
اعدائے محمدؐ ہی مگر ان کو ہیں پیارے

توہینِ محمدؐ کا لگاتے ہیں یہ الزام
اُف! ہم پہ جو جیتے ہیں محمدؐ کے سہارے

حُجّت نہ ہو جب پاس تو پھر اور کریں کیا
لیتا ہے ہر اک ڈوبتا تنکوں کے سہارے

مجبور ہیں مجبور ہیں حرکات سے اپنی
اغیار کے ہاتھوں میں ہیں جب ان کے گزارے

جب دیکھتے ہیں تم کو تو کہتے ہیں مسلماں
احراریو! ہم دیر سے واقف ہیں تمہارے

جو لوگ ظفؔر کرتے ہیں توہینِ محمدؐ
اللہ اُنہیں قعرِ مُذلّت میں اتارے

(روزنامہ الفضل 27 جنوری 1950ء صفحہ 2)

احرار کی باطل توقعات کا مؤمنانہ جواب

کل مجھ سے ایک لیڈرِ احرار نے کہا
آساں نہیں ہے فتح تو دشوار بھی نہیں

پنجاب کے ہیں احمدی چھپن ہزار کُل
پھر لطف یہ کہ واقفِ پیکار بھی نہیں

احرارِ ہند ان کے مقابل کروڑہا
ان میں تمیزِ اندک و بسیار بھی نہیں

سارے جہاں کی قوموں سے ہے ان کی چپقلش
ان سر پھروں کا کوئی مددگار بھی نہیں

سرکار جس کے کھونٹے پہ سب ان کا ناچ تھا
حامی رہی اب ان کی وہ سرکار بھی نہیں

ناداں بگاڑ بیٹھے ہیں حکّامِ وقت سے
پہچانتے زمانے کی رفتار بھی نہیں

تیغ و تفنگ و توپ سے ٹھانی ہے جنگ کی
اور حال یہ کہ ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

محمود آج اِن کی ہے کشتی ڈبو رہا
افسوس ان میں کوئی سمجھدار بھی نہیں

یہ قول اس کا سُن کے کہا مَیں نے بس خموش
تجھ میں تو کچھ سلیقۂ گفتار بھی نہیں

یہ کیا کہا کہ حامی ہمارا نہیں کوئی
دیوانہ تو نہیں ہے تو ہشیار بھی نہیں

ناداں ہماری پُشت پہ وہ بادشاہ ہے
دُنیا یہ جس کے وار کی اِک مار بھی نہیں

احرار چیز کیا ہیں خُدا کی قسم مجھے
بچ سکتی اس کے وار سے سرکار بھی نہیں

تیغ و تفنگ و توپ سب اس کے غلام ہیں
تلوار کیا ڈراتی ہمیں نار بھی نہیں

اسبابِ دنیوی پہ ہماری نہیں نظر
سامانِ ظاہری کے طلب گار بھی نہیں

صرف اس خدائے پاک پہ اپنی نگاہ ہے
جس سا جہاں میں کوئی وفادار بھی نہیں

محمود کا کمالِ سیاست یہی تو ہے
”لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں“

(روزنامہ الفضل قادیان 17 نومبر 1935ء صفحہ 5)

''کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے''

ظاہر لباسِ اصل میں احرار ہو گئے
لو آج صاف معنیِٔ غدّار ہو گئے

پہلے تو غدر کرتے تھے اسلامیوں سے یہ
آج اپنے لیڈروں کے بھی غدّار ہو گئے

دیکھا جو پیسے مانگتے ''حضرت امیر'' کو
تو جھٹ غریب و مفلس و نادار ہو گئے

جب بند ہوتے دیکھی زباں ''ترجمان'' کی
رُوپوش ان کے درہم و دینار ہو گئے

تنظیم و اتحاد کے حامی تھے خواب میں
جب امتحان آیا تو بیدار ہو گئے

اے ''چودھری'' بے شرم تو راوی میں ڈوب مر
احرار تیرے تجھ سے بھی بیزار ہو گئے

اسلامیانِ ہند کے واحد اِجارہ دار
اُف کس قدر ہیں مفلس و نادار ہو گئے

کرتے دراز ہم پہ تھے کل جو زبانِ طعن
وہ آج شرمسار و نگونسار ہو گئے

ملّا عنایت اور مجاہد ہیں قید میں
''کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے''

(روزنامہ الفضل 29 مئی 1936ء صفحہ 2)

سیاحت کشمیر

(1938ء)

سنتے تھے بہت دیر سے کشمیر کی شہرت
ارمان تھا دل میں کہ کریں ہم بھی سیاحت

اس سال خداوند نے توفیق جو بخشی
ہم رختِ سفر باندھ کے گھر سے ہوئے رخصت

اُڑتی ہوئی گاڑی چلی کشمیر کی جانب
موٹر بھی بڑھی شوق سے با سُرعت و عجلت

پُر لطف ہے پُر کیف ہے کشمیرِ کا رستہ
اشجار کی بالیدگی سبزہ کی طراوت

ہر ذرّۂ کوہسار ہے اک طُورِ تجلّی
ہر شجرۂ وادی ہے انا اللہ کی حکایت

ہر چشمۂ شیریں و مصفّٰی کی صدائیں
ہر غالبؔ و اقبالؔ کو دیتی ہیں یہ دعوت

دنیا کی کشاکش سے تم اے بھاگنے والو
آ جاؤ میرے پہلو میں مونس ہے یہ خلوت

کشمیر کے باشندوں کا پرحال نہ پوچھو
افلاس کے ماروں سے ہے معمور یہ جنت

(ماہنامہ خالد جولائی 1956ء صفحہ 21)

کراچی

ہم تو سُنتے تھے کراچی ہے مسلمانوں کا شہر
اور جب دیکھا تو پایا نیم عریانوں کا شہر

گندی تصویروں سے ہے ہر بام و در آراستہ
یہ مسلمانوں کی بستی ہے کہ بت خانوں کا شہر

بی۔اے، بی۔ٹی بنتے بنتے بیٹیاں ٹیڈی بنیں
ہائے غافلِ ڈیڈیوں کا اور نادانوں کا شہر

(1964ء)

غزل

یکم مارچ 2000ء کو ایم ٹی اے کے ایک پروگرام میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی موجودگی میں ایک بچے نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

سوچتا ہوں کہ تجھے یاد کروں یا نہ کروں
دل ترے پیار سے آباد کروں یا نہ کروں

تو مری جان بھی ہے دشمنِ ایمان بھی ہے
جان و ایمان کو برباد کروں یا نہ کروں

عشق کے دام میں آزار بھی آرام بھی ہے
دل کو اِس دام سے آزاد کروں یا نہ کروں

تجھ کو تیری ہی قسم جانِ جہاں تُو ہی بتا
تیری مہجوری میں فریاد کروں یا نہ کروں

تُو ملے یا نہ ملے یہ تو ہے تقدیر کی بات
تیری تصویر سے دل شاد کروں یا نہ کروں

چشمِ اغیار سے چُھپ چُھپ کے کہیں رو رو کر
دلِ افسردہ کی امداد کروں یا نہ کروں

میں تو ہر لمحہ تجھے یاد کئے جاتا ہوں
یونہی کہتا ہوں تجھے یاد کروں یا نہ کروں

یاد میں اُس کی جو شیریں سے بھی شیریں ہے ظفؔر
زندہ پھر قصۂ فرہاد کروں یا نہ کروں

(روزنامہ الفضل 19 جنوری 2000ء صفحہ 2)

نوٹ: مولانا کی یہ واحد غزل ہے جو آپ نے اپنے قیامِ کراچی کے دوران 28 ستمبر 1966ء کو لکھی۔

ورثۂ داؤد

دوستو! ہم کو خلیفہ ہے وہ ذیشان مِلا
مَبدءِ فیض سے ہر اک جِسے فیضان مِلا

عیسوی شان لئے یوسفِ کنعان مِلا
حکمِ یحییٰ کو لئے فہمِ سلیمان مِلا

حسن و احسان میں احمدؐ سے ہے محمودؔ مِلا
ابنِ داؤد کو ہے ورثۂ داؤد مِلا

(ماہنامہ خالد مارچ 1955ء خلافت نمبر صفحہ 37)

رُباعی

ابھی وقت ہے اب بھی ہشیار ہو جا
بہت دِن گنوائے ظفؔر سوتے سوتے

مجھے ڈر ہے ناداں کہ دارُ العمل سے
نہ جائے کہیں تو گزر سوتے سوتے

(ماہنامہ خالد فروری 1956ء صفحہ 19)

نصرتِ الٰہی

کافر کو اپنی فوج کی کثرت پہ ناز ہے
طیارہ، ٹینک، توپ کی طاقت پہ ناز ہے

مؤمن کا دِل بھی ناز سے خالی نہیں ظفؔر
اس کو خُدائے پاک کی نصرت پہ ناز ہے

(روزنامہ الفضل 15/دسمبر 1971ء صفحہ 2)

ابتدائی کلام کے

چند نمونے

احمد کے عاشقوں میں ظفر کا بھی نام ہے
اُڑتی خبر سُنی ہے زبانی طیور کی

’’بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا‘‘

’’بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا‘‘
خود مسلماں کا بھی مشکل ہے مسلماں ہونا

کب الٰہی تیرے فضلوں سے مسلماں ہونگا
اب تلک ہاتھ نہ آیا مجھے انساں ہونا

کوئی مومن بھی ہو پھر سُست ہو، ناممکن ہے
شانِ ایمان سے ہے دُور تن آساں ہونا

عیشِ دو روزہ میں کھو دینا نشاطِ جاوید
اس سے کیا بڑھ کے بھلا اَور ہے ناداں ہونا

جادۂ عشق پہ چلنا جو ہے دُشوار تو کیا
کارِ مشکل کا بھی مشکل نہیں آساں ہونا

کیوں مِرے خانۂ دل کی یہ بنا ڈالی تھی
گر نہ منظور تھا یاں آپ کو مہماں ہونا

کششِ ذوق طلب نے مجھے کیا بخشا ہے
چشمِ دل کر گیا وا آپ کا پنہاں ہونا

اپنے ہی فضل سے وہ بات عطا کر مولیٰ
لوگ کہتے ہیں جسے صاحبِ ایماں ہونا

یہ جہاں ہیچ ہے مل جائے ہمیں دارِ بقا
گر میسّر ہو ہمیں عاملِ قرآں ہونا

لاجرم سارے مذاہب میں ہے کچھ قربانی
لیکن اسلام ہے ہر حال میں قرباں ہونا

بات دل کی نہ کبھی مان کہ ناداں ہے یہ
چاہیے نفس پہ تو عقل کا سلطاں ہونا

کیسی پھر لیت ولعل کہہ چکے آمنّا جب
کام اپنا ہے فقط تابعِ فرماں ہونا

جُز تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہ نہیں زاد مِرا
مجھ کو منظور نہیں بندۂ ساماں ہونا

ہے پریشانیٔ خاطر کا فقط ایک علاج
یادِ مولیٰ میں ظفؔر دل کا پریشاں ہونا

(زمانہ طالب علمی رسالہ جامعہ احمدیہ جولائی 1930ء صفحہ 11)

خطاب بہ ساقی

اگر ساقی پلا دے تو مجھے اک جام عرفاں کا
تو پھر جھگڑا ہی مٹ جائے خودی کا نفس وشیطاں کا

زمانے میں چلے ایسی ہوا مہر و محبت کی
کہ مخمورِ مئے اُلفت ہو دل ہر اک مسلماں کا

گلستانِ محمدؐ میں چلے بادِ بہاری پھر
کِھلے تازہ بتازہ نَو بہ نَو ہر پھول بُستاں کا

شبِ تاریک پھر بدلے ضیاءِ صبحِ صادق سے
ہو ظلمت دُور دنیا کی چڑھے پھر چاند کنعاں کا

مئے توحید سے مخمور ہو پھر حضرتِ انساں
نشاں مٹ جائے دنیا سے ضلال وشرک وعصیاں کا

خُدایا پھر خلافت کو عطا پہلی سیاست ہو
ظؔفر کا پھر اُڑے پرچم زمانے میں مسلماں کا

(مطبوعہ ''رسالہ جامعہ احمدیہ'' اکتوبر 1930ء صفحہ 25)

بارگاہِ ایزدی میں مسلم کی فریاد اور اس کا جواب

نہ وہ باغ ہے نہ بہار ہے، نہ وہ پھول ہیں نہ ہزار ہے
نہ رہی وہ صحبتِ یار ہے، جو رہا ہے کچھ تو وہ خار ہے

نہ وہ شمعِ بزم کی لَو رہی، نہ مگس کی وہ تگ و دَو رہی
نہ وہ سوز ہے نہ وہ ضو رہی، نہ وہ نور ہے نہ وہ نار ہے

نہ شرابِ ہوش رُبا رہی، نہ صدائے ''ساقیالا'' رہی!
نہ وہ مَے کشوں کی ادا رہی، نہ وہ کیف ہے نہ خمار ہے

نہ وہ پہلی سی ہیں عنایتیں، نہ قرار دہ وہ بشارتیں
نہ وہ میٹھی میٹھی حکایتیں، نہ وہ لطف ہے نہ وہ پیار ہے

نہ وہ شوکتِ عمران[1] ہے، نہ وہ دولتِ عثمان ہے
نہ علی کی حیدری شان ہے، ہوا سب رہینِ مزار ہے

[1] یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نہ وہ خالد بن ولید ہے، نہ وہ فتحِ مُلکِ جدید ہے
نہ وہ دشمنوں کو وعید ہے، نہ وہ رعب ہے نہ وقار ہے

نہ وہ رنگِ فتح و ظفر رہا، نہ عدُو کو کوئی خطر رہا
نہ کسی پہ میرا اثر رہا، نہ کسی میں میرا شمار ہے

گئے ہاتھ سے مرے ملک سب، نہیں پاس اپنے رہا کچھ اب
فقط ایک ہیں عجم و عرب، مگر ان کا حال بھی خوار ہے

مرے رب وہ میری خطا ہے کیا، تو ہے جس سے مجھ پہ خفا ہوُا
مَیں وہی ہوں مسلمِ با وفا، تجھے مجھ سے کیسا نقار ہے

مرا باغِ دین اُجڑ گیا، مرا کاروبار بگڑ گیا!!
مرا کارواں ہے بچھڑ گیا، مری آج حالتِ زار ہے

کیا یہ تو نے پہلے کہا نہیں، کہ کبھی بھی ہو گے فنا نہیں
تجھے یاد بھی ہے کہ یا نہیں، کوئی ہم سے قول و قرار ہے

ترے سچے وعدے وہ کیا ہوئے، نہیں آج تک جو وفا ہوئے
نہیں ہم تو تجھ سے جُدا ہوئے، تجھے ہم سے کیسا نقار ہے

نہ ہوُا نزول مسیح کا، نہ ہوُا امام ہی رُونما
کوئی آج اپنا نہیں رہا، ظلمات ہیں شبِ تار ہے

یہی شکوہ میرا تھا مشتہر، تو ندا یہ آئی کہ اے ظؔفر
تو بگو بہ مسلمِ بے خبر، کہ عبث یہ تیری پکا رہے

مَیں بتاؤں کیا وہ خطا ہے کیا، مَیں ہوں جس سے تجھ پہ خفا ہوُا
اگر ایک ہو تو مَیں دوں بتا، نہیں ان کا کوئی شمار ہے

ترے دل میں خوفِ خدا نہیں تجھے یاد روزِ جزا نہیں
ترے لب پہ حرفِ دعا نہیں، تجھے اس جہاں سے پیار ہے

تری طرز طرزِ یہود ہے، تری وضع وضعِ ہنود ہے
تو سمجھتا سُود میں سُود ہے، کوئی تجھ میں دیں کا شعار ہے؟

کیا ترک صوم و صلوٰۃ کو، دیا چھوڑ حج و زکوٰۃ کو!
گیا بھول وقتِ ممات کو، نہ ہی یاد روزِ شمار ہے

کبھی جائے تُو جو سُوئے حرم، تو ہزار دل میں لئے صنم
ہے زباں سے کہنا کرم کرم، ترا دل بتوں کا شکار ہے

نہیں بھیجا مَیں نے امام کیا؟ کیا تُو نے اس کو سلام کیا
ہے یہی وفا کا مقام کیا؟ کہ مِرے ولی سے نقار ہے

ہے اسی کے دم سے بہارِ دیں، ہے یہی مسیحِ مزارِ دیں
ہے اسی پہ دارو مدارِ دیں، یہی تیرا حصن و حصار ہے

مری جس پہ لاکھ ہیں رحمتیں، کرے اس پہ لاکھ تو لعنتیں
کروں کیوں مَیں تجھ پہ عنایتیں، ترا ظلم و جور شعار ہے
جو مری نظر میں لعین ہے، وہی تیرے دل کا قرین ہے
تجھے مجھ پہ خاک یقین ہے، وہی تیرا دل بر و یار ہے

اگر آج بھی اسے مان لو تو وہ پہلی شوکت و شان لو
نہیں بلکہ دونوں جہان لو، یہ ازل سے پایا قرار ہے

نہ تو مجھ کو تجھ سے نقار ہے نہ ترے عدو سے پیار ہے
مجھے بس اسی سے پیار ہے، جسے میرے پیاروں سے پیار ہے

(زمانہ طالب علمی "رسالہ جامعہ احمدیہ" اکتوبر 1930ء صفحہ 37، 38، 39)

مَیں احمدی ہوں اَور مجھے اِس پہ ناز ہے

دونوں جہاں کے عیش سے وہ بے نیاز ہے
جو دل کہ اس کی یاد میں وقفِ گداز ہے

دنیائے بے ثبات حقیقت تھی خواب میں
کھولی جو آنکھ دیکھا حقیقت مجاز ہے

جُز اس کی ذاتِ پاک کے جو کچھ ہے ہیچ ہے
حقانیت ہے جس میں وہی بے نیاز ہے

زندہ ہیں بس وہی جو مٹے اس کی راہ میں
گویا نہ ہونا، ہونے کا ہستی کا راز ہے

آئینہ دل کا توڑنا ہے اُس کا جوڑنا
ہاں کیوں نہ ہو کہ خواہشِ آئینہ ساز ہے

اہلِ وطن! جو چاہو کہو تم مجھے مگر
مَیں احمدی ہُوں اور مجھے اس پہ ناز ہے

اسلام کا ہے درد مِرے دل میں جاگزیں
رونا مِرا وضو ہے تڑپنا نماز ہے

یارب تو میری ساری خطائیں معاف کر
بگڑی مِری بنا دے کہ تُو کارساز ہے

مانا کہ مَیں گناہوں میں حد سے گزر گیا
لیکن تری بھی چادرِ رحمت دراز ہے

اپنے خدائے پاک سے بس دل لگا ظفرؔ
گر ساتھ گوشِ ہوش ہے اور چشمِ باز ہے

(زمانہ طالب علمی رسالہ جامعہ احمدیہ سالانہ نمبر دسمبر 1930ء صفحہ 7
روزنامہ الفضل 24/اکتوبر 1974ء صفحہ 2)

تحریضِ عمل

نفسِ امّارہ و شیطان سے لڑنا ہے مجھے
دو جہاں جس سے ملیں کام وہ کرنا ہے مجھے

بس ابھی آتا ہوں میدانِ عمل میں ہم دم
جوہرِ علم سے کچھ اَور سنورنا ہے مجھے

دیکھ لوں راہِ عمل عِلم کی عینک سے ذرا
آگے آگے ابھی اس راہ پہ چلنا ہے مجھے

زندہ ہوسکتی ہے گر قوم مِرے مرنے سے
تو بہت شوق سے منظور یہ مرنا ہے مجھے

صورتِ شمع جلا قوم کی محفل میں مجھے
یا الٰہی میری جنّت یہی جلنا ہے مجھے

اب تو فرصت دے مجھے اپنی پرستش سے ذرا
اے مرے نفس کہ کچھ اور بھی کرنا ہے مجھے

کام کچھ کر کے دکھاتے تو ظفرؔ بات بھی تھی
کب تلک کہتے چلے جاؤ گے ''کرنا ہے مجھے''

(زمانہ طالب علمی۔ رسالہ جامعہ احمدیہ سالانہ نمبر دسمبر 1930ء صفحہ 58 نیز روزنامہ الفضل 13 مارچ 1995ء صفحہ 2)

جلسہ سالانہ قادیان کا روح پرور نظارہ

ترقی فضلِ حق سے دم بہ دم ہے
زمینِ قادیاں اب محترم ہے

خدا کا فضل ہے چھوٹی سی بستی
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

چلی آتی ہے دنیا ہر طرف سے
اُسی جانب اُٹھا اب ہر قدم ہے

وہی بستی جو گمنامی میں گم تھی
اسی کا سب سے اُونچا اب علَم ہے

ہے بے شک فرض حجِ کعبۃ اللہ
زیارت قادیاں کی بھی اہم ہے

عرب نازاں ہے گر ارض حرم پر
تو ارض قادیاں فخرِ عجم ہے

بفضلِ ایزدی جلسہ ہمارا
برائے تشنگاں ابرِ کرم ہے

فنا ہو جاؤ گے اے دشمنو! تم
عنادِ احمدیت اک سم ہے

نشانوں پر نشاں دیکھے ہیں سب نے
اگر اب بھی نہ مانو تو ستم ہے

خدا کا قہر ہو گا تم پہ نازل
ازل سے یہ نوشتوں میں رقم ہے

جہاں باطل ہو چکنا چور گر کر
ہمارا ان چٹانوں پر قدم ہے

مسیحا! پھر ترے مہمان آئے
معزز محترم انسان آئے

تقدس کا جہاں قائل ہے جن کی
یہاں وہ صاحبِ عرفان آئے

دبائی ہیں بغل میں گر حدیثیں
تو ہاتھوں میں لئے قرآن آئے

مسیحا سر کے بل چل کر گھروں سے
ترے دیوانے اور مستان آئے

بہت تکلیفیں رستے میں اٹھائیں
مگر شادان اور فرحان آئے

یہ بنگالی ہیں گر تو وہ ہیں سندھی
یہ کشمیری ہیں وہ افغان آئے

بہت آئے قریشی اور مرزے
ہزاروں، شیخ! سید! خان! آئے

یہ شامی ہیں تو یہ مصری و رومی
بہت از سرحد ایران آئے

غرض ہر ملک سے آئے ہیں مہماں
جزائر کے بھی ہیں سکّان آئے

تجھے اے دشمن ناداں خبر کیا
کہ کیوں ہیں یہ سبھی مہمان آئے

یہ پروانے سبھی اسلام کے ہیں
یہ سارے سیکھنے قرآن آئے

ابھی کر دیں گے قرباں اپنی جانیں
خلافت کا اگر فرمان آئے

ظفرؔ صد شکر ہے کہ پھر جہاں میں
مسلماں صاحبِ ایمان آئے

(الفضل قادیان 25 دسمبر 1932ء صفحہ 9)

نوٹ: سابقہ ایڈیشن میں یہ نظم نامکمل تھی اب اسے مکمل شائع کیا جارہا ہے۔

یاد میں اُس کی جو شیریں سے بھی شیریں ہے ظفرؔ
زندہ پھر قصۂ فرہاد کروں یا نہ کروں

متفرقات

یا رب تو اُس کو اور بھی اپنے قریب کر
جو میرے حق میں قُرب ترے کی دُعا کرے

O

چکّر میں آسماں ہے گردش میں ہے زمانہ
تقدیر نے لگایا کیا خوب تازیانہ

اِس جبر کے جہاں میں آزادیاں ہماری
اک آہنی قفس میں تنکوں کا آشیانہ

سختی نہ کر زیادہ اَے محتسب مبادا
اظہارِ بے بسی ہو اِقرارِ مُجرمانہ

O

''قِصّۂ ابلیس و آدمؑ رانِگر
تو آدم و ابلیس کے قصہ کو غور سے دیکھ
تابیابی نُورِ دل نورِ نظر''
تا تو نور دل (اور) نور نظر کو پا سکے

نوٹ: ایک دفعہ خاکسار قرآنِ شریف کے حُروفِ مُقطّعات کی روشنی میں غور کر رہا تھا کہ کیا قرآن شریف میں جو واقعات بار بار آئے ہیں اُن کے الفاظ میں زمانے کے مطابق تبدیلی ہوتی ہے یا نہیں۔ اس پر مجھے اُوپر کا شعر اِلقاء ہوا۔ اس پر مَیں نے بعد از تدبُّر اِس الہامی شعر کے جواب میں بطور تشکر یہ شعر کہا:

قِصّۂ ابلیس و آدمؑ دیدہ ام
میں نے ابلیس و آدم علیہ السلام کے قصہ کو دیکھا ہے
دِل مُنوّر شُد از وہم دیدہ ام
میں نے دل کو وہم سے دور ہوکر منوّر رہوتے ہوئے بھی دیکھا ہے

عَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ

جہاں کو پہنچا دے اَے پیمبرؐ! بہ لفظِ شیریں پیام میرا
دِلوں میں کر اِنقلاب پیدا سُنا سُنا کر کلام میرا
مگر رہے یاد یہ حقیقت کہ تُو مُصَیطِر نہ محتسب ہے
حساب لینا نہ تُو کسی سے، حساب لینا ہے کام میرا

ہم احمدی جواں ہیں خُدّامِ احمدیّت
خُدّامِ ملک و مِلّت ، خُدّامِ آدمیّت
دُنیا میں دو۲ ہی چیزیں مقصودِ زندگی ہیں
اللہ کی عبادت، خلقِ خدا کی خدمت

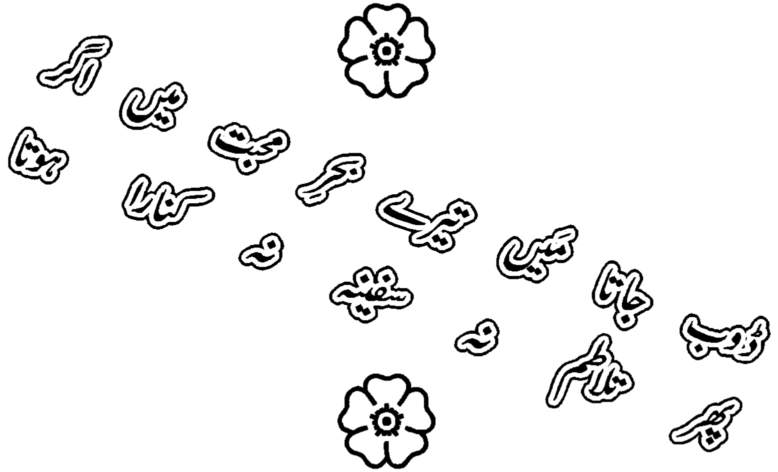

ایک دوست نے حیدر آباد دکن سے مجھے اپنا بہت سا کلام بہ غرض اصلاح بھجوا دیا اور ساتھ ہی لکھا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ مجھے خواب میں ملے اور فرمایا کہ اپنا کلام ظفر محمد سے ٹھیک کراؤ۔ میں بیمار تھا۔ ذیل کے تین شعر لکھ کر اُنہیں اُن کا کلام واپس بھجوا دیا۔

سچ کہہ دُوں اَے برادر! گر تُو بُرا نہ مانے
بھاتے نہیں مجھے اب شِعر و سخن، تَرانے

پِیری کے فَیض سے اب حالت بدل چکی ہے
شاید ہیں یاد تُجھ کو گزرے ہوئے زمانے

جس نُورِ دیں نے تُجھ کو رستہ مِرا دکھایا
آیا نہیں مجھے وہ رستہ تِرا دکھانے

آپ بد قسمت ہے جو محروم ہے
ورنہ تیرے فَیض کا ہے دَر کھُلا

نہ کسی سے دوستی ہے نہ کسی سے دشمنی ہے
یہ ظؔفر عجب ظفر ہے ہر حال میں غنی ہے

ایسے ہیں آپ جامعہ والوں کے سامنے
جیسے مہ تمام ہلالوں کے زمانے

آئے میرے عزیز ہیں مرے مزار پر
رحمت خدا کی مانگنے مُشتِ غبار پر

فارسی کلام

اُو سراپا نُور ہست و من سراپا تِیرگی
ذرّۂ خاکی منم ، اُو آفتابِ انور است

آئینہ دارِ مِہرِ رسالت خِلافت است
شیرازہ بندِ رُوحِ جماعت خِلافت است

مقامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بنگر چساں بلند مقامِ محمدؐ است
دیکھ! کس قدر بلند مقام محمدؐ ہے
احمد علیہ السلام مسیحِ خلق غُلامِ محمدؐ است
احمد، مخلوق کا مسیحا، محمدؐ کا غلام ہے۔

دِیدم بسے کتاب ، شُنیدم بسے کلام
بہت سی کتابیں دیکھیں اور بے تحاشا کلام سنے
سرتاجِ ہر کلام کلامِ محمدؐ است
ہر کلام کا سرتاج، کلامِ محمدؐ ہے۔

ہر یک نِظام دُشمنِ تسکینِ آدمی
ہر ایک نظام ،انسان کی اصلاح کا دشمن ہے
حِصْنِ حصینِ اَمْن نِظامِ محمدؐ است
جبکہ امان کی ضمانت صرف اور صرف نظام محمدؐ ہے

جنّ و بشر ملائکہ مشتاق نورِ او
جن و بشر اور فرشتے اس کے نور کے مشتاق ہیں
بعد از خدا بزرگ مقامِ محمدؐ است
خدا کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مرتبہ سب سے بلند و بالا ہے
(ماہنامہ الفرقان جون، جولائی 1959ء صفحہ 56)

نعتُ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(بہ اعترافِ عجز)

اَزلبم تَوصِیفِ احمدؐ کو زِ وہمِ برتر است
اپنے لبوں سے احمد مجتبیٰؐ کی تعریف کرنا تو میرے وہم وگمان سے بھی بالاتر ہے
مدحتِ خورشید گوئی از زبانِ شپرّ است
گویا چمگاڈر کی زبان سے خورشید کی تعریف کرنا ہے۔

اُو سراپا نُور ہست و من سراپا تِیرگی
وہ سراپا نور اور میں گھٹا ٹوپ اندھیرا
ذرّۂ خاکی منم ، اُو آفتابِ انور است
میں تو ذرہ خاکی ہوں اور وہ انوار کا آفتاب ہے

من گدائے بے نوا ، اُو خواجۂ ہر دوسرا
میں گدائے بے نوا اور وہ خواجہ ہر دوسرا ہے
من کمترم از کِرمکے ، اُو فخرِ ہر پیغمبر است
میں کیڑے سے بھی کم تر ہوں اور وہ ہر رسولوں کا فخر ہے

من خزانِ بے بہار و اُو بہارِ بے خزاں
میں بے بہار کی خزاں ہوں اور اُن کا وجود ایسے ہے جیسے بے خزاں میں بہار آجائے
قطرۂ ناچیز من ، اُو سلسبِیل و کوثر است
میں قطرۂ ناچیز اور وہ سلسبیل و کوثر ہے۔

من اسیرِ نفسِ خویش و در معاصی پیش پیش
میں اپنے نفس کا اسیر اور گناہوں میں ڈوبا ہوا (ہوں)
اُو اِمامِ انبیاء علیہ السلام و رہبراں را رہبر است
وہ انبیاء کا امام اور رہبروں کا رہبر ہے

از مقاماتِ محمدؐ ہیچ کس آگاہ نیست
محمدؐ کے (ارفع ترین) مقامات سے کوئی بھی آگاہ نہیں ہے
جبرئیل از رفعتِ پروازِ اُوہم ششدر است
جبرائیل بھی اس کی رفعتِ پرواز سے حیرت میں ہے۔

اَے ظفرؔ! خاموش شَو تُو لائقِ مدحش نۂ
اے ظفر! خاموش رہ (کیونکہ) اس کی مدح کرنا تیرے بس کی بات نہیں ہے
مے ندانی خامشی از نُطقِ بے جا بہتر است
کیا تو جانتا نہیں کہ خاموشی، بے موقع بولنے سے بہتر ہے

(ماہنامہ الفرقان سالنامہ نومبر، دسمبر 1976ء صفحہ 75,74)

برُوئے خاک شجرۂ راحت خِلافت است

آئینہ دارِ مِہرِ رِسالت خِلافت است
خلافت، رسالت کے آفتاب کی آئینہ دار ہے
شیرازہ بندِ رُوحِ جماعت خِلافت است
خلافت، جماعت کے اتحاد اور تنظیم کی روحِ رواں ہے
دیدم بسے نظام بروئے زمیں مگر
میں نے زمین پر بہت سارے نظام دیکھے ہیں لیکن
جانِ نظام و حُسنِ سیاست خِلافت است
خلافت، سیاست کے حسن و نظام کی جان ہے۔
میزانِ پادشاہی و جمہوریت غلط
جمہوریت اور بادشاہت کے سب طریق عبث ہیں
قِسطاسِ مُستقیمِ عدالت خِلافت است
خلافت، عدل و انصاف قائم کرنے والا ترازو ہے۔

ہر یک طریق دُشمنِ تسکینِ رہرواں
راہ حق کے مسافروں کے لئے دوسرا ہر راستہ بے امن اور بے سکون ہے
راہِ نجات و امن و سلامت خِلافت است
جبکہ خلافت ہی راہِ نجات، امن و سلامتی ہے۔
در مسجد و اِمام ندانی که راز چِیست
تو مسجد اور امام کے بارے میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں کیا بھید پوشیدہ ہے؟
مسجد جماعت است و اِمامت خِلافت است
یعنی مسجد جماعت اور خلافت امامت ہے۔
اَے بے خبر به ظِلِّ خِلافت بِیا! بِیا!!
اے غافل شخص! خلافت کے زیر سایہ آ جا! (کیونکہ)
بر رُوئے خاک شجرۂ راحت خِلافت است
خلافت، رُوئے زمین پر راحت کا (سایہ دار) درخت ہے
بِگُذر زِ نفسِ خویش ظَلُوم و جَہول باش
اپنے نفس کو چھوڑ اور ظلوم و جہول ہو جا
نشُنیدۂ که بارِ امانت خِلافت است
کیا تو نے سنا نہیں کہ خلافت ہی ہے جو امانت کا حق ادا کرسکتی ہے۔

(روزنامہ الفضل 24 نومبر 1957ء صفحہ 3)

مانندِ آفتاب درخشد اِمامِ ما

ہمارا ''امام'' سورج کی طرح چمکتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے 1980ء میں دیارِ مغرب تشریف لے جانے پر

از دستِ عقل خویش گرفته زمامِ ما
ہم نے اپنی لگام ،اپنی عقل سے لے لی ہے

ما ساختیم عِشق و جنوں را اِمامِ ما
(کیونکہ)ہم نے عشق و جنون کو اپنا امام بنا لیا ہے

ما یافتیم نُور زِ انوارِ مصطفیؐ
ہم نے زندگی کے نور کو محمد مصطفیؐ کے انوار سے ہی لیا ہے

حُسن و جمالِ ماسْت زِ خَیرُ الْاَنَامؐ ما
اور ہمارا حسن و جمال بھی ہمارے اسی خیرالانامؐ سے وابستہ ہے

گاہے به سمتِ شرق گهے در جهاتِ غرب
کبھی مشرق کی جانب سے اور کبھی مغرب کے اطراف سے

مانندِ آفتاب دَرَخْشد اِمامِ ما
ہمارا امام سورج کی مانند چمکتا ہے۔

اِسلامِ ماسْت مُحسِنِ اِنسانیت فَقَط
صرف ہمارا مذہب اسلام ہی محسن انسانیت ہے

اِین اسْت بہرِ مشرِق و مغرِب پیامِ ما
(اور) یہی شرق و غرب کو ہمارا پیغام ہے۔

مادر جهان بُغض نه داریم با کسے
ہمیں اس جہان میں کسی سے کوئی بغض نہیں ہے

ہمدردیِ عوام بنائے نظامِ ما
ہمارے نظام کی بنیاد ہی عوام کی ہمدردی ہے۔

خواہید گر نجات بیائید سُوئے ما
اگر تو نجات چاہتا ہے تو ہماری طرف آ

اَے غافِلاں! نجات ببخشد کلامِ ما
اے غافلو! ہمارا پیغام تو نجات بخش ہے

ما چشمِ اِمتیاز نه داریم اَے ظفرؔ!
اے ظفر! ہم کوئی امتیاز نہیں رکھتے

عام اسْت بہرِ اَبیض و اَسْود سَلامِ ما
ہمارا سلامتی کا پیغام ہر گورے اور کالے کیلئے یکساں اور عام ہے

(روزنامہ الفضل 2 دسمبر 1980ء صفحہ 2)

”ہرگز نمیرد آنکه دِلش زنده شُد بعِشق“

ذیل کے اشعار برادرم قریشی محمد نذیر صاحب ملتانی مرحوم کی وفات پر اُنہی کی زبان سے کہے گئے

از دستِ عقلِ خویش گرفته زمامِ ما
ہم نے اپنی لگام، اپنی عقل سے لے لی ہے
ما ساختیم عشق و جنوں را اِمام ما
(کیونکہ) ہم نے عشق و جنون کو اپنا امام بنا لیا ہے۔

ما از جہانِ سُود و زیاں در گذشته ایم
ہم اس جہان کے سود و زیاں سے ماوراء ہو گئے ہیں
چشمِ جہانیاں نشناسد مقامِ ما
(اسی لیے) اہل دنیا کی آنکھ ہمارے مقام کو نہیں پہنچانتی۔

صورت نگر زِ معنیٔ ما بے خبر رَود
دنیا دار ہماری حقیقت سے بے خبر جا رہا ہے
یک تیغِ آبدار بدارد نیامِ ما
حالانکہ ایک تیز دھار تلوار ہماری نیام میں ہے

در کاسۂ حریف بجُز دُرد ہیچ نیست
حریف کے کاسہ میں سوائے تلچھٹ کے کچھ نہیں
صہبائے پاک و صاف بجو شد به جامِ ما
اور ہمارا جام، مطہر شراب سے چھلک رہا ہے

مجروحِ راہِ یار مقامِ شہید یافت
محبوب کے راستے کا زخمی شہید کا رتبہ پا گیا
آمد ہُمائے اَوج و سعادت به دامِ ما
جبکہ اوجِ سعادت[1] کا ہما[2] ہمارے قبضے میں ہے

ما تیز رَو به منزلِ جاناں رسیده ایم
ہم تو تیزی سے سفر طے کر کے محبوب کی منزل تک جا پہنچے ہیں
اَے سُست گام تیز بیا تا مقامِ ما
اے سست چلنے والے ہمارے مقام تک پہنچنے کیلئے ذرا تیز دوڑ کے آ

۱۔ خوش بختی کی معراج
۲۔ ایک فرضی پرندہ: اہل فارس میں مشہور ہے کہ ہما ایسا پرندہ ہے کہ جو کسی پر بیٹھ جائے اسے دنیا کی سلطنت و دولت سے نوازتا ہے۔ اس لئے اسے شعراء خوش بختی و بلندی مقام کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ (مترجم)

"ہرگز نمیرد آنکه دلش زنده شُد بعشق
جس کا دل عشق سے زندہ ہو گیا وہ شخص کبھی نہیں مرتا
ثَبت است بر جریدۂ عالَم دوامِ ما"
ہمارا ہمیشہ رہنا صفحہ عالَم پر ثبت ہے۔

مُستَبْشِرُوْنَ نَحْنُ بِمَنْ لَاحِقٌ بِنَا
ہم تو خوشخبری دینے والے ہیں جو بھی ہمارے ساتھ ملتا ہے
یا رَبّ رساں غریب ظفرؔ را پیامِ ما
اے رب! ہمارے اس پیغام کو بیچارے ظفر تک پہنچا دے۔

(روزنامہ الفضل 27 جنوری 1970ء صفحہ 4)

شراب رُوح پرور بخش ساقی

(مصرعِ اوّل فارسی، مصرعِ ثانی عربی)

شرابِ رُوح پرور بخش ساقی
اے ساقی! تو ہمیں رُوح پرور شراب عنایت فرما
تَكَادُ تَبْلُغُ النَّفْسُ التَّرَاقِي
کیونکہ ہماری جان گلے تک پہنچنے کے قریب ہے (یعنی ہمارا سانس بند ہونے کے قریب ہے)
مئے اِخلاص و تسلیم و رضا دِہ
اخلاص و تسلیم اور رضا کی شراب ہمیں عطا کر
فَقَدْ صَارَ الْوَرٰی اَهْلَ النِّفَاقِ
کیونکہ ساری مخلوق نفاق اختیار کرنے والی بن گئی ہے
دِلم از جُرعۂ تسکیں نیابد
میرا دل ایک گھونٹ سے تسکین نہیں پائے گا
فَرَوِّ الْقَلْبَ مِنْ كَأْسٍ دِهَاقِ
بس میرے دل کو لبالب جام سے سیراب کردے

خُدا داند که بُغضِ اہلِ ایماں
خدا جانتا ہے کہ اہل ایمان سے بغض رکھنا

لَسَمٌّ مُهْلِكٌ مُرُّ الْمَذَاقِ

ایک ایسا مہلک زہر ہے جس کا ذائقہ بڑا تلخ ہوتا ہے

دلِ "احرار" چُوں اِیں زہر خوردہ
چونکہ احراریوں نے یہ زہر کھا لیا ہے

فَلَا يُشْفٰى بِتِرْيَاقٍ وَّ رَاقِ

پس کسی تریاق یا تعویذ ٹونے ٹوٹکے سے اسے شفا نہیں مل سکتی

نیایند باز از تکفیر اِلّا
یہ لوگ کافر قرار دینے سے باز نہیں آئیں گے سوائے (اس کے کہ)

اِذَا الْتَفَّتْ لَهُمْ سَاقٌ بِسَاقِ

جب (مرتے وقت) ان کی ایک پنڈلی دوسری پنڈلی کے ساتھ لپیٹ دی جائیگی

ز بس نُورِ خُدا ہست احمدیّت
چونکہ احمدیت ہی صرف نورِ خدا ہے

فَنُوْرُ اللّٰهِ لَا يُعْطٰى لِعَاقِ

اس لئے نور الٰہی کسی نا فرمان کو ہرگز عطا نہیں کیا جاتا

ہلاکِ ظالماں از عَیش خُوشتر
ایسے ظالموں کا ہلاک کیا جانا ان کے زندہ رہنے سے بہتر ہے

اِذَا عَاشُوْا بِظُلْمٍ وَّ انْشِقَاقِ

جب وہ ظلم کرنے اور پھوٹ ڈالنے والی زندگی بسر کر رہے ہوں

نترسند از خُدا ہرگز نترسند
وہ خدا تعالیٰ سے ہرگز ہرگز نہیں ڈرتے

وَلَا يَخْشَوْنَ اٰلَامَ الْفِرَاقِ

اور نہ ہی وہ دنیا سے ایک دن رخصت ہو جانے کا خوف کھاتے ہیں

بجائے آخرت دُنیا خریدند
وہ آخرت کی بجائے دنیا خریدتے ہیں

فَعَيْشُهُمْ لِاَرْغِفَةٍ رِقَاقِ

وہ تو صرف پتلے پتلے پراٹھے کھانے کے لئے زندہ ہیں

نخواہند "کوثرے" نے "سَلْسبیلے"
وہ اگلے جہاں کے "حوضِ کوثر" اور "سلسبیل" کے چشموں کے ہرگز خواہاں نہیں۔

فَقَطْ طُلَّابُ اَشْرِبَةٍ رِحَاقِ

وہ تو صرف دنیا کی نشہ آور شرابوں کے طالب ہیں

”زمیں جُنبد نجُنبد گُل محمد“

(ان کی مثال تو اس گل محمد نامی موٹے آدمی کی طرح ہے) کہ زمین ہل گئی لیکن گل محمد نہ ہلا۔

اِذَا مَلَأُوْا بُطُوْنًا كَالزِّقَاقِ

جب کہ وہ مشکیزوں کی طرح اپنے پیٹوں کو خوب بھرتے رہتے ہیں (کھا کھا کر)

چه آرند عذر پیشِ حقّ تعالیٰ

خدائے حق تعالیٰ کے سامنے کیا عذر پیش کریں گے

اَعَادِی الْحَقِّ مِنْ بَعْدِ الْمَسَاقِ

یہ راستی کے دشمن جب (مرنے کے بعد) جانا ہوگا خدا کے حضور

بیاید روزِ فَیصل ہمچُو برقے

”فیصلہ کا دن“ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اچانک آ جائے گا

فَلَا يَجِدُوْنَ مِنْ مُنْجٍ وَّوَاقٍ

تب وہ کوئی نجات دہندہ اور بچانے والا نہ پائیں گے۔

نصیبِ شاں شود خواری و ذِلّت

رسوائی و ذلت ان کے شامل حال ہو گی

وَنُحْبَرُ فِي الْجِنَانِ مَعَ الرِّفَاقِ

جب کہ (انشاءاللہ) ہم اپنے ساتھیوں سمیت عزت اور خوشیوں سے سرفراز کئے جائیں گے

به ایزد جنگ ورزیدند وَاللّٰه

اللہ کی قسم! انہوں نے خدا سے جنگ چھیڑ دی ہے

بِاِيْذَاءِ الْوَلِيِّ وَبِالشِّقَاقِ

اللہ کے ولی کو دکھ دے کر اور اس کی مخالفت کر کے

گہے سُوئے جنُوں منسُوب کردند

کبھی تو اس ولی اللہ کی طرف پاگل پن منسوب کرتے ہیں

وَطَوْرًا يَنْسِبُوْنَ اِلَى الْمِرَاقِ

اور کبھی اس کی طرف مالیخولیا ہو جانا منسوب کرتے ہیں۔

قسم بخُدا کہ صادق ہست احمد

اللہ کی قسم! احمدؑ (القادیانی) صادق ہے

اِلٰى رَبِّ الْعُلٰى نِعْمَ الْمَرَاقِيْ

اور خدا تعالیٰ کے حضور بہترین بلند درجات پانے والا ہے۔

علاج درد فرقت احمدیت

خدا تعالیٰ سے دوری کے مرض کا علاج احمدیت ہے

لَتُنْجِيَنَا مِنْ اَحْزَانِ الْفِرَاقِ

اور یقیناً احمدیت ہی ہمیں خدا سے دوری کے غموں سے بچالے گی

پیامِ وصلِ جاناں احمدیّت

احمدیت ہی محبوب سے ملنے کا پیام ہے

تُبَشِّرُنَا بِرَيْحَانِ التَّلَاقِي

جو ہمیں تعلق باللہ کی معطر خوشخبری دے رہی ہے

جہانے شُد زِ انوارش مُنوّر

ایک جہان اس (احمدیت) کے نوروں سے منور ہو گیا ہے

بِصُبْحٍ يَنْجَلِي لَيْلُ الْفِرَاقِ

(خدا سے) دُوری وجدائی کی رات (احمدیت) کی صبح سے جلوہ افروز ہوگئی ہے۔

میا نزدیکِ من اَے زالِ دُنیا

اے دنیا دار شخص! میرے قریب مت آ

فَلَسْتُ بِرَاجِعٍ بَعْدَ الطَّلَاقِ

کیونکہ میں چلا جانے کے بعد واپس لوٹنے والا نہیں ہوں

ظفرؔ گر ہوش میداری توکّل

ظفر اگر تو سمجھدار ہے تو تُو توکل

عَلَى اللّٰهِ الَّذِي حَيٌّ وَّبَاقٍ

اس اللہ پر جو حیّ و قیوم اور باقی رہنے والا ہے۔

(روزنامہ الفضل لاہور 9 راگست 1952 صفحہ 2)

اِقبالؔ کی ایک فارسی غزل عَربی لباس میں

از چشمِ ساقی مستِ شرابم

میں تو ساقی کی آنکھوں سے شراب پی کر مست ہو گیا

وَسَاقٍ عَيْنُهُ مِنْهَا سَكِرْتُ

اور کئی ایسے ساقی ہیں کہ اس کی آنکھ کی جھلک سے میں ایسی مستی کا شکار ہو گیا

بے مَے خرابم بے مَے خرابم

میں (ظاہری) شراب پیئے بغیر ہی نشہ میں چور چور ہو گیا

كَأَنِّي قَدْ شَرِبْتُ وَمَا شَرِبْتُ

گویا کہ میں نے شراب پی ہوئی ہے حالانکہ میں نے شراب نہیں پی

شَوقم فزوں تر از بے حجابی

اس (محبوب) کے بے حجاب ہو کر میرے سامنے آنے سے میرا شوق جنوں مزید تیز ہو گیا

وَتَذْكُوْ نَارُ شَوْقِي بِالْوِصَالِ

اور میرے عشق وشوق کی آگ اُس کے وصال سے بھڑک اٹھی۔

بینم نہ بینم در پیچ و تابم

میں اس کو دیکھوں نہ دیکھوں، دونوں صورتوں میں بے چین رہتا ہوں

فَلِي قَلَقٌ دَنَوْتُ اَمْ نَأَيْتُ

میں اُس کے قرب کو پاؤں یا اس سے دور رہوں میں بے چینی اور قلق سے دوچار ہوں۔

چُوں رشتۂ شمع آتش بگیرد

جس طرح شمع کا دھاگا آگ سے جل اٹھتا ہے۔

كَخَيْطِ الشَّمْعِ يَذْكُو الْوِتْرُ نَارًا

شمع کے دھاگہ کی طرح میرا رشتہ جان (یعنی دل) جل اٹھتا ہے۔

از زخمۂ من تارِ ربابم

(اسی طرح) میرے مضراب سے رباب کے
تار فریاد کرنے لگتے ہیں

اِذَا عُوْدِي بِمِضْرَا بِي ضَرَبْتُ

جب بھی اپنی بانسری کو چھیڑتا ہوں تو وہ
درد بھرے راگ الاپنے لگتی ہے

از من بِرُوں نیست منزل گہِ من

میری منزل (عشق) مجھ سے باہر تو نہیں

قَرِيْبٌ مَنْزِلِي مِنِّي وَلٰكِنْ

میری منزل قریب ہے لیکن

من بے نصیبم را ہے نیابم

لیکن میں بدقسمت ہوں کہ مجھے کوئی راستہ
سجھائی نہیں دیتا

اَنَا الْمَحْرُوْمُ نَهْجِي مَاوَجَدْتُّ

میں بے نصیب ہوں مجھے میرا راستہ نہیں
مل رہا

تا آفتابے خیزد زِ خاور

جب تک مشرق سے سورج طلوع نہیں ہوتا

لِكَيْمَا تَطْلُعَنْ شَمْسٌ بِاُفُقٍ

جب تک سورج اُفق سے طلوع نہیں ہوتا

مانندِ انجم بستند خوابم

ستاروں کی طرح مجھے جگا رکھا ہے

مِثَالَ النَّجْمِ مِنْ نَوْمِي حُرِمْتُ

ستاروں کی مانند میں بھی سونے سے
محروم رہتا ہوں

وَدَعْ كُلَّ هُدًى بَعْدَ هُدَىٍ مُحَمَّدٍ

وَ اَقْبِلْ اِلَى الْاِسْلَامِ تَنْجُ وَتُغْفَرِ

عربی کلام

اَعَنْتَ مَنْ اِعَانَتُهُ آوَاهُ

اَهَنْتَ مَنْ آوَاهُ آنْ يُّهِيْنَا

قَصِيدَةٌ عَرَبِيَّةٌ
فِي مَدْحِ الْقُرْاٰنِ الْكَرِيْمِ

تَلَوْتُكَ يَا قُرْاٰنُ يَا نُوْرَ مُهْجَتِيْ

اے قُرآن! اے میری جان کے نُور! مَیں نے تیری تلاوت کی۔

فَإِنَّكَ رَيْحَانِيْ وَ رَوْحِيْ وَجَنَّتِيْ

یقیناً تُو ہی میری خوش بُو ہے اور میری راحت اور میری جنّت ہے

أَرٰى فِيْكَ نُوْرًا لَيْسَ يُمْكِنُ وَصْفُهٗ

مَیں تجھ میں ایک ایسا نُور دیکھتا ہوں جو نا قابلِ بیان ہے

تَقَرُّ بِهٖ عَيْنِيْ وَتَهْتَزُّ نَسْمَتِيْ

اس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور میری رُوح وجد میں آجاتی ہے

فَلَوْلَا هُدَاكَ مَا عَرَفْنَا إِلٰهَنَا

اگر تیری راہنمائی نہ ہوتی تو ہم اپنے معبود کو نہ پہچان سکتے

فَمَآ أَنْتَ إِلَّا مِنْهُ فَيْضَانُ رَحْمَةٍ

سو تو اُس کی طرف سے فیضانِ رحمت ہے

لَقَدْ كَانَتِ الْأَرْوَاحُ قَبْلَكَ فِي الدُّجٰى

تیرے نزول سے پہلے روحیں تاریکی میں تھیں

فَجَلَّيْتَهَا عَنْ دُخْنِهَا فَتَجَلَّتِ

پس تُو نے اُن کو دھوئیں سے نکالا اور وہ چمک اُٹھیں

كَشَفْتَ عَنِ الْأَذْهَانِ أَسْتَارَ غَفْلَةٍ

تُو نے ذہنوں سے غفلت کے پردے اُٹھا دیئے

وَجَلَّيْتَ لِلْإِنْسَانِ[1] نُوْرَ الْحَقِيْقَةِ

اور تُو نے انسان کے لئے نُورِ حقیقت کو نمایاں کیا

1۔ انسان العیون

فَكَمْ مِنْ عُلُوْمٍ قَدْ كَشَفْتَ غِطَآءَهَا

کتنے ہی علوم ہیں جن پر سے تُو نے پردہ اُٹھایا

وَكَمْ مِّنْ نِكَاتٍ قَدْ أَرَيْتَ بِاٰيَةٍ

اور ایک ایک آیت میں کتنے ہی نکات تو نے دکھا دیئے

فَكَيْفَ بِشُكْرٍ وَالتَّشَكُّرُ نِعْمَةٌ

پس تیرا شُکر کیونکر ہو اور شُکر اپنی ذات میں ایک انعام ہے

فَتَحْتَ عَلَيْنَا بَابَ عِلْمٍ وَحِكْمَةٍ

تُو نے ہم پر علم و حکمت کا دروازہ کھول دیا

فَمَا زِلْتَ يَا قُرْاٰنُ رَاحِي وَنَشْوَتِي

سو اَے قُرآن! تو ہمیشہ میرے لئے کیف اَور شراب کی طرح ہے

وَمَا دُمْتُ حَيًّا دُمْتَ نُوْرًا لِمُهْجَتِي

اور جب تک مَیں زندہ ہوں تُو ہی میرے لئے نُورِ جان ہے

(ماہنامہ الفرقان سالانہ نمبر نومبر، دسمبر 1951ء صفحہ 51)

قَصِيْدَةٌ عَرَبِيَّةٌ

فِي مَدْحِ الْقُرْاٰنِ الْكَرِيْمِ

اَيَا مَنْ اَحَاطَ الْكَائِنَاتِ بِرَحْمَةٍ

اَے وہ ذات جس نے تمام کائنات کا اپنی رحمت سے اِحاطہ کیا ہوا ہے

وَاَحْيَا قُلُوْبَ الْعَاشِقِيْنَ بِجَلْوَةٍ

اور جس نے عاشقوں کے دلوں کو ایک جلوہ سے زندہ کر دیا

فَلَوْلَا تَجَلِّيْكَ الْمُسَاعِدُ رَبَّنَا

اے ہمارے ربّ! اگر تیری تجلّی ہماری دست گیری نہ کرتی

لَكُنَّا حَيَارٰى فِي غَيَاهِبِ ظُلْمَةٍ

تو ہم تاریکیوں میں حیران و پریشان بھٹک رہے ہوتے

لَذَابَ الْمُحِبُّوْكَ الْمَسَاكِيْنُ كُرْبَةً

تیرے مسکین عاشق بے چینی سے پگھل جاتے

اِذَا لَمْ تُدَارِكْهُمْ بِلُطْفِ الرِّسَالَةِ

اگر تُو اپنے پیغمبر بھیج کر اُن کا تدارک نہ کرتا

وَأَنْزَلْتَ قُرْاٰنًا عَظِيْمًا بِرَحْمَةٍ

تو نے اپنی رحمت سے قرآنِ عظیم کو نازل فرمایا

وَنَجَّيْتَ خَلْقَكَ مِنْ ظَلَامِ الضَّلَالَةِ

اور تُو نے اپنی مخلوق کو گمراہی کی تاریکی سے نجات دی

وَاَوْدَعْتَ فِيْهِ كُلَّ عِلْمٍ وَّحِكْمَةٍ

تو نے قرآن حکیم میں ہر علم وحکمت رکھ دی

وَفَصَّلْتَ تَفْصِيْلَ التُّقٰى وَالْهِدَايَةِ

اور تقویٰ اور ہدایت کے تمام امور کھول کر بیان کر دیئے

فَاَنْجَيْتَنَا مِنْ كُلِّ مَا هُوَ مُهْلِكٌ

پس تُو نے ہلاک کرنے والی ہر بات سے ہمیں نجات دی

وَبَصَّرْتَنَا نَهْجَ الْهُدٰى وَالسَّلَامَةِ

اور تُو نے ہمیں ہدایت اور سلامتی کا راستہ دکھایا

يُسَمَّوْنَ بِالنَّاسِ وَلَا اُنْسَ بَيْنَهُمْ

لوگوں کو اُنس کی وجہ سے انسان کہا جاتا ہے جب کہ ان میں باہم محبت نہیں رہی

يُمَزِّقُ كُلٌّ غَيْرَهٗ كَالْفَرِيْسَةِ

ہر کوئی دوسرے کو شکار کی طرح چیر پھاڑ رہا ہے

وَاَنْزَلْتَ ذَا الْقُرْاٰنَ نُوْرًا وَّحِكْمَةً

تو نے اس قرآن کو بطور نور وحکمت نازل کیا

وَ "اَحْيَيْتَ اَمْوَاتَ الْقُرُوْنِ بِجَلْوَةٍ"

اور تو نے ایک ہی جلوہ سے صدیوں کے مُردوں کو زندہ کر دیا

اِذَا مَا طَلَبْتَ الْخَيْرَ فَالْخَيْرُ عِنْدَهٗ

اے دوست جب تو خیر کا طالب ہو تو خیر اسی کے پاس ہے

اَلَا اِنَّهٗ مِفْتَاحُ خَيْرٍ وَّبَرَكَةٍ

یاد رکھو کہ وہ خیر و برکت کی کلید ہے

وَمَا اِنْ مَدَحْتُكَ يَا حَبِيْبُ بِكَلِمَتِيْ

اے میرے محبوب اگر میں نے اپنے کلام سے تیری کوئی تعریف کی ہے

وَلٰكِنْ بِمَدْحِكَ قَدْ مَدَحْتُ قَصِيْدَتِيْ

تو وہ میں نے تیری تعریف سے اپنے قصیدے کی تعریف کی ہے

(ماہنامہ الفرقان جنوری، فروری 1952ء صفحہ 40)

ترجمہ اَشعار سیّدنا حضرت بانی جماعت احمدیہ

۱- جمال وحُسنِ قرآں نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قَمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

اِنَّ الْكِتَابَ فَحُسْنُهٗ وَجَمَالُهٗ
هُوَ نُوْرُ مُهْجَةِ مُسْلِمٍ وَّهِلَالُهٗ
بَدْرُ الْخَلَائِقِ بَدْرُهُمْ لٰكِنَّنَا
بَدْرٌ لَّنَا قُرْاٰنُنَا وَجَمَالُهٗ

۲- نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

فَلَقَدْ نَظَرْتُ فَمَا وَجَدْتُّ نَظِيْرَهٗ
اَنّٰى النَّظِيْرُ وَذَا الْمَقَالُ مَقَالُهٗ

۳- بہارِ جاوداں پیدا ہے اُس کی ہر عبارت میں
نہ وُہ خوبی چمن میں ہے نہ اُس سا کوئی بُستاں ہے

اُنْظُرْ تَجِدْ فِي اللَّفْظِ بَهْجَةَ نَضْرَةٍ
مَا لَيْسَ يُوْجَدُ فِي الرِّيَاضِ مِثَالُهٗ

۴- کلامِ پاکِ یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لُولُوئے عمّاں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

قَوْلُ الْمُهَيْمِنِ لَا يُشَابِهُ حُسْنَهٗ
لُؤْلُؤُ عَمَّانٍ وَّلَا اَمْثَالُهٗ

۵- خُدا کے قَول سے قَولِ بشر کیوں کر برابر ہو
وہاں قُدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

مَا كَادَ اِنْسَانٌ يُّعَارِضُ لَفْظَهٗ
اَيْنَ الضَّعِيْفُ مِنَ الْقَدِيْرِ وَحَالُهٗ

بمناسبۃ وُرُودِ سَیِّدِنَا اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ رضی اللہ عنہ

بِقَرْیَۃِ اَحْمَدَ نَگَرَ (وَقْتَ الْمَسَاءِ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کی احمد نگر کے گاؤں میں بوقت شام تشریف آوری

یَا اَرْضَ قَرْیَتِنَا الصَّغِیْرَۃِ اَسْلِمِی

اے ہماری چھوٹی سی بستی! تم سلامت رہو

وَعِمِی مَسَآءً یَا سَعِیْدَۃُ وَاَنْعِمِی

اے خوش نصیب بستی! تجھ پر شام کا سلام اور تم خوشحال رہو۔

وَضَعَ الْاَمِیْرُ عَلٰی تُرَابِكِ رِجْلَهٗ

امیر المومنین نے تیری سرزمین پر اپنا قدم رکھا ہے

فَتَلَأْلَأَ الذَّرَاتُ مِثْلَ الْاَنْجُمِ

تو تیرے ذرات ستاروں کی مانند چمک اٹھے ہیں

کَمْ مِنْ مَّسَآءٍ قَدْ رَاَیْتِ مُرُوْرَہٗ

تو نے کئی شامیں اپنے پر گزرتی دیکھی ہیں

هَلْ فُزْتِ قَطُّ بِمِثْلِ هٰذَا الْمَقْدَمِ

لیکن کیا تو کبھی اس قسم کی مبارک تشریف آوری سے سرفراز ہوئی ہے؟

رُدَّتْ اِلَیْكِ الشَّمْسُ بَعْدَ غُرُوْبِهَا

اے بستی! سورج غروب ہونے کے بعد دوبارہ تیری طرف لوٹا دیا گیا ہے (یعنی سیدنا محمود کی صورت میں)

وَاللهِ اِنَّكِ ذَاتُ حَظٍّ اَعْظَمِ

اللہ کی قسم! تو سب سے بڑھ کر خوش نصیب ہے۔

یَا قَلْبُ! صَبْرًا لَا اُحِبُّكَ شَاکِیًا

اے میرے دل! تو صبر سے کام لے۔ مجھے تمہارا شکوہ کرنا پسند نہیں

أَتَظُنُّ اَنَّ اللهَ لَیْسَ بِعَالِمٍ

کیا تو گمان کرتا ہے کہ اللہ تیری قلبی کیفیت سے واقف نہیں؟

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُنَا

اللہ تعالیٰ ہمارے سینوں کے چھپے ہوئے جذبات سے خوب آگاہ ہے

مَا كَانَ مُطَّلِعَ السَّرَائِرِ اٰدَمِی

لیکن ایک انسان پوشیدہ اسرار پر مطلع نہیں ہو پاتا۔

اَجَزِعْتَ يَا مِسْكِيْنُ اِنْ لَّمْ تَسْعَدِ

اے مسکین! کیا تُو بے چین ہو گیا ہے؟ کہ

بِخِطَابِ سَيِّدِكَ الْعَزِيْزِ الْمُكَرَّمِ

تُو اپنے معزز، مکرم آقا کے مخاطب ہونے کی سعادت نہ پا سکا

اَتَظُنُّ اَنَّكَ مُسْتَحِقُّ كَلَامِهٖ

کیا تو گمان کرتا ہے کہ تو اس کے مخاطب ہونے کا اہل تھا

كَيْفَ الْكَلَامُ وَاَنْتَ لَمَّا تَكَلَّمِ

وہ تجھ سے کیسے بات کرتا جبکہ تو خود ہی نہیں بولا

يَا مَنْ اَرٰى يُحْيِى النُّفُوْسَ كَلَامُهٗ

اے وہ عظیم ہستی! جس کا کلام نفوس کو ایک نئی زندگی بخشتا ہے

لَا تُحْرِمَنَّ عَنِ الْكَلَامِ وَكَلِّمِ

تو مجھے اپنے کلام سے محروم نہ رکھ اور ضرور کچھ گفتگو فرمائیے

نَفْسِی فَدَتْكَ اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنَّنِی

میری جان آپ پر قربان! کیا آپ کو معلوم نہیں؟

مُصْغٍ اِلَيْكَ وَنَاظِرٌ نَحْوَ الْفَمِ

میں ہمہ تن گوش ہوں اور آپ کے منہ کی طرف ہی دیکھ رہا ہوں

(روزنامہ الفضل 15/اپریل 1949ء ربوہ نمبر صفحہ 2)

اَلتَّرْحِیْبُ۔ استقبالیہ قصیدہ

بِوُرُوْدِ اَمِیْرِ المؤمنین بَعْدَ سَفَرِہٖ اِلٰی بِلَادِ اَوْرُبَّا

یورپین ممالک کے سفر سے حضرت خلیفۃ المسیح کی واپس آمد پر

اَھْلًا وَّسَھْلًا مَرْحَبًا بِوُرُوْدِکُمْ

آپ کی آمد پر ہم اھلاً وسھلاً ومرحباً کہتے ہیں!

اَ لْاَرْضُ مُشْرِقَۃٌ بِنُوْرِ سُعُوْدِکُمْ

ارضِ (ربوہ) آپ کے وُرُوْدِ مسعود سے (خوشی سے) چمک اُٹھی ہے

أَاِمَامَنَا وَاَمِیْرَنَا وَحَبِیْبَنَا

اے ہمارے امام، اے ہمارے امیر اور اے ہمارے حبیب!

اِنَّا وَجَدْنَا رُوْحَنَا بِوُجُوْدِکُمْ

آپ کے ہمارے درمیان موجود ہونے سے ہمارے جسموں میں جان پڑ گئی ہے

غَابَ السُّرُوْرُ عَنِ الْقُلُوْبِ بِبُعْدِکُمْ

آپ سے دوری کے باعث (ہمارے) دلوں سے سب خوشیاں جاتی رہیں

وَالْیَوْمَ اٰبَ سُکُوْنُھَا بِشُھُوْدِکُمْ

آج آپ کے واپس تشریف لانے سے ہمارے دلوں کا سکون واپس لوٹ آیا

قَرَّتْ عُیُوْنُ الْمُسْلِمِیْنَ بِلَحْظِھَا

مسلمانوں کی آنکھیں اُسے یہ دیکھ کر ٹھنڈی ہوگئیں

اَنْ قَدْ نَزَلْتُمْ فِیْھِمْ بِوُفُوْدِکُمْ

کہ آپ نے اپنے وفد سمیت اُن کے درمیان وُرُوْد فرمایا۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُحَافِظِ عَبْدَہٗ

تو یہ سب اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ اپنے بندہ کا محافظ رہا۔

اِذْ قَدْ وَقَاکُمْ شَرَّ کُلِّ حَسُوْدِکُمْ

کہ اُس پاک ذات نے آپ کو حاسدین کے شر سے بچایا

وَالشُّكْرُ لِلّٰهِ الْمُبَرِّءِ جِسْمَكُمْ

اللہ تعالیٰ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے آپ کے وجود کو کامل شفا عطا فرمائی

مِنْ كُلِّ دَاءٍ مَانِعٍ لِهُجُوْدِكُمْ

ہر ایک ایسی بیماری سے جو آپ کی شب بیداری میں رکاوٹ بن رہی تھی

يَا اَهْلَ اُوْرُبَّا جَاءَ وَقْتُ حِسَابِكُمْ

اے اہل یورپ! تمہارے محاسبہ کا وقت آن پہنچا۔

فَسَتُؤْخَذُنَّ بِمَالِكُمْ وَجُنُوْدِكُمْ

عن قریب تم اپنے مال و دولت اور لشکروں سمیت پکڑے جاؤ گے

يَا اَهْلَ اُوْرُبَّا اَسْلِمُوْا كَيْ تَسْلَمُوْا

اے اہل یورپ! تم اسلام قبول کر لو تا کہ بچ جاؤ۔

اِنَّ الْعَذَابَ مُؤَكَّلٌ بِصُدُوْدِكُمْ

یقیناً عذاب آنے کا دارومدار تمہارے (اسلام سے) اجتناب پر ہے

فَلَقَدْ شَبِعْتُمْ مِنْ مَوَائِدِ كُلِّهَا

تم یقیناً ہر طرح کے دنیوی دسترخوانوں سے سیر ہو چکے ہو

فَالْاٰنَ سَاعَةُ اِنْتِكَاسِ جُدُوْدِكُمْ

اب تمہارے نصیبوں کے الٹ جانے کی گھڑی آ گئی ہے

فَتَعَالَوْا فِيْ حِصْنِ الْاَمَانِ تَسْلَمُوْا

پس تم امان کے قلعے میں آ جاؤ تا کہ سلامت رہو۔

اِنَّ الْمُهَيْمِنَ غَائِظٌ لِجُحُوْدِكُمْ

(اسلام کا) نگہبان خدا تمہارے انکار کی وجہ سے غضب ناک ہو رہا ہے

مَا مِنْ مُنَجٍّ بَعْدَ اَحْمَدَ فِي الدُّنٰى

دنیا بھر میں احمد کے سوا کوئی نجات دہندہ نہیں۔

هَلْ تُؤْمِنُوْنَ بِعَبْدِهٖ مَوْعُوْدِكُمْ

پس تم اللہ کے بندے مسیح موعود پر ایمان لے آؤ؟

اِنَّ السَّلَامَةَ كُلَّهَا فِيْ دِيْنِنَا

کیوں کہ ہر طرح کی سلامتی صرف ہمارے دین اسلام میں ہی ہے

وَابْغُوا السَّلَامَةَ مِنْ يَدَيْ مَحْمُوْدِكُمْ

پس (اے اہل یورپ) یہ سلامتی اب اپنے محمود (خلیفہ ثانی) کے ہاتھوں پر بیعت کر کے طلب کرو۔

يَا اٰلَ اَحْمَدَ! اُشْكُرُوْا نَعْمَائَهٗ

اے آلِ احمد! اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجا لاؤ

بِقِيَامِكُمْ وَرُكُوْعِكُمْ وَسُجُوْدِكُمْ

اللہ تعالیٰ کے حضور نمازوں میں قیام رکوع اور سجدوں کے ذریعے

هٰذِی الْقَصِیْدَۃُ صُغْتُ اِھْدَاءً لَّکُمْ

یہ قصیدہ میں نے آپ کے حضور ہدیہ پیش کرنے کیلئے تیار کیا ہے

اِنْ تَقْبَلُوْا فَقُبُوْلُھَا مِنْ جُوْدِکُمْ

اگر آپ یہ قبول فرمالیں تو آپ کا یہ قبول کرنا آپ کی عنایت ہوگی۔

(روزنامہ الفضل 20 ستمبر 1955ء صفحہ 3)

الدعاء بحضرۃ الباری فی حق

سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی

دُعا برائے صحت یابی حضرت مصلح موعود

یَا رَبِّ مَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ

مَنْ کَانَ مَحْمُوْدًا بِحُسْنِ صِفَاتِہٖ

اے اللہ! تو اس وجود کی درازیٔ عمر سے ہمیں بہرہ ور فرما جو اپنے حُسنِ صفات کے باعث محمود ہے۔

مَنْ لَیْسَ یَبْغِی غَیْرَ وَجْھِکَ رَبَّنَا

مِنْ نُسْکِہٖ وَصِیَامِہٖ وَصَلَاتِہٖ

اے اللہ! یہ وہ ہے جو سوائے تیری رضا جوئی کے اپنی عبادات اور صوم وصلوٰۃ سے اور کچھ نہیں چاہتا۔

مَنْ هَمُّهٗ اِرْوَاءُ بُسْتَانِ الْهُدٰى

مِنْ مَاءِ مُزْنِ الْحُبِّ اَوْ عَبَرَاتِهٖ

اس کو محض یہ فکر دامن گیر ہے کہ کسی طرح محبت کے بادلوں اور اپنے اشکوں سے امت کے باغ کو سیراب کردے

مَنْ فِي الشَّجَاعَةِ وَالْحَمَاسَةِ اُسْوَةٌ

لِوُقَاةِ دِيْنِ مُحَمَّدٍ وَحُمَاتِهٖ

جو حامیانِ دینِ محمدؐ کے لئے اپنی شجاعت اور بہادری میں بہترین نمونہ ہیں۔

يَحْمِي حِمَى الدِّيْنِ الْمَتِيْنِ بِمَالِهٖ

وَلِسَانِهٖ وَبِبَذْلِهٖ صِحَّاتِهٖ

جو دینِ متین کی اپنی جان و مال اور زبان کے ساتھ حمایت کر رہے ہیں۔

اِنِّي اَرَاهُ مُشَابِهًا بِمَسِيْحِنَا

فِي حُسْنِ سِيْرَتِهٖ وَ فِي عَادَاتِهٖ

میں اُنہیں حُسنِ سیرت اور اخلاق و عادات میں اپنے مسیح کے مشابہ پاتا ہوں۔

وَنَظِيْرَهٗ فِي حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ

وَمَثِيْلَهٗ فِي حِلْمِهٖ وَاَنَاتِهٖ

نیز اُنہیں حُسن و جمال اور حلم اور بُردباری میں بھی آپ کا مثیل پاتا ہوں۔

أَأَنْتَ الْاٰنَ تُنْكِرُ شَأْنَهٗ

وَعَرَفْتَهٗ مِنْ قَبْلِ ذَا بِصِفَاتِهٖ

کیا اب تُو اُن کی شان سے منکر ہے حالانکہ اِس سے پہلے تُو اُن کی صفات کا معترف تھا۔

أَنْتَ الَّذِيْ قَدْ قُلْتَ فِيْهِ مُقَرِّظًا

لِمَسِيْحِنَا ذَا الْاِبْنُ مِنْ اٰيَاتِهٖ

تُو وہی تو ہے جس نے اُن کی زندگی میں تعریف کرتے ہوئے کہا تھا کہ

مسیح موعود کا یہ فرزند آپ کے نشانات میں سے ہے۔

فَالْاٰنَ لِمَ غَادَرْتَهٗ يَا ابْنَ الْجَفَا

وَاَقَمْتَ نَفْسَكَ فِي صُفُوْفِ رُمَاتِهٖ

پس اَے جفا کار! اب تُو اُن کو کیوں چھوڑ گیا ہے اور

اپنے آپ کو اُن کے طعنہ زنوں کی صفوں میں کیوں کھڑا کر لیا ہے؟

اَتَظُنُّ نَفْسَكَ بِالْخِلَافَةِ اَجْدَرَا

کیا تُو اپنے آپ کو خلافت کا اہل سمجھتا ہے

اِنْ عِنْدَكَ الْبُرْهَانُ كَانَ فَهَاتِهٖ

اگر تیرے پاس کوئی دلیل ہے تو اُسے پیش کر

(مطبوعہ الفضل قادیان 21 دسمبر 1933ء صفحہ 2)

صَوْتُ السَّمَآءِ

آسمانی آواز

هذه الأبيات الفريدة تعريب منظوم من الأستاذ المولوى ظفر محمد ظفر (رحمه الله) لقصيدة باللغة الأردية للأستاذ عبد المنان ناهيد، ألفها بمناسبة إرساء حجر الأساس لمسجد "بشارة" فى أسبانيا سنة ١٩٨٠ على يد حضرة الحافظ مرزا ناصر أحمد (رحمه الله) الخليفة الثالث لسيدنا الإمام المهدى و المسيح الموعود عليه السلام ، وقد نُشرت القصيدة الأردية فى جريدة " الفضل " (باكستان) فى عدد ٢٤ ديسمبر ١٩٨٠ء

لقد كان لِلأُستاذ المولوى ظفر محمد ظفر يدٌ طُولى فى اللغة العربية نظماً و نثراً، وقد عمل أستاذًا فى الجامعة الأحمدية (معهد تأهيل الدعاة) بربوة۔ ياحبذا لو تفضل أحد الإخوة ذو الصوت العذب الأخاذ بقراءة القصيدة وإرسالها إلينا مسجلة فى شريط۔

(مجلة التقوىٰ مايو 1991ء ص29)

(التحرير)

ترجمہ: حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفۃ المسیح الثالث نے

1980ء میں مسجد بشارت سپین کا اپنے دستِ مبارک سے سنگِ بنیاد رکھا۔ اس کی مناسبت سے محترم استاد عبدالمنان ناہید صاحب نے اردو میں قصیدہ تحریر فرمایا۔ جو الفضل پاکستان کے شمارہ 24 دسمبر 1980ء میں شائع ہوا۔

اس قصیدے کو محترم استاد مولوی ظفر محمد صاحب ظفر (رحمہ اللہ) نے فصیح عربی زبان میں منظوم فرمایا یہ بے مثال اور منفرد اشعار ان کی تخلیق ہیں۔ محترم استاد مولوی ظفر محمد صاحب ظفر زبان عربی نظم ونثر میں یدطُولیٰ رکھتے تھے۔ آپ جامعہ احمدیہ ربوہ کے طلبا کو زیورِ علم سے آراستہ کرتے رہے۔ (جو مبلغین تیار کرنے کا ادارہ ہے) کیا ہی اچھا ہوا گر کوئی بھائی خوش لحن جادوئی آواز رکھنے والے وہ ہمیں اس عربی قصیدہ کو کیسٹ میں ریکارڈ کر کے ازراہ کرم بھجوادیں!

(1) وَحَی السَّمَآءُ اَلَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
فلک سے آئی صدا لا الٰہ الاّ اللہ
وَفِي الْقُلُوْبِ سَرٰی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
حریم دل نے سنا لا الٰہ الاّ اللہ

(2) اِذِ الْبِحَارُ بِرَقْصٍ تَمَوَّجَتْ طَرَبًا
محیطِ بحر کی موجوں نے ہم نوا ہو کر
نَشِيْدُ جُمْلَتِهَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
اُبھر اُبھر کے کہا لا الٰہ الاّ اللہ

(3) تَرَى الْفَضَاءَ طَرُوْبًا بِحُسْنِ جَلْوَتِهَا
مچل رہا ہے خلاؤں میں ارتعاش اس کا
وَلَحْنُ نَغْمَتِهَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
فضا ہے نغمہ سرا لا الٰہ الّا اللہ

(4) مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ نَقْشُ قُدْرَتِهٖ
نظر میں حدِّنظر تک ہے ایک نقشِ رواں
وَحُسْنُ لَهْجَتِهَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
میانِ ارض و سما لا الٰہ الّا اللہ

(5) اَلَا مَتَاعُ غُرُوْرٍ حَيَاتُنَا الدُّنْيَا
فتورِ وہم و گماں اک جہانِ تیرہ شباں
وَنُوْرُ فِطْرَتِهَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
ظہورِ نور و ضیا لا الٰہ الّا اللہ

(6) وَشَرُفُ سَجْدَةِ آدَمَ بِهٰذِهِ النَّغْمَةُ
یہ نغمہ سجدۂ آدم کی رفعتوں کا نقیب
عِلَاجُ دَآءِ "أَنَا" لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
شکستِ سازِ اَنا لا الٰہ الّا اللہ

(7) وَبَرْدُ شُعْلَةِ نَارٍ وَّ ذَبْحُ اِسْمَاعِيْلَ
بہارِ آتشِ نمرود و وجہِ ذبحِ عظیم
فَكَانَ اَصْلُهُمَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
جلالِ طور و حرا لا الٰہ الّا اللہ

(8) بِنَاءُ مَعْرَكَةِ الْكَرْبَلَاءِ اِذْ وَقَعَتْ
حصولِ معرکۂ دشتِ کربلا کیا تھا
أَكَانَ شَيْءٌ سِوٰى لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
نہ تھا کچھ اس کے سِوا لا الٰہ الّا اللہ

(9) مَقَامُ عَارِفِهٖ بَيْنَ خِيْفَةٍ وَّ رَجَا
مقامِ بندۂ مومن میان بیم و رجا
وَكَانَ بَيْنَهُمَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
مقامِ بیم و رجا لا الٰہ الّا اللہ

(10) صَعَالِكٌ وَّمُلُوْكٌ تَرٰى جَمِيْعَهُمْ
مکین قصرِ شہی یا فقیرِ خانقہی
لِخَيْرِهٖ فُقَرَاءُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
سب اس کے در کے گدا لا الٰہ الّا اللہ

(11) عِقَارُنَا وَبَنُوْنَا مَتٰى تُسَاعِدُنَا؟
عیال و اہل نہ علم و ہنر نہ مال و منال
تَحُلُّ عُقْدَتَنَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
جو ہے تو عقدہ کشا لا الٰہ الاّ اللہ

(12) فَلَآ اَخَافُ عِتَابًا وَّلَآ اُرِيْدُ رِضًى
غمِ عتاب نہ خوشنودیٔ جہاں پہ نظر
بِمَا جُنِنْتُ اَنَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
مرے جنوں کی انا لا الٰہ الاّ اللہ

(13) فَلَسْتُ اَطْلُبُ اَثْمَارَ جَنَّةٍ اَبَدًا
بہار و رونقِ جنت نہیں ہے میری طلب
نَعِيْمُ جَنَّتِنَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
ملے تو حُسنِ عطا لا الٰہ الاّ اللہ

(14) بِهِ الْحَيَاةُ تَقُوْمُ وَمِنْهُ جَوْهَرُهَا
وہی حیات کا جوہر وہی توانائی
لَهُ الْبَقَاءُ اَلَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
وہی ہے زندہ خدا لا الٰہ الاّ اللہ

(15) هُوَ اللَّطِيْفُ فَمَا مُبْصِرٌ بِمُدْرِكِهٖ
یہ نکتہ کارگہِ کائنات کا مرکز
هُوَ الْخَبِيْرُ اَلَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
فنا بقا کی بنا لا الٰہ الاّ اللہ

(16) آ اٰلَ فَارِسَ "اَلتَّوْحِيْدَ" شَأنَكُمْ
سنو تو فارس کے بیٹو! سنو خذوا التوحید
اَتَأْذَنُوْنَ لَهَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
تمہیں یہ حکم ہوا لا الٰہ الاّ اللہ

(17) لَكُمْ بِزُمْرَةِ "مِنْ هٰؤُلَآءِ" رَابِطَةٌ
تمہیں ہے زمرۂ مِنْ ھٰؤلاءِ سے پیوند
لَاَنْتُمُ السُّعَدَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
تمہارا بخت رسا لا الٰہ الاّ اللہ

(18) أَتَسْمَعُوْنَ نِدَاءَ الْخَلِيْفَةِ الثَّالِثْ
ظہورِ قدرتِ ثانی کا تیسرا مظہر
نِدَاءَ نَاصِرِنَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
لگا رہا ہے صدا لا الٰہ الاّ اللہ

(19) مُبَارَكٌ لَكِ اَنْدَلُس تَجَدُّدُ الْعَهْدِ
یہ دورِ نو تجھے ہسپانیہ مبارک ہو
بِنَاءُ مَسْجِدِنَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
خدا کے گھر کی بنا لا الٰہ الاّ اللہ

(20) أَأَرْضَ اَنْدَلُس بُشْرٰى اَرَاكِ رَاجِعَةً
زمین اندلس نے صدیوں کے انتظار کے بعد
اِلَى الزَّمَانِ مَطٰى لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
سُنی یہ بانگِ درا لا الٰہ الاّ اللہ

(21) وَسَوْفَ تَطْلُعُ بِالْغَرْبِ شَمْسُ مِلَّتِنَا
طلوعِ شمس کا مغرب کی وادیوں میں سماں
وَشَمْسُ مِلَّتِنَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
بدل رہی ہے ہوا لا الٰہ الاّ اللہ

(22) مَنَاظِرٌ لِّطُلُوْعِ السِّرَاجِ مُعْجِبَةٌ
طلوع شمس ھُدٰی کے حسین نظاروں سے
تُضِيْءُ مَغْرِبَنَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
منور غرب ہوا لاالہ الااللہ

(23) تَرَى ابْنَ مَرْيَمَ رَبَّ خَلِيْقَةٍ سَفَهًا
خدا سے زادۂ مریم کی ہم سری کا خیال
وَسَوْفَ تَتْرُكُهَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
دلوں سے ہو گا جدا لا الٰہ الاّ اللہ

(24) لَعَدُّ ذَرِّ رِمَالٍ فَهَيِّنٌ سَهْلٌ
جہاں کی ریت کے ذرّے تو گن سکے گا جہاں
وَمُعْجِزٌ عَدَدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
نہ گن سکے گا صدا لا الٰہ الاّ اللہ

(25) وَ أَنْفُسٌ اُنِفَتْ ذِكْرَ رَبِّهَا
خدا کے نام سے بے زار آدمیت کے
وَغَدًا تَكُوْنُ كَلِمَتُهَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
لبوں پہ ہو گی دُعا لا الٰہ الاّ اللہ

(26) بِفَيْضِ مَنْ هُوَ نُوْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ تَرٰى
بفیضِ خَتمِ رُسُل اب تمام دنیا میں
تُقِيْمُ سَاعَتَهَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
کرے گا حشر بپا لا الٰہ الاّ اللہ

(27) دِيَارَ أَنْدَلُسَ بُشْرٰی تَعُوْدُ كَرَّتُنَا

اے دیارِ اُندلس تجھے ہمارا لوٹنا مبارک ہو اور

وَسَيْفُ كَرَّتِنَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ

اِس دفعہ ہمارے حملے کی تلوار کلمہ شریف لا الٰہ الاّ اللہ ہو گی

(28) أَطَارِقُ ابْنُ زِيَادٍ أَتٰی يُهَنِّئُكُمْ

اور اے طارق بن زیاد کی روح تجھے ہمارے ناصر

نِدَآءُ نَاصِرِنَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ

لا الٰہ الاّ اللہ کی تہنیت پیش کرتے ہیں

(اردو نظم مطبوعہ الفضل جلسہ سالانہ نمبر 24 دسمبر 1980ء)

نوٹ: 27 اور 28 نمبر کے عربی اشعار اور اِن کا اُردو ترجمہ مولانا کی طرف سے اضافی ہے۔

مذکورہ بالا عربی قصیدہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے تحت ایم ٹی اے ربوہ نے بحوالہ 14-2-1/7081 مورخہ 2 فروری 2014ء کو ایم ٹی اے لندن کو اپ لوڈ کیا۔

خیر مقدم حضرت حکیم فضل الرحمن صاحب

یہ میری سب سے پہلی عربی نظم ہے جو زمانہ طالب علمی میں مَیں نے کہی۔ محترم حضرت حکیم فضل الرحمن صاحبؓ سات سال تک دیارِ افریقہ میں فریضۂ تبلیغ سرانجام دینے کے بعد وطن تشریف لائے تو اساتذہ وطلبا جامعہ احمدیہ قادیان نے اُن کو ایک استقبالیہ پارٹی دی۔ حضرت مصلح موعود اللہ تعالیٰ اُن پر راضی ہو بھی اِس تقریب میں تشریف فرما تھے۔ جب یہ نظم پڑھی گئی تو حضور نے اِس نظم کے بارہ میں ایک طویل تقریر فرمائی اور بے حد خوشی کا اظہار فرمایا۔ مجھے یاد ہے کہ اِس تقریر میں حضور نے فرمایا میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ ہمارے جامعہ کا کوئی طالب علم ایسی فصیح وبلیغ نظم کہہ سکتا ہے۔ تقریب کے خاتمہ پر جامعہ کے اساتذہ کو حاضرین نے بہت مبارکباد پیش کی۔ فالحمد اللہ علیٰ ذٰلک

هذه القَصِيدَةُ

(یہ قصیدہ)

لِحِبِّی المُحْتَرَمِ ظَفَر محمد أَنْشَدَها فی مَدْحِ مُبَشِّرِنا المكَرَّم الحكيمِ فَضْل الرَّحْمٰن

ہمارے پیارے محترم ظفر محمد صاحب کا ہے۔ جو انہوں نے ہمارے مبلّغ مکرم حکیم فضل الرحمن صاحب کی مدح میں پڑھا۔

حِينَ وَرَدَ قَادِيانَ بَعْدَ إِمْضَائِهٖ سَبْعَ سِنِيْنَ فِي أَفْرِيْقيه فِي مَجْلِسِ الدَّعْوَةِ الَّذِی

جب وہ افریقہ میں سات برس گزارنے کے بعد قادیان وارد ہوئے اس دعوت کے موقع پر

دُعِیَ فِیْہِ ھو و سَیِّدُنا خلیفۃُ المَسِیح الثَّانِی

جس میں مکرم حکیم صاحب اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

و غَیْرُھما مِنَ الاَحْبَابِ الکِرَامِ وَأَظْھَرَ سَیِّدُنَا المسّرۃ لہٗ (المدیر)

اور دوسرے احباب کرام کو مدعو کیا گیا تھا۔ اور حضور نے یہ قصیدہ سُن کر ظفرؔ صاحب کے متعلق خوشی کا اظہار فرمایا۔ (مدیر)

قَفَلَ الْمُبَشِّرُ فَائِزًا مَنصُوْرَا

مبلغِ اسلام کامیاب و کامران واپس آ گئے ہیں

یَارَبِّ! فَاجْعَلْ سَعْیَہٗ مَشْکُوْرَا

یا اللہ! تُو اُن کی مساعی کو منظور و قبول فرما

رَجَعَ الْمُبَلِّغُ بَعْدَ عَامٍ سَابِعٍ

مبلغ محترم قریباً سات سال کے بعد واپس آئے ہیں

اَوْ نِیْفَ ھٰذَا مَا عَدَدْتُّ شُھُوْرَا

یا اس سے کم و بیش مَیں نے مہینوں کو شمار نہیں کیا

کُلٌّ یُسَابِقُ غَیْرَہٗ لِلِقَائِہٖ

سب ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر آپ سے مِل رہے ہیں

کُلٌّ یُبَادِرُ نَحْوَہٗ لِیَزُوْرَا

اور سب آپ کی زیارت کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہیں

فَصَغِیْرُنَا وَ کَبِیْرُنَا لِمَجِیْئِہٖ

پس ہم میں سے ہر چھوٹا بڑا آپ کی آمد کی وجہ سے

کُلاًّ تَرٰی مُسْتَبْشِرًا مَسْرُوْرَا

آپ سب کو خوش باش اور مسرور دیکھ رہے ہو۔

اَلْیَوْمَ یُکْرَمُ کَالْمُلُوْکِ لِسَعْیِہٖ

آج اُن کی مساعی کی بدولت اُن کا شاہانہ استقبال کیا جا رہا ہے

وَغَدًا سَیُوْھَبُ جَنَّۃً وَّقُصُوْرًا

اور کل انہیں اِنشاء اللہ جنّت اور محل دیئے جائیں گے

أَمُجَاهِدَ الْإِسْلَامِ اَنْتَ مُعَظَّمٌ

اے مجاہدِ اسلام! ہم آپ کی تعظیم اور احترام کرتے ہیں

فِيْنَا وَنَشْكُرُ سَعْيَكَ الْمَبْرُوْرا

اور آپ کی حُسنِ مساعی کی وجہ سے آپ کے شُکر گزار ہیں

اُرْسِلْتَ مِنْ خَلَفِ الْمَسِيْحِ وَنَجْلِهٖ

آپ مسیح موعودؑ کے خلیفے اور بیٹے کی طرف سے اُن لوگوں کی طرف

نَحْوَ الَّذِيْنَ غَوَوْا وَكَانُوْا بُوْرًا

بھیجے گئے جو بھٹکے ہوئے اور تباہ ہو رہے تھے

كَانُوْا قُبَيْلَكَ مِثْلَ مَيْتٍ ذِلَّةً

وہ آپ سے پہلے ذلّت کے باعث ایک مُردہ کی طرح تھے

يَتَزَايَدُوْنَ مَزَلَّةً وَّعُثُوْرًا

اور اپنی لغزش اور پھسلاہٹ میں بڑھتے ہی جا رہے تھے

فَهَدَيْتَهُمْ وَاَرَيْتَهُمْ سُبُلَ الْهُدٰى

پس آپ نے اُن کی راہنمائی فرمائی اور اُن کو ہدایت کے راستے دکھائے

وَحَشَرْتَهُمْ وَنَفَخْتَ فِيْهِمْ صُوْرًا

پھر اُنہیں جمع کر کے اُن میں صُور پھونک دیا

وَجَذَبْتَهُمْ نَحْوَ الْإِلٰهِ وَدِيْنِهٖ

آپ نے انہیں خدائے واحد اور اس کے دینِ اسلام کی طرف کشش دلائی

وَبِنُوْرِهٖ نَوَّرْتَهُمْ تَنْوِيْرًا

اور اُس (دین) کے نور سے آپ نے انہیں خوب مُنوّر کیا

وَ نَفَخْتَ فِيْهِمْ رُوْحَ حُبِّ مُحَمَّدٍ

اور آپ نے ان میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کی روح پھونک دی

وَمَلَأْتَ كُلًّا بَهْجَةً وَّسُرُوْرًا

اور ان سب کو مسرتوں اور خوشیوں سے بھرپور کر دیا۔

عَلَّمْتَهُمْ اَرْكَانَ دِيْنِ الْمُصْطَفٰى

آپ نے اُنہیں دینِ محمدیؐ کے ارکان سکھلائے

وَبِمَائِهٖ طَهَّرْتَهُمْ تَطْهِيْرًا

اوراس (دین) کے پانی سے دھوکر انہیں خوب پاک صاف کر دیا۔

صَبَّحْتَهُمْ كَاْسَ الْهُدٰى وَغَبَقْتَهُمْ

آپ نے اُنہیں صبح وشام ہدایت کا جام پلایا

وَسَقَيْتَهُمْ بَعْدَ الْخُمُوْرِ خُمُوْرًا

اور اُنہیں شراب پر شراب پلاتے رہے

مَا ذٰلِكَ اِلَّا مِنْ فُيُوْضِ مَسِيْحِنَا

یہ سب کچھ ہمارے اس مسیحؑ کے فیض سے ہے

ذُوْ كَانَ عَيْنًا لِلْاَنَامِ وَنُوْرًا

جو لوگوں کے لئے سرچشمۂ ہدایت اور نور ہیں

وَاللّٰهُ يُعْطِيْ مَنْ يَّشَاءُ وَيَمْنَعُ

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے یا نہیں عطا کرتا۔

وَ عَطَاءُ رَبِّيْ لَمْ يَكُنْ مَحْظُوْرًا

اور میرے رب کی عطا ہرگز محدود نہیں۔

أَ مُجَاهِدَ الْاِسْلَامِ هٰذَا فَضْلُهٗ

اَے مجاہدِ اسلام! یہ آپ پر محض اللہ کا فضل ہے

فَعَلَيْكَ صَاحِ اَنْ تَكُوْنَ شَكُوْرًا

سو اَے دوست! آپ کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے شکرگزار رہوں

(رسالہ جامعہ احمدیہ قادیان جولائی 1930ء صفحہ 56)

(نوٹ: پہلے ایڈیشن میں یہ قصیدہ نامکمل تھا۔ اب اسے مکمل شائع کیا جا رہا ہے۔)

وَمَنْ کَانَ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ سَیَغْلِبُ

جو خدائے برتر کا ہے وہ ضرور غالب آئے گا

اَلْمُبَارَزَةُ بَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِسْلَامِ

(کُفر و اسلام کی جنگ)

تَحَدِّي الْکُفْرِ (کُفر کا چیلنج)

اَلَا اَیُّهَا الْاِسْلَامُ! لَا تَتَبَخْتَرِ

اے اِسلام! تُو ناز وادا چھوڑ دے

وَلَا تَتَمَشَّ مِشْیَةَ الْمُتَکَبِّرِ

اور متکبرانہ چال نہ چل

فَمَا اَنْتَ اِلَّا مِثْلُ شَیْخٍ مُّفَنَّدٍ

تُو ایک ایسے بُڈھے کی طرح ہے جو حواس باختہ،

ضَعِیْفٍ فَقِیْرٍ جَاهِلٍ وَّ مُحَقَّرِ

ضعیف، فقیر، جاہل اور حقیر ہے

فَمَا لَکَ مِنْ اَرْضٍ وَّلَا لَکَ جَنَّةٌ

نہ تو تیرے پاس کوئی زمین اور نہ ہی کوئی باغ،

وَلَا لَکَ مِنْ حَوْضٍ وَّبِئْرٍ وَّجَعْفَرٍ

حوض، کنواں یا نہر ہے

وَلَا لَکَ مِنْ مَّالٍ وَّ لَا لَکَ عِزَّةٌ

نہ تیرے پاس مال ہے، نہ عزت ہے

وَلَا لَکَ مِنْ حِزْبٍ مُّعِیْنٍ وَّنَاصِرٍ

اور نہ ہی تیرا کوئی یار و مددگار ہے

وَلٰکِنَّنِی مِنْ فَضْلِ اَفْکَارِی الْعُلٰی

لیکن میں اپنے بلند پایہ نظریات کی بدولت

عَلَیْکَ یَقِیْنًا غَالِبٌ یَّا مَفَاخِرِی

یقیناً تجھ پر غالب ہوں اے میرے مقابل فخر کرنیوالے!

أَلَمْ تَرَ قَدْ أُوتِيتُ عِزًّا وَّشَوْكَةً

کیا تُو نے دیکھا نہیں کہ مجھے عزت وشوکت دی گئی ہے

وَأُوتِيتُ مِنْ مَّالٍ وَّوُلْدٍ مُّوَقَّرٍ

اور مجھے مال اور اولاد کثرت سے دی گئی ہے

فَكَمْ لِيَ مِنْ أَرْضٍ وَّزَرْعٍ وَّجَنَّةٍ

دیکھ تو میرے پاس کتنی زمینیں، کھیتیاں اور باغات ہیں

وَكَمْ لِيَ مِنْ حَوْضٍ وَّنَهْرٍ مُّفَجَّرٍ

اور کتنے میرے حوض اور چلتی ہوئی نہریں ہیں

وَكَمْ لِيَ مِنْ قَصْرٍ مُّنِيفٍ وَّفِضَّةٍ

اور کتنی میرے پاس شاندار کوٹھیاں ہیں اور

وَكَمْ لِيَ مِنْ تِبْرٍ كَثِيرٍ مُّقَنْطَرٍ

کس قدر میرے پاس ڈھیروں ڈھیر سونا چاندی ہے

فَشَتَّانَ مَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ فِي الْعُلٰى

تیری اور میری بلندی میں بڑا فرق ہے

فَلَسْتَ عَلٰى هَزْمِي وَقَتْلِي بِقَادِرٍ

سو تُو مجھے شکست دینے اور مجھے قتل کرنے پر قادر نہیں

تَعَالَ إِلَيَّ وَ اتْرُكِ الدِّيْنَ يَا أَخِي

اے بھائی! تُو دینِ اسلام کو چھوڑ اور میری طرف آ کر

وَكُنْ سَهِمًا بِي فِي الْعُلٰى وَالْمَفَاخِرِ

میری بلند اور قابلِ رشک شان میں شریک ہو جا

وَإِنْ شِئْتَ حَرْبًا طَالِبَ الْمَوْتِ وَالرَّدٰى

لیکن اے موت اور ہلاکت کے طالب! اگر تو مجھ سے جنگ ہی کرنا چاہتا ہے

فَبَارِزْ وَنَادِ مَنْ تُنَادِيْ لِيَنْصُرٍ

تو میدان میں آ، اور جسے چاہے اپنی مدد کے لئے بُلا لے

اَلْجَوَابُ مِنْ قِبَلِ الْاِسْلَامِ

(اسلام کی طرف سے جواب)

اَیَا کُفْرُ مَهْلًا بَعْضَ هٰذَا التَّکَبُّرِ
اے کُفر! یہ تکبّر جانے دے

وَاِنْ کُنْتَ قَدْ اَزْمَعْتَ حَرْبًا فَشَمِّرِ
اور اگر تُو نے جنگ کی ٹھانی ہے تو اپنی آستینیں چڑھالے

اَغَرَّكَ مِنِّیْ اَنَّنِیْ فِیْ مَذَلَّةٍ
کیا تو میرے بارے میں اس لئے دھوکے میں ہو کہ آج میں ذلّت میں ہوں

وَاَنْ قَدْ تَوَلَّتْ دَوْلَتِیْ مِثْلَ مُدْبِرِ
اور میرا شان و شوکت کا زمانہ منہ پھیر گیا ہے

اَغَرَّكَ مِنِّیْ اَنَّنِیْ فِیْ مُصِیْبَةٍ
اور کیا تم اس لئے دھوکے میں ہو کہ آج میں مصیبت میں ہوں

وَاَنْ قَدْ جَفَتْنِیْ اُسْرَتِیْ وَعَشَائِرِیْ
اور میرے خاندان اور قبیلے نے مجھ سے جفا کی ہے

اَغَرَّكَ اَنَّكَ ذُوْ عِقَارٍ وَّجَنَّةٍ
کیا تم اس لئے مغرور ہو کہ تم جائیداد اور باغات والے ہو

وَاَنَّكَ ذُوْ مَالٍ کَثِیْرٍ مُّوَفَّرٍ
اور بہت بڑے مالدار ہو

اَلَا، لَا وَکَلَّا اَنْتَ یَا غِرُّ مُخْطِئٌ
نہیں ، یہ بات ہرگز نہیں ۔ اے نادان تُو غلطی پر ہے

فَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ السَّبِیْلَ لِکَافِرٍ
اللہ کبھی کسی کافر کو کامیابی کی راہ پر نہیں ڈالے گا

فَاِنِّیْ وَاِنْ کُنْتُ الضَّعِیْفَ لَقَادِرٌ
میں اگرچہ کمزور ہوں لیکن پھر بھی بفضلِ خدا

عَلٰی اَخْذِ کُلِّ مُعَانِدٍ مُّتَکَبِّرٍ
ہر معاند اور متکبّر کی گرفت پر قادر ہوں

فَکَمْ مِّنْ ضَعِیْفٍ سَلَّطَ اللّٰهُ ضُعْفَهٗ
کتنے ہی کمزور ہیں کہ جن کی کمزوری کو اللہ تعالیٰ نے

عَلٰی قُوَّةِ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ الْجَبَابِرِ
متکبروں اور جابروں کی طاقت پر غالب کر دیا

إِذَا مُسْلِمٌ يَّدْعُو الْاِلٰهَ تَضَرُّعًا

جب مسلمان خدا تعالیٰ کو عاجزی سے پُکارتا ہے

فَيُعْطٰى قُوٰى لَيْثٍ وَّصَوْلَةَ حَيْدَرٍ

تو اُسے شیر کی سی طاقت اور حیدری حملہ عطا کیا جاتا ہے

وَ مَنْ كَانَ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ سَيَغْلِبُ

سو جو خدائے برتر کا ہے وہ ضرور غالب آئے گا

عَلٰى كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَّ قَاهِرٍ

ہر جبار ، مُعاند اور قاہر پر

اِلَيْكَ فَاِنِّيْ لَسْتُ مِمَّنْ يَّهُوْلُهٗ

جاؤ! مَیں اُن لوگوں میں سے نہیں ہوں جنہیں

شُرُوْعُ الرِّمَاحِ اَوْ وَمِيْضُ الْبَوَاتِرِ

نیزوں کا حرکت میں آنا اور تلواروں کی چمک دمک ڈرا سکے

وَكَيْفَ اَخَافُ مِنْ عَدُوٍّ وَّاِنَّنِيْ

مَیں کسی دشمن سے کیونکر ڈر سکتا ہوں جبکہ

لَاَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ دِرْعِيْ وَمِغْفَرِيْ

مجھے معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ میری زِرہ اور خود ہے

فَيَا كُفْرُ دَعْ عَنْكَ الْفِخَارَ فَاِنَّهٗ

سو اَے کُفر! اِس فخر کو جانے دے

لَقَدْ حَانَ وَقْتُ هَوَانِكَ الْمُتَقَرِّرِ

تیری ذِلّت کا مقرّرہ وقت آچکا ہے

اِذَا جَآءَ يَوْمُ اللّٰهِ تُهْلَكُ بَغْتَةً

جب خدا تعالیٰ کے عذاب کا دن آیا تو تُو ناگہاں ہلاک کردیا جائے گا

وَتَصْلٰى بِنَارٍ قَدْ اُعِدَّتْ لِكَافِرٍ

اور ایسی آگ میں جلے گا جو کافر کے لئے تیار کی گئی ہے

فَاِنْ كُنْتَ تَهْوٰى اَنْ تَعِيْشَ مُخَلَّدًا

اگر تو چاہتا ہے کہ دائمی زندگی پائے

فَاٰمِنْ بِخَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ الْمُوَقَّرِ

تو صاحبِ عظمت سیّد الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ؐ پر ایمان لے آ

وَدَعْ كُلَّ هَدْيٍ بَعْدَ هَدْيِ مُحَمَّدٍ

اور حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کی ہدایت کے بعد ہر روش چھوڑ دے

وَاَقْبِلْ اِلَى الْاِسْلَامِ تَنْجُ وَتُغْفَرِ

اور اسلام کی طرف متوجہ ہو تاکہ تُو نجات پائے اور بخشا جائے

اِلٰہِی! اِلٰہِی! یَا اِلٰہَ مُحَمَّدٍ!

اے میرے اللہ! اَے میرے اللہ!! اَے اِلٰہِ محمدؐ!!!

اَبِحْ اَصْلَ دِیْنِ الْکُفْرِ وَامْحُ وَبَتِّرٖ

تُو کُفر کی بیخ کنی کر کے اُسے مِٹا دے

لَقَدْ جَاوَزَ الْمَآءُ الرُّؤُوْسَ اِلٰھَنَا!

اَے ہمارے خُدا! اب تو پانی سر سے گزر چکا ہے

فَاِنْ کَانَ فِی الْاِسْلَامِ حقٌّ فَاَظْھِرٖ

اگر اسلام میں صداقت ہے تو اِسے غلبہ عطا فرما

مندرجہ بالا دلچسپ عربی قصیدہ مکرم مولوی ظفر محمد صاحب مولوی فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ نے ہندوستان کی موجودہ حالت کے متعلق تحریر کیا ہے۔ کفر جس طرح سے اسلام سے برسرِ پیکار ہے اور اسے چیلنج کر رہا ہے اس کا نقشہ کھینچ کر جناب مولوی صاحب نے اسلام کی طرف سے اس کا جواب دیا ہے اور سرزمین ہند میں اسلام کے مستقبل کا ذکر کیا ہے۔ یہ قصیدہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے ایک الہامی مصرع پر مبنی ہے۔ (ایڈیٹر)

(روزنامہ الفضل قادیان 30 جون 1947ء صفحہ 2)

"اَمِتْنِی فِی الْمَحَبَّةِ وَالْوِدَادِ
وَکُنْ فِی ھٰذِہٖ لِی وَالْمَعَادِ"

(الہام حضرت بانی جماعت احمدیہ تذکرہ صفحہ 663 ایڈیشن چہارم 2004)

ذیل کی نظم اسی الہام پر متضمن ہے جس کا آزاد اردو ترجمہ میرے ایک عزیز نے کیا ہے۔

تَمَکَّنَ حُبُّ حِبٍّ فِی فُؤَادِی

کسی پیارے کی اُلفت دل نشین ہے

وَدُوْنَ وِصَالِہٖ خَرْطُ الْقَتَادِ

مگر ملنا اُسے آسان نہیں ہے

سَمِعْتُ مُنَادِیًا لَیْلًا یُنَادِی

بوقتِ شب سُنا میں نے مُنادی

وَیُنْذِرُ قَوْمَہٗ فِی کُلِّ نَادِ

نِداء نے جس کی ہر محفل جگادی

آيَا قَوْمِ اتَّقُوْا يَوْمَ التَّنَادِیْ

ارے لوگو! ڈرو روزِ جزا سے

اَفِيْقُوْا وَاتْرُكُوْا دَأْبَ الْفَسَادِیْ

اور آؤ باز ہر اِک کج ادا سے

وَتُوْبُوْا يَا اُولِي الْاَلْبَابِ تُوْبُوْا

کرو توبہ عزیزو! باز آؤ

اِلَى اللهِ الَّذِیْ رَبُّ الْعِبَادِ

خُدا ناراض ہے اُس کو مناؤ

فَاٰمَنْتُ بِهٖ رَبِّ وَلٰكِنْ

کہا لبیک مَیں نے بھی زباں سے

بِقَلْبٍ لَا يَرٰى نَهْجَ الرَّشَادِ

مگر لاتا دلِ دانا کہاں سے

اَضَعْتُ الْعُمْرَ فِيْ لَهْوٍ وَلَعْبٍ

جوانی عیش وعشرت میں گنوادی

وَغَيٍّ هَائِمًا فِيْ كُلِّ وَادِ

بھٹکتا رہ گیا وادی بہ وادی

قَرِيْبًا كُنْتَ يَا فِرْدَوْسَ رُوْحِيْ

مِرے فردوس! تُو نزدیک تر تھا

اٰثَرْتُ النَّقْعَ بُطْلًا فِي الْبَوَادِيْ

بلا حاجت رہا مَیں دشت پیما

ظَلَمْتُ النَّفْسَ نَاقَتَهَا عَقَرْتُ

غلط رَو ناقۂ جاں رہ میں ہاری

وَزَادِيْ قَدْ تَاَذَّنَ بِالنَّفَادِ

نہیں زادِ سفر قسمت ہماری

اَنَا الْمِسْكِيْنُ مَقْصُوْصُ الْجَنَاحِ

غریب و بے نوا بے بال و پر ہوں

وَشَوْقُكَ قَدْ نَفٰی عَنِّیْ رُقَادِیْ

جُدائی میں تڑپتا رات بھر ہوں

فَكَمْ مِنْ لَيْلَةٍ لَا نَوْمَ فِيْهَا

گزاریں میں نے یوں راتوں پہ راتیں

وَقَاسَيْتُ السُّهَادَ عَلَی السُّهَادِ

رہا کرتا ستاروں ہی سے باتیں

فَهَلْ مِنْ حِيْلَةٍ تُنْجِیْ جَنَانِیْ

درِ دولت پہ تیرے کیسے آؤں

وَتُدْنِيْنِیْ بِبَابِكَ يَا مُرَادِیْ

وہ کیا حیلہ ہے جس سے تجھ کو پاؤں

تَعَالَ اِلَیَّ يَا مَلِكَ الْمُلُوْكِ

عدو اِقلیمِ دل کرتا ہے ویراں

وَاَخْرِجْ مَنْ تَحَكَّمَ فِیْ بِلَادِیْ

نکال آ کر اُسے اے شاہِ شاہاں

وَاَشْعِلْ فِیْ جَنَانِیْ نَارَ حُبٍّ

مِرے دل میں تُو آگ ایسی لگا دے

تُغَادِرُ كُلَّ نَارٍ كَالرَّمَادِ

جو ہر آتش کو خاکستر بنا دے

وَهَيِّئْ لِیْ وِدَادًا مِنْ لَدُنْكَ

عطا کر وہ مجھے مہر و محبت

فَدَيْتُكَ بِالطَّرِيْفِ وَبِالتِّلَادِ

لُٹا دوں جس پہ میں ہر ایک دولت

وَكُلُّ الْاَمْرِ مَوْقُوْفٌ عَلَيْكَ

ترے ہاتھوں میں ہے مَولا سبھی کچھ

فَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَاَنْتَ زَادِیْ

بجز تیرے نہ ہو مجھ سے کبھی کچھ

فَلَا شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْكَ

تُو ہی محبوب ہے اَے میرے داور!

"اَمِتْنِیْ فِی الْمَحَبَّةِ وَالْوِدَادِ"

مجھے اپنی محبت میں فنا کر

وَلَا لِیْ حَاجَةٌ اِلَّا اِلَيْكَ

نہیں حاجت سوا تیرے کسی کی

"وَكُنْ فِیْ هٰذِهٖ لِیْ وَالْمَعَادِ"

ہے بس کونین میں درکار تُو ہی

(ماہنامہ الفرقان جون 1969ء صفحہ 15، 16)

ذِكْرُ نَصْرِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

خدائے عظیم کی نصرت کا تذکرہ

بِلُطْفِكَ يَا اِلٰهَ الْعَالَمِيْنَا

اے الٰہ العالمین! تو نے محض اپنے فضل وکرم سے

نَصَرْتَ عِبَادَكَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَا

اپنے کمزور بندوں کی مدد فرمائی

اِمَامًا هَادِيًا اَرْسَلْتَ فِيْنَا

تو نے اِمام ہادی کو ہم میں بھیجا

فَاٰمَنَّا بِهٖ مُسْتَيْقِنِيْنَا

اور ہم اُس پر یقین سے ایمان لائے

وَ اَمَّا الْجَاحِدُوْنَ بَغَوْا عَلَيْنَا

لیکن انکار کرنے والوں نے ہم پر زیادتی کی

وَقَامُوْا لِمَحْوِنَا حِيْنًا فَحِيْنَا

اور وہ وقتاً فوقتاً ہمیں مٹانے کے لئے کھڑے ہوتے رہے

فَقُمْتَ تُؤَيِّدُ الْمُسْتَضْعَفِيْنَا

پس (اے خدا) تو بھی کمزوروں کی تائید کے لئے کھڑا ہو گیا

وَصِرْتَ مِجَنَّةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَا

اور تو مومنوں کے لئے ڈھال بن گیا

اِذَا مَا كَادُوْا كَيْدًا كِدْتَ كَيْدًا

جب کبھی وہ تدبیر کرتے ہیں تو تُو بھی کوئی تدبیر کر کے

وَاَوْهَنْتَ مَكَائِدَ كَائِدِيْنَا

اُن کی سازشوں کو کمزور کر دیتا ہے

وَقَالُوا الْيَوْمَ نُهْلِكُكُمْ فَقُلْنَا

اُنہوں نے کہا کہ آج ہم تمہیں تباہ کر دیں گے ہم نے جواب دیا

يَقِيْنًا اللّٰهُ مَوْلَانَا يَقِيْنَا

ہمارا مولیٰ یقیناً ہمیں بچائے گا

وَبَاتُوْا يَمْكُرُوْنَ لِيُهْلِكُوْنَا

سو وہ رات بھر ہمیں ہلاک کرنے کی سازشیں کرتے رہے

وَبِتْنَا رَاكِعِيْنَ وَسَاجِدِيْنَا

اور ہم رات بھر رکوع اور سجود کرتے رہے

فَلَمَّا اَصْبَحُوْا كَانُوْا هَشِيْمًا

جب صبح ہوئی تو وہ چُور چُور تھے

وَاَصْبَحْنَا وَكُنَّا ظَاهِرِيْنَا

اور ہم غالب تھے

فَاٰبُوْا خَائِبِیْنَ وَخَاسِرِیْنَا

پس وہ ناکام ونامراد لوٹے

وَاُبْنَا حَامِدِیْنَ وَشَاکِرِیْنَا

اور ہم خدا تعالیٰ کی حمد وشکر کرتے ہوئے لوٹے

بِفَضْلِكَ یَا اِلٰهِیْ قَدْ غَلَبْنَا

اے اللہ! ہم تیرے فضل سے اپنے

عَلٰی اَعْدَائِنَا الْمُسْتَکْبِرِیْنَا

متکبر دُشمنوں پر غالب آئے

لَقَدْ اَعْطَیْتَ اَحْمَدَ مَا وَعَدْتَّ

تو نے احمد سے جو وعدہ کیا تھا وہ

بِفَصْلِكَ بَیْنَنَا وَالْمُعْتَدِیْنَا

ہم میں اور ہمارے مخالفوں میں فیصلہ کر کے پورا کر دیا

اَعَنْتَ مَنْ اِعَانَتَهٗ اَرَادَ

جس نے احمد کی مدد کا ارادہ کیا تو نے اُس کی مدد کی

اَهَنْتَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّهِیْنَا

اور جس نے تذلیل کا ارادہ کیا اُس کو ذلیل کر دیا

اَرَاکُمْ مَعْشَرَ الْاَعْدَاءِ جُرْتُمْ

اے دشمنوں کے گروہ! میں دیکھتا ہوں کہ تم نے ظلم وجور کیا

وَمَا اخْتَرْتُمْ طَرِیْقَ الْعَادِلِیْنَا

اور انصاف کرنے والوں کا طریق اختیار نہ کیا

بِغَیْرِ الْحَقِّ قَدْ کَفَّرْتُمُوْنَا

تم نے ناحق ہمیں کافر قرار دیا

وَمَا خِفْتُمْ اِلٰهَ الْعَالَمِیْنَا

اور اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں کیا

بِحَمْدِ اللّٰہِ نَحْنُ مُسْلِمُوْنَ

الحمدللہ ہم مسلمان ہیں اور

رَضِیْنَا مِلَّۃَ الْاِسْلَامِ دِیْنَا

دینِ اسلام ہی ہمارا پسندیدہ دین ہے

اِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ قَدْ مَنَنْتَ

اے الٰہ العالمین! تُو نے اپنے

عَلٰی اَنْصَارِكَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَا

کمزور انصار پر احسان فرمایا

فَنَحْنُ حَامِدُوْنَ وَشَاكِرُوْنَ

سو ہم تیری حمد کرتے ہیں اور شکر ادا کرتے ہیں

وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ خَیْرًا مَا حَیِیْنَا

اور جب تک زندہ رہیں گے تیری اچھی تعریف کرتے رہیں گے

وَ نَشْهَدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

ہم گواہی دیتے ہیں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

وَاَنَّكَ اَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَا

اور یہ کہ تو، ہاں تو ہی رب العالمین ہے

وَاَنَّ مُحَمَّدًا خَیْرُ الْاَنَامِ

اور یہ کہ محمد ﷺ سب لوگوں سے افضل ہیں

رَسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْنَا

اور اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم المرسلین ہیں۔

عَفُوٌّ اَنْتَ رَبِّ فَاعْفُ عَنَّا

اَے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے ہمیں معاف کردے

اِذَا اَخْطَأْنَا یَوْمًا اَوْ نَسِیْنَا

جب کبھی ہم سے کوئی خطا یا بھول ہو جائے

(ماہنامہ الفرقان جنوری 1971ء صفحہ 8)

اَلتَّرْحِیْب

بِفَخَامَةِ مُعَمَّر الْقَذَافِي رَئِيْسِ مَمْلُكَةِ لِيْبِيَا

نوٹ: فروری ۱۹۷۴ء میں لاہور میں منعقد ہونے والی اسلامی سربراہی کانفرنس کے موقع پر قصیدہ ہذا خاکسار نے حکومت پاکستان کے سابق وزیر اطلاعات ونشریات مولانا کوثر نیازی کو بھیجا۔ انہوں نے جواباً لکھا کہ فریم کروا کر بھجوا دیں۔ (خط شامل اشاعت ہے) چنانچہ ایک شان دار فریم میں لگوا کر یہ قصیدہ اُن کو دیا گیا۔

اَهْلًا وَّ سَهْلًا مَرْحَبًا بِوُرُوْدِكُمْ
آیئے! تشریف لایئے!! خوش آمدید!!
اَلْاَرْضُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ سُعُوْدِكُمْ
ہماری سرزمین آپ کے نورِ سعادت سے چمک اُٹھی ہے

یَا مَنْ یُّشَرِّفُ بِالنُّزُوْلِ بِلَادَنَا
آپ نے ہماری سرزمین میں تشریف لا کر اسے شرف بخشا ہے
قَدْ زَادَ مَجْدًا شَأْنُهَا بِشُهُوْدِكُمْ
اور آپ کو دیکھ کر اس کی شان اور بڑھ گئی ہے

قَرَّتْ عُیُوْنُ الْمُسْلِمِیْنَ اِذَا رَأَتْ
مسلمانوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں جب انہوں نے
بِبِلَادِ بَاکِسْتَانَ خَفْقَ بُنُوْدِکُمْ
بلاد پاکستان میں آپ کے جھنڈوں کو لہراتے دیکھا

یَا ضَیْفَنَا! وَحَبِیْبَنَا! وَخَلِیْلَنَا!
اے ہمارے مہمان اور حبیب اور خلیل!
مِنَّا السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَوُفُوْدِکُمْ
ہماری طرف سے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو سلام

اِنَّا نُعَانِدُ مَنْ یُّعَانِدُ شَعْبَکُمْ
جو لوگ آپ کی قوم کے دشمن ہیں ہم اُن کے دشمن ہیں
وَنُحِبُّکُمْ وَنُحِبُّ کُلَّ وَدُوْدِکُمْ
اور ہمیں آپ سے اور آپ سے محبت کرنے والوں سے محبت ہے

شُکْرًا لَّکُمْ وَلِشَعْبِکُمْ اِذْ اَنْتُمْ
آپ کا اور آپ کی قوم کا شکریہ کیونکہ آپ
لَمْ تَخْذُلُوْا اِخْوَانَکُمْ بِقُعُوْدِکُمْ
اپنے بھائیوں کو بے یارو مددگار چھوڑ کر بیٹھ نہیں رہے

اِنَّا بَنِی الْاِسْلَامِ طُرًّا اِخْوَۃٌ

ہم ابنائے اسلام سب بھائی بھائی ہیں

اَلدِّیْنُ اَصْلُ جُدُوْدِنَا وَجُدُوْدِکُمْ

ہمارے اور آپ کے آباؤ واجداد کا اصل تو دین اسلام ہے

أَحُمَاۃَ دِیْنِ اللّٰہِ قُوْمُوْا وَانْصُرُوْا

اے اللہ کے دین کے حامیو کھڑے ہو جاؤ اور اپنے بھائیوں

اِخْوَانَکُمْ بِسِلَاحِکُمْ وَجُنُوْدِکُمْ

کی اپنے ہتھیاروں اور فوجوں سے مدد کرو

یَا قَادَۃَ الْاِسْلَامِ! لَا تَتَفَرَّقُوْا

اے قائدینِ اسلام! تفرقہ مت اِختیار کرو

بَلْ عَاوِنُوْا وَتَجَمَّعُوْا بِجُنُوْدِکُمْ

بلکہ ایک دوسرے سے تعاون کرو اور اپنی فوجوں سمیت اکٹھے ہو جاؤ

یَا اَیُّھَا الْاِخْوَانُ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا

اے بھائیو! ایک دوسرے کو معاف کرو

لَا تُشْمِتُوْا اَعْدَائَکُمْ بِصُدُوْدِکُمْ

اور اپنے دشمنوں کو اپنی ہٹ دھرمی پر مت ہنساؤ

اَوَ مَا رَاَیْتُمْ قَدْ تَفَرَّقَ شَمْلُکُمْ

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمہاری جمعیت پریشان ہو چکی ہے

فَالْوَقْتُ یُوْقِظُکُمْ لِجَمْعِ اُسُوْدِکُمْ

سو وقت تمہیں جگا رہا ہے کہ اپنے شیروں کو اکٹھا کرو

اَللّٰہُ سَلَّطَکُمْ عَلٰی اَعْدَآئِکُمْ

اللہ تمہیں تمہارے دشمنوں پر غلبہ عطا فرمائے

وَوَقَاکُمُ الرَّحْمٰنُ شَرَّ حَسُوْدِکُمْ

اور خدائے رحمان تمہیں حاسدوں کے شرّ سے بچائے

اِنَّا ابْتُلِیْنَا ھٰھُنَا بِھَنَادِکٍ

ہم یہاں ہندوؤں کی مصیبت میں مبتلا ہیں

وَیَحُوْمُ فَوْقَکُمْ بَلَاءُ یَھُوْدِکُمْ

اور تمہارے سروں پر بلائے یہود منڈلا رہی ہے

أَیَھُوْدُ مَھْلًا جَاءَ وَقْتُ حِسَابِکُمْ

اے یہودیو! ٹھہرو تمہارے حساب کا وقت آ گیا ہے

فَسَتُؤْخَذُنَّ بِجَمْعِکُمْ وَجُنُوْدِکُمْ

پس عنقریب تم اپنی جمعیت اور فوجوں سمیت پکڑے جاؤ گے

أَهُنُوْدُ مَهْلًا، جَاءَ وَقْتُ تَبَابِكُمْ

اے ہندوؤ! تم بھی ٹھہرو۔ تمہاری تباہی کا وقت بھی آ گیا ہے

فَسَتُحْرَقُنَّ بِعِجْلِكُمْ مَعْبُوْدِكُمْ

عن قریب تم اپنے معبود بچھڑے سمیت جلائے جاؤ گے

يَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ بُشْرٰى اِنَّهٗ

اَے اہلِ اسلام! تمہیں خوشخبری ہو کہ

قَدْ جَآءَ وَقْتُ عُلُوِّكُمْ وَصُعُوْدِكُمْ

تمہاری برتری اور سرفرازی کا وقت آ گیا ہے!

أَحُمَاةَ دِيْنِ اللهِ اَرْضُوْا رَبَّكُمْ

اے اللہ کے دین کے حامیو! اپنے قیام،

بِقِيَامِكُمْ وَرُكُوْعِكُمْ وَسُجُوْدِكُمْ

رکوع اور سجود سے اللہ کو راضی کرو

هٰذِى الْقَصِيْدَةَ قُلْتُ تَرْحِيْبًا بِكُمْ

یہ قصیدہ مَیں نے آپ کو خوش آمدید کہنے کے لئے کہا ہے

اِنْ تَقْبَلُوْا فَقَبُوْلُكُمْ مِنْ جُوْدِكُمْ

آپ اگر اِسے قبول فرمائیں تو آپ کی نوازش ہو گی

ایک عرب عیسائی پادری کے خط کے جواب میں

ذیل کے دو شعر ایک عرب عیسائی پادری کے عربی خط کے جواب میں کہے گئے۔

كِتَابُكَ جَآءَ اَيُّهَا الْمُتَنَصِّرُ!

فَهٰذَا جَوَابِىْ خُذْهُ اِنْ كُنْتَ تَشْعُرُ

اَے نصرانی! تیری چٹھی مجھے مل گئی ہے سو اگر تجھ میں سمجھ ہے تو لو یہ میرا جواب ہے۔

وَمَا اَنْتَ اِلَّا عَبْدٌ فَانٍ وَّمَيِّتٌ

فَاَنْتَ عَلٰى تَرْدِيْدِهٖ لَا تَقْدِرُ

تُو ایک فانی اور وفات یافتہ انسان کا عبد ہے سو تُو اِس کا جواب نہیں دے سکتا۔

صَلُّوا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

حضرت شیخ سعدیؒ کی رُوح کے شُکریہ کے ساتھ

غَلَبَ الْعِدٰی بِجَلَالِہٖ

غَمَرَ الْوَرٰی بِنَوَالِہٖ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال نے آپؐ کے مخالفوں کو زیر کرلیا، اور بخشش سے لوگوں کا دامن بھر دیا۔

صَعِدَ الْمَعَارِجَ کُلَّھَا

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

حضورؐ تمام بلندیوں سے اُوپر نکل گئے اور حضورؐ کمال اِنتہاء کو جا پہنچے۔

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

سو حضورؐ اور حضورؐ کی آل پر صلوٰۃ وسلام بھیجو۔

قَسَمًا بِہٖ لَمَّا بَدَا

طَلَعَ الصَّبَاحُ کَاَنَّمَا

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے مُبارک وجود کی قسم جب آپ تشریف لائے تو گویا صبحِ صادق نمودار ہوگئی

بِضِیَائِہٖ مَلَأَ الدُّنٰی

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

کائنات حضورؐ کے نُور سے معمور ہوگئی اور حضورؐ کے حُسن و جمال سے تاریکی چھٹ گئی۔

صَلُّوْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

حضورؐ اور حضورؐ کی آل پر صلوٰۃ وسلام بھیجو۔

سَبَقَ الْکِرَامَ مُرُوْءَةً

شَغَفَ الْاَنَامَ مَحَبَّةً

حضور ہر کریم سے مروّت میں آگے نکل گئے اور لوگوں کو محبت سے اپنا فریفتہ بنالیا۔

جَمَعَ الْمَحَاسِنَ اَجْمَعَا

حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ

حضور نے تمام خوبیاں جمع کر لیں اور حضورؐ کی سب خصلتیں حسین ترین ہیں۔

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

حضورؐ اور حضورؐ کی آل پر صلوٰۃ و سلام بھیجو۔

(روزنامہ الفضل جلسہ سالانہ نمبر 24 دسمبر 1974ء صفحہ 9)

فِيْ ذَمِّ الْاَحْزَابِ الْمُسْتَعْمِرَةِ الْجَائِرَةِ

(ظالمِ استعمار پسندوں کی مذمّت میں)

نوٹ: منظوم اُردو ترجمہ میرے ایک شاگرد نے کیا۔

ا

اُنْظُرْ اِلَى الْمُسْتَعْمِرِيْنَ وَدَأْبِهِمْ
اہلِ استعمار کے تُو کام دیکھ
وَاِلَى الْفَسَادِ الْعَامِّ فِيْ أَحْزَابِهِمْ
اور پھر اُن کا فسادِ عام دیکھ

اَلصَّائِلِيْنَ عَلَى الْعِبَادِ تَحَكُّمًا
کرتے ہیں قوموں پہ حملہ ناروا
وَالشَّاهِرِيْنَ سُيُوْفَهُمْ لِرِقَابِهِمْ
کھینچ کر تلوار دیں گردن اُڑا

اَلْغَافِلِیْنَ عَنِ الْاِلٰہِ وَاَخْذِہٖ
اخذِ مولیٰ سے ہیں ناداں بے خبر

وَالْفَاخِرِیْنَ جَہَالَۃً بِسَرَابِہِمْ
مفتخر ہیں اپنی عقلِ خام پر

مِنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ بِسُرْعَۃٍ
ہر طرف سے آرہے ہیں دوڑتے

قَدْ صَارَتِ الْاَقْوَامُ فَرْسٰی نَابِہِمْ
اور قوموں کے سروں کو پھوڑتے

۲

اَبْنَاءُ اِسْرَائِیْلَ شَرٌّ عَادَۃً
آلِ اِسرائیل ہیں اب اِس طرح

اَلْیَوْمَ ھُمْ قَامُوْا مَقَامَ ذِئَابِہِمْ
اِک درندہ بھیڑیا ہو جس طرح

اَلْیَوْمَ اَلْفٌ سَابِعٌ وَمَقَامُہٗ
ہے مقدس اُن کے ہاں ہفتم ہزار

کَمَقَامِ یَوْمِ السَّبْتِ حَسْبَ حِسَابِہِمْ
سبت کا دن جس طرح حسبِ شمار

وَالصَّیْدُ یَوْمَ السَّبْتِ شَیْءٌ مُحَرَّمٌ
ہے شکار اُن کے لئے اُس دن حرام

لِشُعُوْبِ اِسْرَائِیْلَ وَفْقَ کِتَابِہِمْ
دے چکی تورات ہے فتویٰ یہ عام

هُمْ يَسْفِكُوْنَ دِمَاءَ قَوْمٍ مُسْلِمٍ
قتل کرتے ہیں مسلمانوں کو وہ
وَالْيَوْمَ صَارَ الْعَرَبُ فَرْسٰی نَابِهِمْ
ہیں عدو اعراب کی جانوں کے وہ

مَنْ مُبْلِغُ الْاَعْرَابِ عَنِّی اَنَّهُمْ
کون عربوں کو یہ دے میرا پیام
مَا قُتِّلُوْا اِلَّا لِتَرْكِ كِتَابِهِمْ
ہو رہے مقتول ہیں جو چھوڑ کر حق کا کلام

وَالْخَيْرُ كُلُّ الْخَيْرِ فِي قُرْاٰنِنَا
ہے بھلائی سب کی سب قرآن میں
هُمْ يَحْسَبُوْنَ الْخَيْرَ فِي اَنْسَابِهِمْ
وہ سمجھتے ہیں نسب کی آن میں

نَحْنُ الْاَعَاجِمُ اِعْتَصَمْنَا بِحَبْلِهٖ
حاملِ قرآن ہیں ہم اعجمی،
وَالْاِعْتِصَامُ بِحَبْلِهٖ اَوْلٰى بِهِمْ
وہ عرب ہو کر ہیں قرآں سے غنی

۳

اِنَّ الْهَنَا دِكَ خَائِرُوْنَ تُجَاهَنَا
ہند کے گئوسالے آئے سامنے
كَىْ يَنْطَحُوْنَا شَائِلِي اَذْنَابِهِمْ
دُم اُٹھا کر ہم کو ٹکّر مارنے

كَالسَّامِرِيِّ لَا مِسَاسَ مَقَالُهُمْ
قول اُن کا ہے ہمیشہ لامِساس
وَكَذَاكَ كَانَ الْعِجْلُ مِنْ اَرْبَابِهِمْ
سامری کی گائے کا ہے اُن کو پاس

فَالنَّارُ رَاصِدَةٌ لِتَاْكُلَ لَحْمَهُمْ
منتظر ہے آگ کھانے کے لئے
وَالْيَمُّ مُنْتَظِرٌ لِنَسْفِ تُرَابِهِمْ
اور دریا ہے بہانے کے لئے

۴

يَا مَعۡشَرَ الۡاِسۡلَامِ بُشۡرىٰ اِنَّهٗ
اَے مسلمانو! بشارت ہو تمہیں

قَدۡ جَاءَ وَقۡتُ عُلُوِّكُمۡ وَتَبَابِهِمۡ
اب تمہیں عزت ملے گی دوستو! ذلّت اُنہیں

هَلۡ هٰذِهِ الۡاَحۡزَابُ تُهۡزَمُ كُلُّهَا؟
ہار جائیں گے یہ لشکر کیا سبھی؟

قُلۡ اِیۡ وَرَبِّیۡ جَاءَ وَقۡتُ حِسَابِهِمۡ
ہاں خُدا شاہد ہے بس ہو گا یہی

يَا رَبِّ سَلِّمۡنَا بِوَجۡهِ مُحَمَّدٍ
ظالموں کے ظلم سے ہم کو بچا

يَا رَبِّ نَجِّ الۡخَلۡقَ مِنۡ قِرۡضَابِهِمۡ
اے خداوندِ محمدؐ مصطفٰی

فِیۡ رَجُلٍ مُتَكَبِّرٍ سَبَّ اِمَامَنَا

(ایک متکبر شخص کے بارہ میں جس نے ہمارے امام کو گالی دی)

يَا اَيُّهَا الۡعَبۡدُ الضَّعِيۡفُ الۡاَحۡقَرُ
اَلۡقَبۡرُ مَثۡوَاكَ فَلِمَ تَتَكَبَّرُ

اے کمزور اور حقیر ترین بندے! قبر تیرا ٹھکانا ہے۔ پھر تُو کیوں تکبر کرتا ہے؟

اَلۡكِبۡرُ عِنۡدَ الۡعَاقِلِيۡنَ سَفَاهَةٌ
مَنۡ كَانَ ذَا لُبٍّ فَلَا يَتَكَبَّرُ

تکبر کرنا عقل مندوں کے نزدیک حماقت ہے۔ عقلمند کبھی تکبر نہیں کرتا۔

مَنۡ كَانَ ذَا لُبٍّ يَكُفُّ لِسَانَهٗ
فَلَا يُؤۡذِیۡ اِنۡسَانًا وَلَا يَتَثَرۡثَرُ

عقل منداپنی زبان قابو میں رکھتا ہے۔ نہ تو کسی انسان کا دل دُکھاتا ہے اور نہ ہی یاوہ گوئی سے کام لیتا ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ کَرِیۡمَ قَوۡمٍ اَکۡرِمُوۡا
وَاللّٰہُ قَالَ لَا تَسُبُّوۡا وَتَسۡخَرُوۡا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر قوم کے بزرگ کی عزت کرو اور ارشاد الٰہی ہے کہ کسی کو گالیاں مت دو اور ٹھٹھا نہ کرو۔

یَا مَنۡ سَبَبۡتَ اِمَامَنَا وَشَتَمۡتَہٗ
اِخۡسَأۡ فَاِنَّکَ صَاغِرٌ بَلۡ اَصۡغَرۡ

اے ہمارے امام کو بُرا بھلا کہنے اور گالیاں دینے والے! تیرا ستیاناس ہو۔ تُو خود ذلیل بلکہ ذلیل تر ہے۔

ھٰذِی تِجَارَتُکَ الَّتِی اِخۡتَرۡتَھَا
یَا طَالِبَ الدُّنۡیَا تَبُوۡرُ فَتَخۡسَرُ

اے دُنیا کے طالِب! تُو نے جو یہ سَودا بازی اختیار کی ہے یہ تباہ ہونے والی ہے اور تُو گھاٹے میں ہی رہے گا۔

اِنَّ الۡکَرِیۡمَ کَرِیۡمَ قَوۡمٍ یُکۡرِمُ
اَمَّا اللَّئِیۡمُ فَلَا مَحَالَۃَ یَھۡذَرُ

شریف انسان ہر قوم کے بزرگ کی عزت کرتا ہے لیکن کمینہ آدمی ہمیشہ یاوہ گوئی سے کام لیتا ہے۔

حضرت مولانا جلالُ الدِّین صاحب شمسؒ

کی بلادِ شام سے واپسی پر

بِحَسَبِ السَّعۡیِ اِکۡرَامُ الۡعِبَادِ
انسان کی کوشش کے مطابق اُس کا احترام ہوتا ہے
فَخَیۡرُ النَّاسِ مِکۡثَارُ الۡاَیَادِیۡ
پس لوگوں میں بہترین وہ ہے جس کے احسانات زیادہ ہوں

جَلَالَ الدِّیۡنِ اِنَّکَ قَدۡ سَعَیۡتَ
اے جلال الدین! آپ نے کوشش کی
فَفُقۡتَ وَنِلۡتَ مِنۡ کُلِّ الۡمُرَادِ
تو فوقیت لے کر اپنی ہر مُراد کو پالیا

وَكَمْ مِنْ لَيْلَةٍ اَحْيَيْتَ سَعْيًا
کتنی ہی راتیں ہیں جو آپ نے جہاد میں صرف کیں
وَيَوْمٍ قَدْ قَتَلْتَهٗ بِالْجِهَادِ
اور کتنے ہی دن ہیں جن کو آپ نے جہاد کرتے ہوئے ختم کیا

وَكَمْ مِنْ خَاصِمٍ اَفْحَمْتَ قَوْلًا
کتنے ہی خصیم ہیں جن کا آپ نے ناطقہ بند کر دیا
فَاٰبَ خَاسِرًا قَلِقَ الْفُؤَادِ
جو پریشان خاطر ہو کر نامُراد لَوٹے

قَتَلْتَهُمْ بِبُرْهَانٍ صَرِيْحٍ
آپ نے اُنہیں بُرہانِ صریح سے مارا
وَسُلْطَانٍ كَرُمْحٍ فِي السَّدَادِ
اور ایسے دلائل سے جو نیزے کی طرح سیدھے تھے

اِذَا عَجِزُوْا عَنِ التَّرْدِيْدِ قَوْلًا
جب وہ زبانی طور پر جواب دینے سے عاجز آ گئے
اَتَوْكَ اِذًا بِاَسْلِحَةٍ حِدَادِ
تو تیز ہتھیار لے کر آپ پر حملہ آور ہوئے

هُنَاكَ دَعَوْتَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ
تب آپ نے رب العالمین کو پکارا
وَاَنْشَدْتَ هُنَالِكَ بَيْتَ هَادٍ
اور اس موقع پر ایک عظیم ہادی کا شعر پڑھا

"فَلَسْتُ اَخَافُ مِنْ مَوْتِيْ وَقَتْلِيْ
مَیں موت سے اور قتل سے نہیں ڈرتا
اِذَا مَا كَانَ مَوْتِيْ فِي الْجِهَادِ"
جبکہ میری مَوت جہاد فی سبیل اللہ میں ہو
(1931ء)

فِی ذِکْرٰی

مَوْلَانَا جَلَالُ الدِّیْن شَمْس المرحوم

جَلَالَ الدِّیْنِ یَا بَدْرِی وَشَمْسِی
اَحَقًّا قَدْ أَفَلْتَ فَدَتْكَ نَفْسِی

اَے جلال الدین! اَے میرے مہر و ماہ! کیا سچ مچ تُو غروب ہو گیا ہے۔ مَیں تیرے قربان جاؤں۔

بِنُوْرِكَ قَدْ اَنَرْتَ الْعَالَمِیْنَ
فَکَیْفَ سَکَنْتَ فِیْ ظُلُمَاتِ رَمْسٍ

تُو نے اپنے نُور سے دُنیا کو روشن کیا۔ اب تُو قبر کی ظلمت میں کیونکر جا ٹھہرا۔

عَلَی الْاَعْدَآءِ قُمْتَ مَقَامَ سَیْفٍ
وَلِلْاِسْلَامِ نُبْتَ مَنَابَ تُرْسٍ

دشمنوں کے مقابل تُو ایک تلوار تھا اور اسلام کے لئے تُو ایک ڈھال تھا۔

وَلَوْ قَبِلَ الْحِمَامُ فداءَ نَفْسٍ
لَقَامَتْ فِیْ فِدَآئِكَ اَلْفُ نَفْسٍ

اگر موت کسی انسان کا فدیہ قبول کرتی تو تیرے فدیے کے لئے ہزار نفس کھڑے ہو جاتے۔

یُذَکِّرُنِیْ طُلُوْعُ الشَّمْسِ شَمْسًا
وَاَذْکُرُوْہُ بِکُلِّ غُرُوْبِ شَمْسٍ

جب سُورج نکلتا ہے تو وُہ مجھے ''شمس'' کو یاد دِلاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو بھی۔

(ماہنامہ الفرقان شمس نمبر جنوری 1968ء صفحہ 55)

اَلتَّرۡحِیۡبُ بِفَخَامَةِ رَئِیۡسِ الۡجُمۡهُوۡرِیَّةِ الۡعَرَاقِیَّةِ

آنریبل صدر جمہوریہ عراق کو خوش آمدید

گزشتہ دنوں عراق کے صدر جمہوریہ کے پاکستان تشریف لانے پر جناب مولوی ظفر محمد صاحب فاضل مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول کراچی نے یہ عربی قصیدہ ان کی خوش آمدید کے طور پر لکھا تھا۔ (ادارہ)

اَهۡلًا وَسَهۡلًا مَرۡحَبًا بِوُرُوۡدِكُمۡ

آپ کی تشریف آوری پر ہم آپ کو اھلاً وسہلاً ومرحبا کہتے ہیں

اَلۡاَرۡضُ مُشۡرِقَةٌ بِنُوۡرِ سُعُوۡدِكُمۡ

آپ کے مبارک نور سے ہماری سرزمین خوشی سے تمتما اٹھی ہے

یَا مَنۡ یُشَرِّفُ بِالنُّزُوۡلِ بِلَادَنَا

اے وہ ہستی! جس نے ہمارے وطن میں تشریف لانے کا شرف بخشا ہے

قَدۡ زَادَ مَجۡدًا شَانُهَا بِشُهُوۡدِكُمۡ

آپ کی موجودگی سے اُس کی شانِ عظمت میں اضافہ ہوا ہے

یَا ضَیۡفَنَا! عَبۡدَالسَّلَامِ الۡعَارِفَا

اے ہمارے مہمان عبدالسلام العارف!

مِنَّا السَّلَامُ عَلَیۡكُمۡ وَوُفُوۡدِكُمۡ

ہماری طرف سے آپ کو اور آپ کے جملہ ممبران وفد کو ”السلام علیکم“

اَللّٰهُ سَلَّطَكُمۡ عَلٰی اَعۡدَائِكُمۡ

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دشمنوں پر غلبہ عطا کرے

وَوَقَاكُمُ الرَّحۡمَانُ شَرَّ حَسُوۡدِكُمۡ

اور خدائے رحمان آپ کو ہر حاسد کے شر سے محفوظ رکھے۔

اِنَّا نُعَانِدُ مَنۡ یُعَانِدُ شَعۡبَكُمۡ

ہم اُس کے دشمن ہیں جو آپ کی قوم کا دشمن ہے

وَنَوَدُّكُمۡ وَنَوَدُّ كُلَّ وَدُوۡدِكُمۡ

ہم آپ کے دوست اور آپ کے ہر دوست کے دوست ہیں

اِنَّا ابۡتُلِیۡنَا هٰهُنَا بِهَنَادِكٍ

ہمیں اس ملک میں ہندوؤں کی دشمنی سے واسطہ پڑا ہے

وَیَحُوۡمُ فَوۡقَكُمۡ بَلَاءُ یَهُوۡدِكُمۡ

اور تمہارے سروں پر یہودیوں کا خطرہ منڈلا رہا ہے۔

يَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ بُشْرٰى اِنَّهٗ

اے مسلمانوں کے گروہ! تمہیں خوشخبری ہو کہ

قَدْ جَاءَ وَقْتُ عُلُوِّكُمْ وَصُعُوْدِكُمْ

تمہاری سربلندی اور ارتقاء کی گھڑی آن پہنچی ہے

اَيَا قَادَةَ الْاِسْلَامِ لَا تَتَفَرَّقُوْا

اے قائدین اسلام! آپس میں تفرقہ وانتشار پیدا نہ کرو

بَلْ عَاوِنُوْا وَتَوَحَّدُوْا بِجُنُوْدِكُمْ

بلکہ باہم تعاون کرو اور اپنے لشکروں سمیت متحد ہو جاؤ

أَ وُلَاةَ قَوْمِ الْمُسْلِمِيْنَ تَعَاوَنُوْا

اے اُمتِ مسلمہ کے حکمرانو! آپس میں تعاون کرو۔

لَا تَخْذِلُوْا اِخْوَانَكُمْ بِقُعُوْدِكُمْ

اور اپنے مسلمان بھائیوں کو پیچھے بیٹھ رہ کر بے یارو مددگار مت چھوڑو

اِنَّ الْكَشَامِرَ يَصْرَخُوْنَ تَظَلُّمًا

کشمیری لوگ ظلم سہہ سہہ کر چیخ و پکار کر رہے ہیں

وَاِغَاثَةُ الْمَظْلُوْمِ طِيْنَةُ عُوْدِكُمْ

اور مظلوم کی دادرسی کرنا تمہاری سرشت میں داخل ہے

اِنَّا بَنِی الْاِسْلَامِ طُرًّا اِخْوَةٌ

ہم فرزندان اسلام سب بھائی بھائی ہیں۔

اَلدِّيْنُ اَصْلُ جُدُوْدِنَا وَجُدُوْدِكُمْ

اور دین اسلام ہی تمہاری خوش نصیبیوں اور ہماری خوش بختیوں کی جڑ ہے۔

هٰذِی الْقَصِيْدَةُ قُلْتُ اِهْدَاءً لَكُمْ

یہ قصیدہ تمہارے لئے بطور ھدیہ کے میں نے عرض کیا ہے

اِنْ تَقْبَلُوْا فَقَبُوْلُكُمْ مِنْ جُوْدِكُمْ

اگر آپ اسے شرفِ قبولیت بخشیں تو یہ آپ کی عنایت ہوگی۔

(ماہنامہ الفرقان جون 1964ء صفحہ 41)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

شعبہ "تاریخ احمدیت" ربوہ (پاکستان)

تاریخ 3ھ ۰ہجرت ۱۳۷۰ہش "الخیر کلہ فی القرآن"

2 3 MAY 1991

محترم و مکرم جناب مبارک احمد صاحب ظفر

خلف الصدق مولانا ظفر محمد صاحب ظفر رحمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عرض خدمت ہے کہ :-

(1) ایک بار میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ کی خدمت اقدس میں پرانے قصر خلافت کی بالائی منزل کے ایک کمرہ میں حاضر تھا کہ حضور انور نے مولانا ظفر محمد صاحب ظفر کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذہانت اور علم کی عظیم صلاحیتوں سے نوازا تھا جو ورطہ حیرت میں ڈالنے والی تھیں - گو الفاظ یہ نہیں تھے مگر مفہوم (جہاں تک میری یادداشت کام دیتی ہے) یقیناً ایسا ہی تھا -

(2) مولانا ظفر محمد صاحب نے مجھے ایک دفعہ برسبیل تذکرہ یہ ایمان افروز واقعہ سنایا کہ حضرت خلیفہ ثالث اور میں [illegible] کی ایک ہی کلاس میں پڑھتے اور ایک ہی ڈیسک پر بیٹھتے تھے اور ہم دونوں عربی ادب سے گہرے ذوق و شوق اور

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شعبہ "تاریخ احمدیت" ربوہ (پاکستان)

تاریخ ______ «الخیر کلہ فی القرآن»

شغف کے باعث یہ تمنا رکھتے تھے کہ حضرت قاضی امیر حسین صاحب (ہمارے استاد) سب سے پہلے ہمیں یہ کتاب پڑھنے کا ارشاد فرمائیں۔ ابھی میری خواہش نہیں ہوئی اور ابھی حضرت صاحبزادہ صاحب کی مگر ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت قاضی اپنے کمرہ میں تشریف لاتے ہیں جسے کتاب پڑھنے کی ہدایت کی۔ میں پڑھنے لگا تو حضرت صاحبزادہ صاحب نے میرے کان میں کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آج تم نے سب سے زیادہ دعا کی ہے

اللھم صل علی محمد و آل محمد۔

والسلام طالب دعا

دوست محمد شاہد

مؤرخ احمدیت

Telegrams: CABSEC

Adviser to the President for
Information, Auqaf and Haj.
CABINET DIVISION
Government of Pakistan
Secretariat No. IV

No F.4/1/PA-IAH/72

Rawalpindi, the 6th March

My dear Zafar,

I went through your Arabic "KASIDA" which met my appreciation. You are advised to submit it duly framed.

Yours sincerely,

(MAULANA KAUSAR NIAZI)

Mr. Zafar Mohd Zafar,
Rtd. Professor Jamia Ahmedia,
Ahmed Nagar, Teh. Chinot,
District Jhang.

Phone : 63252

Hakim Nayyar Wasti, S. K.

o/s MASTI GATE, LAHORE

فون:- ٦٣٢٥٢

حکیم نیّر واسطی (ستارۂ خدمت)

بیرون مستی گیٹ لاہور

مورخہ - ٦/ دسمبر ٦٨ء

مکرمی

ســـــــــــلام مسنون - آپ کے عزیز مکرم کی زیارت ہوئی اور انہوں نے قران کریم کا ایک تحفہ بھی عطا کیا جسکیلئے آپکا اور انکا شکر گزار ہوں - میں نے ان سے عرض کر دیا ہے کہ مریض کا ایکسرے دکھائیں تاکہ میں کوئی مشورہ عرض کر سکوں -

آپکے اشعار کا دلی شکریہ عرض کرتا ہوں جن سے محبت و خلوص کی خوشبو آتی ہے - ایک شعر مجھ سے بھی فی البدیہ ہو گیا ہے جو عرض خدمت ہے -

کہہ دو کوئی ظفر سے کہ اے شاہ علم و فن
ایک بے نوا فقیر سے نسبت ہے آپ کی -

فقط والســـــــــــــــلام

(پروفیسر حکیم نیّر واسطی)

ستارہ خدمت

بخدمت شریف جناب ظفر محمد ظفر صاحب ،

سکنہ احمد نگر مغربی پاکستان -

Phone : 63252

Hakim Nayyar Wasti, S.K.

o/s MASTI GATE, LAHORE

فون:- ۶۳۲۵۲

حکیم نیّر واسطی (ستارۂ خدمت)

بیرون مستی گیٹ لاہور

۱۶ر فروری ۱۹۷۳ء

مولانا ! ہدیۂ سلام و شکر و سپاس

نامۂ منظوم ملا۔ اردو نظم میں اظہار مدعا پر آپ کی قدرت کلام طرز بیان کی روانی اور نہایت لطیف پیرایہ میں قافیوں کے استعمال کو دیکھ کر حیرت ہوئی خدا آپ کو خوش و خرم اور تا بدیر سلامت رکھے

نیّر واسطی

Prof. Hakeem Nayyar Wasty S.K.

NAYYAR
313, Circ

LAHORE
(WEST PAKISTAN)

مولانا ! السلام مسنون

عنایت نامہ شرف صدور لایا۔ آپ نے نیازمند کے لیے جس خلوص اور محبت کا اظہار
فرمایا ہے اس کے لیے ہر جہت سے آپ کا شکر گزار ہوں۔ قدرت ہر آن آپ کو جزائے خیر دے۔ [illegible]

میری نظم ماہنامہ ہماری زبان کے مدیر کو بہت پسند آئی ہے اور ان کی خواہش ہے کہ اس کو مع اردو ترجمے
ماہنامہ میں شائع فرمائیں۔ لہذا اگر زحمت نہ ہو تو بین السطور میں ہر شعر کا اردو ترجمہ تحریر فرما کر یہ نظم دوبارہ ارسال فرما دیجیے
ورنہ ابھی محفوظ رکھیے اور جب مناسب معلوم ہو اس کا استعمال شروع فرما دیجیے۔
[illegible] نظر کرم کا دلی شکریہ۔ از راہ کرم خیریت مزاج سے مطلع فرماتے رہیے ممنون ہوں گا

نیر واسطی

Phone : 325391

Hakim Nayyar Wasti,
o/s MASTI GATE, LAHORE

۳۲۵۳۹۱

حکیم نیّر واسطی
بیرون مستی گیٹ - لاہور

عزیز گرامی! دلی دعائیں

آپ کے والد مرحوم کی وفات کا خط ملا غم سے دل پارہ پارہ ہو گیا - خداوند برتر آپ سب کو صبر اور مرحوم کو راحت کی دولت عطا کرے - تمام بھائیوں دوستوں اور عزیزوں کی خدمت میں میری تعزیت پہنچا دیجئے - والسلام

خاکسار

نیر واسطی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم — وعلی عبدہ المسیح الموعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت احمدیہ فیصل آباد

مسجد فضل گول احمدیہ

روانگی نمبر ______

تاریخ 1.6.82

مکرمی — برادر محترم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے میں بہت عرصہ بیمار رہا ہوں اب اچھا ہوں اس اثناء میں محترم مولوی ظفر محمد صاحب ظفر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے

انا للہ و انا الیہ راجعون

وہ میرے دیرینہ دوست تھے اور دینی قابلیت میں بہت آگے تھے نظم و نثر اردو اور عربی دونوں میں دسترس رکھتے تھے یہ بات بہت ہی کم علماء کو حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے اور آپ سب بھائیوں اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ میرا دل آپ سب کیلئے درد مند ہے سب لواحقین سے میری طرف سے تعزیت کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا کارساز ہو۔

والسلام

خاکسار

[illegible]

امیر

وہ پاک ہستی وہ ذاتِ والا | عدم سے جس نے ہمیں نکالا
حقیر ہم، وہ بزرگ و بالا | ذلیل ہم، وہ اجل و اعلیٰ
ادب کے لائق ہے ذات اس کی
ہے نام اس کا خدا تعالیٰ

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر | وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
گمان عاجز، قیاس قاصر | مقام اس کا خِرد سے بالا
قریب بھی ہے بعید بھی ہے
عجیب ہے وہ خدا تعالیٰ

وہ جس نے خیر الانامؐ بھیجا | سلام بھیجا پیام بھیجا
اُسی نے ہم میں اِمام بھیجا | اُسی نے پھر وقت پر سنبھالا
رحیم و رحماں ہے ذات اُس کی
کریم ہے وُہ خدا تعالیٰ

Kalam-e-Zafar

Manzoom Kalam

(Hadhrat Maulana Zafar Muhammad Zafar)